ٹیپوسلطان

ٹیپو سلطان

معاہدہ منگلور کی رو سے میسور اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی دوسری جنگ کا خاتمہ فوجی اور سیاسی لحاظ سے ٹیپو سلطان ٹیپو کی ایک بہت بڑی فتح تھی۔ انگریزوں نے میر نظام علی اور مرہٹوں کی اعانت کے بھروسے پر جنگ شروع کی تھی اور ابتدا میں ان کی کامیابیاں حوصلہ افزا تھیں۔ تاہم نظام اور مرہٹے جنگ کے نتائج کے متعلق پورا اطمینان حاصل کیے بغیر میدان میں کودنے کے لیے تیار نہ تھے۔ بدنور کی فتح کے بعد انگریزوں کو یہ امید ہوگئی تھی کہ اب ان کے مذبذب حلیف مال غنیمت میں حصہ دار بننے کے لیے میسور پر اچانک یلغار کردیں گے لیکن جنگ کے دوسرے دور میں میسور کا زخمی شیر اپنے فولادی پنجے انگریزوں کے سینے میں گاڑ چکا تھا اور وہ گدھ جنہیں گھرے ہوئے شکار پر جھپٹنے کی دعوت دی جا رہی تھی اپنے اپنے نشیمن سے ایک بدلی ہوئے صورت حالات کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

www.magfunpk.com

انگریزوں نے اس وقت صلح کا جھنڈا بلند کیا تھا جب منگلور میں ان کے محصور لشکر کو کسی فوری اعانت کی امید نہ تھی۔ سلطان کے توپ خانے کی بے پناہ گولہ باری کے باعث قلعے کی دیواریں ایک ایک کر کے منہدم ہو رہی تھیں۔ رسد اور بارود کے ذخیرے ختم ہو چکے تھے۔ انگریز قلعے کے باہر نگاہ دوڑاتے تو انہیں آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل نظر آتے۔ وہ قلعے کے اندر دیکھتے تو انہیں زخموں، وبائی امراض اور بھوک سے دم توڑتے ہوئے ساتھیوں کی قابل رحم صورتیں دکھائی دیتیں۔ منگلور کی طرح وہ دوسرے محاذوں پر بھی بری طرح مار کھا رہے تھے۔ کڈلور میں ان کی بہترین فوج فرانسیسی لشکر کے ہاتھوں مکمل تباہی کا سامنا کر رہی تھی۔

جنوبی ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے جارحانہ عزائم کو ہمیشہ کے لیے خاک میں ملانے کا یہ بہترین موقع تھا لیکن اچانک یورپ سے یہ خبر پہنچی کہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان صلح ہو گئی ہے اور وہ ہندوستان میں لڑائی بند کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

www.magfunpk.com

فرانسیسی سپہ سالار نے یہ خبر سنتے ہی انگریزوں کے ساتھ جنگ بند کر دی۔ فرانس کے تعاون سے محروم ہو جانے کے باوجود سلطان ٹیپو کے پاس اتنی طاقت تھی کہ وہ انگریزوں پر ایک فیصلہ کن ضرب لگا سکتا تھا۔ لیکن جنگ جاری رکھنے کی صورت میں سلطان کو ایک طرف نظام اور مرہٹوں کے حملے کا اندیشہ تھا اور دوسری طرف اس کے لیے ان باجگزار راجوں اور پالیگاروں کی سرگرمیاں ایک خطرۂ عظیم بن چکی تھیں جنھوں نے انگریزوں، مرہٹوں اور میر نظام علی کی شہ پر بغاوت کے جھنڈے بلند کر دیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ سلطان ٹیپو محض اولوالعزم سپاہی ہی نہ تھا بلکہ وہ ایک انتھک معمار بھی تھا۔ رعایا کی فلاح و ترقی کے ساتھ اس کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ وہ جنگ کے میدان میں بھی دریاؤں پر بند باندھنے، نہریں کھودنے، بنجر زمینیں آباد کرنے، سڑکیں تعمیر کرنے اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے علاوہ عوام کی تعلیمی اور معاشرتی حالت کو سدھارنے کے عظیم منصوبے تیار کرتا تھا۔ میسور کے عوام کی خوشحالی کے متعلق اپنے سپنوں کی تعبیر کے لیے اسے امن کی ضرورت تھی۔ لیکن اس کے دشمن یہ

www.magfunpk.com

سمجھ چکے تھے کہ سلطان ٹیپو ان کے راستے کا آخری پتھر ہے اور اگر اسے امن کے چند سال مل گئے تو سلطنت خداداد ہندوستان کی عظیم ترین طاقت بن جائے گی۔ چنانچہ صلح نامہ منگلور کے بعد انگریزوں، مرہٹوں اور نظام کی یہ کوشش تھی کہ سلطان کو کسی نہ کسی محاذ پر مصروف رکھا جائے۔

جنگ سے فارغ ہوتے ہی سلطان کو سب سے پہلے نرگنڈ اور کورگ کی طرف توجہ دینی پڑی۔ یہ ریاستیں میسور کی باجگزار تھیں، لیکن گزشتہ جنگ سے فائدہ اٹھا کر وہاں کے راجے، سلطان کے خلاف بغاوت کر چکے تھے۔ سلطان نے مصالحت کے لیے نرگنڈ کے برہمن راجہ ونکٹ راؤ کے پاس اپنا ایلچی بھیجا لیکن وہ مرہٹوں کی شہ پا کر مصالحت کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ سلطان نے مرہٹوں کو میسور کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رکھنے کے لیے ایک سفارت پونا روانہ کی لیکن نانا فرنویس ایک مدت سے میسور کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اور پیشوا کے علاوہ قریباً تمام مرہٹے راجے اس کے قبضے میں تھے۔ اس لیے سلطان کی مصالحانہ کوششیں کامیاب نہ ہوئیں۔

سلطان نے مجبوراً برہان الدین کی قیادت میں ایک لشکر نرگنڈ کی طرف روانہ کر دیا۔ برہان الدین نے نرگنڈ سے چند

www.magfunpk.com

میل کے دو رونکٹ راؤ کو شکست دی اور اسے نرگنڈ کے قلعے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ نانا فرنویس نے تیس ہزار سپاہی ونکٹ راؤ کی مدد کے لیے روانہ کر دیئے اور برہان الدین نے مرہٹوں کی پیش قدمی روکنے کے لیے نرگنڈ کے قلعے کا محاصرہ اٹھالیا۔ برسات کا موسم شروع ہو چکا تھا اور راستوں کے نالوں اور دریاؤں میں طغیانیوں کے باعث مرہٹوں کے لیے اپنے بھاری سازوسامان کے ساتھ آگے بڑھنا دشوار تھا۔ چنانچہ مرہٹہ فوج کا سپہ سالار پرس رام بھاؤ رام ڈرگ میں پڑاؤ ڈال کر برسات کے اختتام اور مزید فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

برہان الدین نے مرہٹوں کے حملے کا انتظار کرنے کی بجائے اچانک منولی کی طرف یلغار کر دی۔ مرہٹوں نے مجبوراً آگے بڑھ کر اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن میسور کی فوج نے انہیں پے در پے شکستیں دینے کے بعد منولی اور رام ڈرگ پر قبضہ کر لیا۔

www.magfunpk.com

چند دنوں میں مرہٹہ لشکر پیہم شکستیں کھانے کے بعد دریائے کرشنا تک تمام علاقے خالی کر چکا تھا اور نرگنڈ کی طرف اس کے تمام راستے منقطع ہو چکے تھے۔

ان شاندار فتوحات کے بعد برہان الدین نے دوبارہ نرگنڈ کے قلعے کی طرف توجہ دی۔ وِنکٹ راؤ نے چند دن مقابلہ کیا لیکن مرہٹوں کی پسپائی کے باعث اس کا حوصلہ ٹوٹ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ نرگنڈہ کا قلعہ فتح کرنے کے بعد برہان الدین نے وِنکٹ راؤ کے دوسرے حلیف راجوں اور پالیگاروں پر چڑھائی کر دی اور کتھور، دوداوا، خانہ پور، ہوسکوٹ پادشاہ پور اور جمبوٹی کے قلعے فتح کر لیے۔ قریبا اسی زمانے میں سلطان کی فوج کا ایک اور سپہ سالار حیدر علی بیگ کورگ کے نائروں کی بغاوت فرد کرنے میں مصروف تھا۔ کورگ کی مہم جس قدر

www.magfunpk.com

اہم تھی اسی قدر مشکل تھی ۔یہ علاقہ مغربی گھاٹ کے ان پہاڑوں میں واقع ہے جہاں سال میں چھ مہینے لگاتار بارش ہوتی ہے' پہاڑوں کے دامن میں چشموں اور خوشنما جھیلوں کے علاوہ بانس' ساگوان' صندل اور دوسرے درختوں کے گھنے جنگل تھے ۔جن میں جگہ جگہ شیروں اور چیتوں کے علاوہ ہاتھیوں کے ریوڑ دکھائی دیتے تھے ۔کہیں کہیں وادیوں کے نشیب میں جنگلوں کی بجائے دھان کے کھیت اور پھل دار درختوں کے باغ نظر آتے تھے ۔

www.magrupk.com

کورگ میں نائر قوم کے قد آور سڈول اور صحت مند باشندے تہذیب وتمدن کے الفاظ سے ناآشنا تھے ۔مردوں کی طرح عورتیں بھی نیم عریاں لباس میں رہتی تھیں ۔ہمسایہ اضلاع کے بہت کم لوگ کورگ کے دشوار گزار پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کرنے کی جرات کرتے تھے ۔

متمدن ہندوستان کے لیے اس علاقے کے باشندوں کی خوبصورتی' عریانی' اخلاقی بے راہ روی' وحشت اور بربریت کی داستانیں کوہ قاف کی پریوں اور جنوں کے قصوں سے مختلف نہ تھیں۔

میسور کی فوج نے ابتدا میں کورگ کے باغیوں کے خلاف چند کامیابیاں حاصل کیں لیکن دشوار گزار جنگلوں میں باغیوں کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ وہ اپنی خفیہ پناہ گاہوں سے نکل کر اچانک میسور کے لشکر کے عقب یا میمنہ اور میسرہ پر حملہ کرتے اور آن کی آن میں پہاڑوں اور جنگلوں میں روپوش ہو جاتے۔ حیدر علی بیگ اس خطرناک مہم کے لئے نااہل ثابت ہوا اور اس نے ایک گھنے جنگل میں دشمن کے پے در پے حملوں سے بدحواس ہو کر پسپائی اختیار کی۔

www.magiuripk.com

ان حالات میں سلطان ٹیپو کو بذات خود میدان میں آنا پڑا۔ نائروں نے قدم قدم پر ڈٹ کر مقابلہ کیا، لیکن سلطان کے سامنے ان کی پیش نہ گئی اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ سلطان نے زین العابدین مہدوی کو کورگ کا صوبیدار مقرر کیا اور خود سرنگا پٹم لوٹ آیا۔ اس عرصہ میں نانا فرنویس جسے نرگنڈ اور کورگ میں سلطان کی فتوحات نے بہت مضطرب کر دیا تھا۔ سلطان کے خلاف مرہٹوں، نظام اور انگریزوں کا متحدہ محاذ بنانے کی کوشش میں مصروف تھا اور اس کی افواج دریائے کرشنا کے کنارے جمع ہو رہی تھیں۔

ایک دن فرحت بالاخانے کے ایک کمرے میں بیٹھی اپنی خادمہ سے باتیں کر رہی تھی۔ اچانک سیڑھیوں پر کسی کے بھاگنے کی آواز سنائی
دی اور آن کی آن میں ایک سانولے رنگ کا لڑکا جس کی عمر بارہ سال کے لگ بھگ معلوم ہوتی تھی، کمرے میں داخل ہوا۔

خادمہ نے کہا: ''منور، تم کیسے نالائق ہو۔ بی بی جی نے تمہیں کتنی بار سیڑھیوں پر بھاگنے سے منع کیا ہے!''

منور نے خادمہ کو کوئی جواب دینے کی بجائے فرحت کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''بی بی جی، آج ایک مہمان آئے ہیں۔ وہ کوئی بہت
بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ کریم خان نے ان کا گھوڑا اصطبل میں باندھ دیا ہے اور میں انہیں دیوان خانے میں بٹھا آیا ہوں۔ انہوں
نے آتے ہی بھائی جان انور علی اور بھائی جان مراد علی کے متعلق پوچھا۔ میں نے جواب دیا کہ بھائی جان انور علی یہاں نہیں ہیں اور مراد

علی صاحب اس وقت مدرسے میں ہیں' اس کے بعد انہوں نے دلاور خان اور صابر
کے متعلق پوچھا۔ میں نے جواب دیا کہ صابر مر چکا ہے اور دلاور بھائی جان انور علی کے ساتھ گیا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا' تم کون ہو؟ میں
نے جواب دیا کہ میں بی بی جی کا نوکر ہوں۔''

فرحت نے کہا: ''تم نے ان سے نام نہیں پوچھا؟''

''جی انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ بی بی جی سے میرا سلام کہو اور انہیں یہ بتاؤ کہ میرا نام اکبر خان ہے۔''

فرحت کے لیے یہ خبر غیر معمولی تھی۔ وہ چند ثانیے بے حس و حرکت بیٹھی رہی اور پھر مضطرب سی ہو کر بولی:

www.magfunpk.com

’’منور جاؤ انہیں اندر لے کر آؤ اور نیچے کے بڑے کمرے میں بٹھا دو۔‘‘

منور بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا لیکن نصف سے زیادہ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہ اچانک رُکا اور دبے پاؤں نیچے اترنے لگا۔ رہائشی مکان کی چار دیواری سے باہر نکل کر وہ دیوان خانے کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اکبر خان کسی گہری سوچ میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کی ٹھوڑی اور کنپٹیوں کے قریب ڈاڑھی کے کچھ بال سفید ہو چکے تھے لیکن چہرے پر ابھی تک جوانی کی دلکشی کے کچھ آثار باقی تھے۔ منور نے کہا۔ ’’جناب بی بی جی آپ کو اندر بلاتی ہیں۔‘‘

اکبر خان کچھ کہے بغیر اٹھا اور منور کے ساتھ چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رہائشی مکان کے ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوئے اور منور نے کہا: ’’جناب آپ تشریف رکھیں میں بی بی جی کو اطلاع دیتا ہوں۔‘‘

www.magfunpk.com

منور باہر نکل گیا اور اکبر خان ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں قالین کے اوپر شیروں اور چیتوں کی چند کھالیں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک دیوار کے ساتھ کھونٹیوں پر چند تلواروں اور بندوقیں ٹنگی ہوئی تھیں۔ دوسری دیوار کے ساتھ آبنوس کی ایک خوب صورت تختی پر خنجر اور دو پستول پڑے ہوئے تھے۔ باقی دو دیواروں کے ساتھ کتابوں کی الماریاں تھیں اور یہ سب اس شخص کی یادگاریں تھیں جو اکبر خان کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز تھا۔

معظم علی کے ساتھ رفاقت کے زمانے کے ان گنت واقعات ایک ایک کر کے اس کے سامنے آ رہے تھے۔ اس کی شہادت کی خبر سننے سے پہلے یہ بات کبھی اس کے ذہن میں نہیں آئی تھی کہ کسی دن وہ سرنگا پٹم جائے گا اور وہاں معظم علی نہیں ہو گا۔ تنہائی' بے بسی کے ایک کرب انگیز احساس کے تحت اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ کمرے میں کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ فرحت ایک سفید چادر اوڑھے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ "بھائی اکبر! السلام علیکم۔"

اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ اکبر جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سلام کا جواب دینے کی کوشش کی لیکن الفاظ اس کے حلق میں اٹک کر رہ گئے۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ فرحت نے دروازے کے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا: "اکبر بیٹھ جاؤ!"

www.magfunpk.com

وہ بیٹھ گیا۔ چند ثانیے وہ دونوں خاموش رہے۔ بالآخر اکبر خان نے گردن اٹھائی اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ’’بھابھی جان! قدرت کی اس سے زیادہ ستم ظریفی کیا ہو سکتی ہے کہ میں زندہ تھا اور دو سال تک مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ میرا عزیز ترین بھائی اور اس کے دو جوان بیٹے شہید ہو چکے ہیں۔ یہ محض ایک اتفاق تھا کہ پچھلے دنوں سرنگا پٹم کا ایک تاجر حیدر آباد گیا اور وہاں اس کی ملاقات بلقیس کے ماموں جان سے ہو گئی اور انہوں نے یہ خبر سنتے ہی مجھے خط لکھ دیا۔‘‘

فرحت نے آبدیدہ ہو کر کہا: ’’مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں اطلاع نہ دے سکی۔ مجھے ان کی شہادت کے بعد کئی ماہ تک اپنا ہی ہوش نہ تھا۔‘‘ اکبر نے کہا: ’’بھابھی جان! میں آپ سے شکایت نہیں کرتا۔ مجھے صرف اس بات کی ندامت ہے کہ میں آپ کے حالات سے اس قدر بے خبر

www.magfunpk.com

رہا۔ بھائی جان کے ساتھ میرا رشتہ ایسا تھا کہ ان کے پاؤں میں کانٹا چبھتا تو مجھے کوسوں دور رہ کر بھی اس کا درد محسوس کرنا چاہیے تھا۔ مجھے آپ کے نوکر نے بتایا ہے کہ انور علی یہاں نہیں، وہ کہاں گیا ہے؟"

"انور علی کسی مہم پر پانڈی چری گیا ہوا ہے۔"

"کیسی مہم؟"

"یہ مجھے معلوم نہیں، میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہاں اسے جو کام سونپا گیا ہے اس کے لیے کسی آدمی کی ضرورت تھی جو فرانسیسی زبان جانتا ہو اور انور علی نے فوجی مکتب کے ایک فرانسیسی استاد سے یہ زبان سیکھی تھی۔ تمھارا چھوٹا بھتیجا بھی فرانسیسی جانتا ہے۔" مراد علی کب تک گھر آئے گا؟

www.magfunpk.com

”وہ اب آہی رہا ہوگا۔“ اکبر خان نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ ”بھابھی جان صابر کب فوت ہوا؟“ فرحت نے جواب دیا۔ ”وہ انور علی کے ابا جان کی شہادت سے کوئی پانچ ماہ بعد وفات پا گیا تھا۔ بڑھاپے میں اس کے لیے یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔ اسے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ وہ شہید ہو چکے ہیں۔ اس نے ان کی قبر دیکھنے کے لیے بدنور جانے کی اجازت مانگی۔ ہم کچھ مدت اسے ٹالتے رہے۔ بالآخر میں نے اسے وہاں جانے کی اجازت دے دی جب وہ واپس آیا تو اس کی صحت بہت خراب ہو چکی تھی۔ کوئی پندرہ دن کے بعد ایک رات مجھے نوکر نے اطلاع دی کہ اس کی حالت بہت نازک ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو وہ بستر پر بے ہوش پڑا تھا۔ میں نے نوکر کو طبیب کے پاس بھیجا لیکن اس کے آنے سے پہلے وہ وفات پا چکا تھا۔ تم نے مجھے اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا، بلقیس، شہباز اور تنویر کیسے ہیں؟“

”وہ سب ٹھیک ہیں۔ بلقیس آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔ شہباز اب جوان ہو چکا ہے اور میں نے اپنے کئی فرائض اسے سونپ دیے ہیں۔ تنویر بھی اب چودہ سال کی ہو چکی ہے۔ میں نے اس کی منگنی اس کے خالو کے لڑکے ہاشم بیگ کے ساتھ کر دی ہے۔ اس کی چھوٹی بہن ثمینہ کی عمر نو سال ہے۔ میں اسے کہا کرتا تھا کہ شہباز کے علاوہ تمہارے چار بھائی اور ہیں اور وہ سرنگا پٹم میں رہتے ہیں۔ کبھی شہباز یا تنویر سے اس کا جھگڑا ہو جاتا تھا تو وہ یہ دھمکی دیا کرتی تھی کہ میں اپنے سرنگا پٹم والے بھائیوں کے پاس چلی جاؤں گی۔ نماز کے بعد وہ ہمیشہ صدیق ‘مسعود‘ انور اور مراد علی کے لیے دعائیں کیا کرتی تھی اور بار بار مجھ سے یہ گلہ کیا کرتی تھی کہ میں انہیں اپنے گھر کیوں نہیں بلاتا اور میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جب شہباز یا تنویر کی شادی ہو گی تو میں ان سب کو بلاؤں گا۔ ان کے ساتھ تمہارے چچا اور چچی جان بھی آئیں گے‘

www.magfunpk.com

بھائی جان کی شہادت کے متعلق شیخ فخر الدین کا خط ملنے سے پہلے وہ بڑی بے تابی کے ساتھ اپنی بہن اور بھائی کی شادی کے دن کا انتظار کیا کرتی تھی ۔اب جب میں اس طرف آ رہا تھا تو وہ میرے ساتھ آنے پر بضد تھی اور میں نے اسے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری چچی کو ساتھ لے کر آ ؤں گا۔‘‘فرحت نے کہا۔’’کاش میں وہاں جا سکتی ۔‘‘اکبر خان نے کہا۔

’’راستے میں ایک دن عطیہ کے ہاں ٹھہرا تھا۔وہ بھی آپ کو بہت یاد کر رہی تھی۔‘‘فرحت نے پوچھا۔’’عطیہ کے بچوں کا کیا حال ہے؟‘‘

اکبر خان نے جواب دیا۔ ''ہاشم بیگ کے سوا اس کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ بڑا ذہین اور وضع نوجوان ہے۔ میرا خیال تھا کہ وہ دنیا میں کوئی اچھا کام کرے گا لیکن طاہر بیگ نے اسے اوہونی کی فوج میں ملازم کروا دیا ہے۔'' کمرے سے باہر کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی اور فرحت نے کہا ''مراد آ گیا۔'' مراد علی جو پندرہ سال کی عمر میں ہی پورا جوان معلوم ہوتا تھا' کمرے میں داخل ہو کر حیران سا ہو کر اکبر خان کی طرف دیکھنے لگا۔ فرحت نے کہا ''بیٹا تم نے انہیں سلام نہیں کیا یہ تمہارے چچا اکبر خان ہیں۔''

چچا جان السلام علیکم' مراد علی یہ کہہ کر آگے بڑھا۔ اکبر خان نے اٹھ کر اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر دونوں ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے۔ فرحت نے کہا۔ ''بیٹا آج تم نے بہت دیر کر دی۔'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''امی جان آج جب چھٹی ہونے والی تھی تو برہان الدین

www.magfunpk.com

اچانک مکتب کے معائنہ کے لیے آ گئے تھے۔اس کے لیے ہمیں کچھ دیر وہاں رکنا پڑا۔''

اکبر خان نے پوچھا''مراد تمہاری تعلیم کب ختم ہو گی؟''مراد علی نے جواب دیا۔''چچا جان میں قریبا تین ماہ کے بعد مکتب سے فارغ ہو جاؤں گا۔''

''اس کے بعد تم کیا کرو گے؟''

''اس کے بعد میرے لیے فوج میں شامل ہونے کے سوا کچھ اور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے مکتب کے ہر فارغ التحصیل نوجوان کے لیے فوج میں شامل ہونا ضروری ہے؟''

www.magfunpk.com

”ہاں چچا جان‘فوجی درس گاہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ فوج کو تربیت یافتہ افسر مہیا کیے جائیں لیکن فوج میں شامل ہونے کے لیے ہر طالب علم کا فارغ التحصیل ہونا ضروری نہیں ‘اشد ضرورت کے وقت ہمیں تعلیم کے دوران بھی فوجی خدمات کے لیے بلایا جا سکتا ہے ‘بعض لڑکے تعلیم میں مجھ سے پیچھے تھے انہیں صرف اس لیے کمان مل گئی ہے کہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے ۔پچھلے دنوں ہمارے مکتب کے کئی طالب علم آخری امتحان سے پہلے ہی کورگ کے محاذ پر چلے گئے تھے ۔میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کی کوشش کی تھی لیکن میری درخواست صرف اس لیے نامنظور ہوگئی تھی کہ میں عمر میں چھوٹا تھا ۔“

اکبر خاں نے کہا ۔”مراد فرض کرو اگر میں تمہیں یہ مشورہ دوں کہ تمہارے لیے ایک سپاہی بننے کی بجائے کوئی اور پیشہ اختیار کرنا بہتر ہے تو تم کیا جواب دو گے ؟“

www.magfunpk.com

مراد علی مسکرایا ''میرے نزدیک سپاہی بننا پیشہ نہیں بلکہ قوم کی خدمت ہے۔ چچا جان! ابا جان کہا کرتے تھے کہ آپ پانی پت کے میدان میں ان کے ساتھ تھے میں آپ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن اس وقت مجھے تھوڑی دیر کے لیے باہر جانا ہے میں ابھی آ جاؤں گا۔''

''تم کہاں جا رہے ہو بیٹا؟'' فرحت نے پوچھا۔ ''امی جان میں نیزہ بازی کے لیے جا رہا ہوں۔'' منور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ''جناب کریم خان کہتا ہے کہ میں نے آپ کے گھوڑے پر زین ڈال دی ہے۔'' مراد علی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اکبر خان نے کہا۔ ''بھابھی جان میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں...... برا نہ مانیے گا۔ آپ کا خاندان قوم کے لیے بڑی قربانیاں دے چکا ہے۔ اب قوم کو یہ حق نہیں کہ آپ سے مزید قربانیوں کا مطالبہ کرے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ سرنگا پٹم میں آپ کے بچے محفوظ نہیں۔ آپ میرے

پاس چلیں، مجھے یقین ہے کہ میں انور اور مراد کے لیے کئی اور دلچسپیاں تلاش کر سکوں گا۔ وہاں ان کے لیے نہایت اچھی زمین حاصل کی جا سکتی ہے۔'' فرحت نے کہا۔ ''اکبر تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں اس وطن کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں جس کی حفاظت کے لیے میرے شوہر اور بیٹوں نے اپنا خون پیش کیا تھا۔''

''لیکن بھابھی جان اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آخر یہ جنگیں کب ختم ہوں گی۔ کل تک سلطان ٹیپو انگریزوں کے ساتھ برسرِپیکار تھا اور آج وہ اندرونی بغاوتوں کا سامنا کر رہا ہے۔ اس کے بعد شاید نظام اور مرہٹے میدان میں نکل آئیں۔'' فرحت نے کہا۔ ''میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ہماری جنگ ایک مقصد کے لیے ہے۔ اس مقصد کے لیے جو تمہارے بھائی کو اپنی اور اپنے بیٹوں کی جان سے زیادہ عزیز تھا۔ میں یہ گوارا کرسکتی ہوں کہ میرے باقی دو بیٹے بھی اس مقصد پر قربان ہو جائیں لیکن یہ گوارا نہیں کروں گی کہ وہ زندہ رہنے کے لیے اس مقصد سے منحرف ہو جائیں۔''

اکبر خان نے لاجواب ہو کر کہا۔ ''کبھی میں بھی زندگی کے اعلیٰ ارفع مقاصد پر ایمان رکھتا تھا لیکن ایک مدت سے میں اس نعمت سے محروم ہو چکا ہوں۔ مجھے آپ کے سامنے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ایک اندھا دوسروں کو راستہ نہیں دکھا سکتا۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔''

www.magrunpk.com

فرحت نے کہا۔ ”بھائی تمہاری کوئی بات مجھے رنجیدہ نہیں کر سکتی مجھے ان المناک واقعات کا علم ہے جس کے باعث تمہاری زندگی میں یہ انقلاب آیا تھا۔ تمہارے بھائی کو اس بات کا افسوس تھا کہ تمہارا راستہ ان سے الگ ہو گیا لیکن اپنی دعاؤں میں وہ ہمیشہ تمہیں یاد کیا کرتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اکبر خان نے زمانے میں جو انقلاب دیکھا ہے اس کے بعد اس کا زندگی کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہو جانا میرے لیے غیر متوقع نہیں ہے۔“

اکبر خان نے کہا۔ ”بھابھی جان روہیل کھنڈ چھوڑنے کے بعد مجھے کبھی اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ میں نے جنگلوں کو کاٹ کر سرسبز باغات اور لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ میں علی الصباح گھوڑی پر سوار ہوتا ہوں اور سارا دن اپنی زمین کی دیکھ بھال

کرنے کے بعد گھر واپس آتا ہوں۔میں نے برسوں کی محنت کے بعد اپنے گاؤں میں ایک عالیشان مکان تعمیر کیا ہے۔میں نے اپنے ساتھ آنے والے پناہ گزینوں کی خوشحالی اور ترقی کے لیے بہت کچھ کیا ہے اور اب تک ان کی پانچ بستیاں آباد ہو چکی ہیں۔وہ اس قدر آسودہ حال ہیں کہ اب انہیں روہیل کھنڈ کی یاد نہیں ستاتی۔یہ ہی وہ مقصد تھا جس کے پیش نظر بھائی جان سے الگ راستہ اختیار کیا تھا۔مجھے اپنی کارگزاری پر اطمینان ہونا چاہیے تھا۔لیکن میں اسی طرح بے چین ہوں۔میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے جسے کی تمام مسرتیں روہیل کھنڈ کی خاک میں دفن ہو چکی ہیں۔

مجھے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے۔جو لوگ مجھ سے محبت کرتے تھے وہ اب مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔کبھی کبھی میں اپنا محاسبہ کرتا

www.magfurpk.com

کی کوشش کیا کرتا ہوں اور یہ عہد کرتا ہوں کہ اب اپنے نوکروں یا قبیلے کے لوگوں پر سختی نہیں کروں گا۔ میں انتہائی غصے کی حالت میں بھی مسکرانے کی کوشش کیا کرتا ہوں۔ لیکن چند دن بعد میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ کبھی کبھی میرے دل میں یہاں آنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی اور میں یہ تصور کرتا تھا کہ بھائی جان میری آمد کی اطلاع پا کر مسکراتے ہوئے مکان کے کسی کمرے سے نمودار ہوں گے اور مجھے گلے لگا لیں گے۔ پھر میری دنیا کی خاموش فضائیں قہقہوں سے لبریز ہو جائیں گی۔

www.magfunpk.com

لیکن عمل کی دنیا میں میرے ان حسین سپنوں کی کوئی تعبیر نہ تھی۔ کاش میں وفات سے پہلے انہیں ایک بار دیکھ لیتا۔ آج میری بیچارگی اور بے بسی اس بچے سے کہیں زیادہ ہے جسے انہوں نے قید خانے کی تاریک کوٹھری میں زندگی کے نئے حوصلوں اور ولولوں سے آشنا کیا تھا۔ اب وہ چراغ جس کی روشنی نے کبھی میرے دل میں بھیانک تاریکیوں سے لڑنے کی جرات پیدا کی تھی، بجھ چکا ہے اور میں بھٹک رہا ہوں...... میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس ملک کے نااہل اور ظالم حکمرانوں سے میرا آخری امتحان یہی ہو سکتا ہے کہ میں اپنی تلوار ہمیشہ کے لیے نیام میں ڈال لوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میری بغاوت ان حکمرانوں سے زیادہ اس اکبر خاں کے خلاف ہے جس کا دل کبھی قوم کے ولولے سے لبریز تھا اور جو پانی پت کے میدان میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرا سکتا تھا میں اس انسان کی امنگوں اور آرزوں کی لاش ہوں جس کی رگوں میں

www.magfunpk.com

خون کی بجائے بجلیاں دوڑتی تھیں۔

''بہن مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔'' اکبر خان کی آنکھوں میں پھر ایک بار آنسو جمع ہو رہے تھے۔ فرحت نے کہا۔ اکبر تمہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں' میری دعائیں ہر وقت تمہارے ساتھ ہیں۔ منور کمرے میں ساخل ہوا اور اس نے کہا ''بی بی جی مہمان کے لیے کھانا تیار ہے' لے آؤں؟''

''ہاں جلدی کرو؟'' اکبر خان نے کہا ''نہیں میں نے کھانا راستے میں کھالیا تھا۔ آپ نے یونہی تکلیف کی۔'' فرحت نے کہا۔ ''تھوڑا بہت کھالو!''۔ ''نہیں بھابھی جان میں تکلف نہیں کر رہا۔ میں واقعی کھا چکا ہوں' اب عصر کی نماز کا وقت ہو رہا ہے میں ذرا مسجد سے ہو آؤں!''

www.magfunpk.com

''بہت اچھا۔ منور تم ان کے ساتھ جاؤ۔'' اکبر خان کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ فرحت کو اس کی چال میں کوئی غیر معمولی بات نظر آئی۔ وہ چلتے وقت ایک پاؤں پر ذرا زیادہ بوجھ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اس کی وجہ پوچھنا چاہتی تھی لیکن پیشتر اس کے کہ وہ کوئی بات کرتی اکبر خان کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اکبر خان نماز پڑھ کر واپس آیا تو فرحت برآمدے میں ایک مونڈھے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ صحن عبور کرتے وقت اکبر خان اسی طرح لنگڑا رہا تھا۔ فرحت نے کہا۔ ''اکبر کیا بات ہے تمہارے پاؤں میں کوئی تکلیف ہے؟''

اکبر چند قدم سنبھل کر چلنے کے بعد برآمدے میں داخل ہوا اور ایک مونڈھے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''جی کچھ نہیں۔ گزشتہ سال ایک لڑائی میں میری ٹانگ پر گولی لگ گئی تھی۔ اب اگر میں کبھی زیادہ سواری کروں یا پیدل چلوں تو ٹانگ میں تکلیف ہو جاتی ہے۔''

''تمہاری لڑائی کس کے ساتھ ہوئی تھی؟''

www.magfunpk.com

’’مرہٹہ لٹیروں کے ایک گروہ نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا یہ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ میرا زندہ بچ نکلنا ایک معجزہ تھا۔ اگر اس دن میری چھوٹی بچی ثمینہ نہ ہوتی تو آج آپ مجھے یہاں نہ دیکھتیں۔ روہیل کھنڈ سے ہجرت کے بعد میں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو آباد کرنے کیلئے ادھونی کی سرحد پر ایک غیر آباد علاقہ حاصل کیا تھا۔ اس علاقے سے چند میل کے فاصلے پر ایک گھنا جنگل ہے اور اس جنگل سے آگے ایک چھوٹا سا دریا ہے جو ادھونی اور مرہٹہ سلطنت کے درمیان سرحد کا کام دیتا ہے ادھونی کی حکومت کی طرف سے ہمیں اس بات کی اجازت تھی کہ ہم جتنا جنگل چاہیں آباد کر سکتے ہیں۔ اس جنگل میں کہیں کہیں بھیل لوگ آباد تھے جو عام طور پر شکار پر گزارہ کیا کرتے تھے میں نے ان لوگوں میں کھیتی باڑی کا شوق پیدا کر کے انہیں کام پر لگا دیا اور چند سال میں جنگل کاٹ کر بہت سی زمین آباد کر لی۔ میرے قبیلے کے لوگوں کی بستیوں کے اردگرد

www.magfunpk.com

ان بھیل کسانوں کے گاؤں آباد ہو چکے تھے جو اب خوش حال انسانوں کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن سرحد پار سے مرہٹہ سردار کا ایلچی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے یہ پیغام دیا کہ اگر آپ لوگ اس علاقے میں امن کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر سال اپنی آمدنی کا چوتھائی ادا کرتے رہیں یہ مطالبہ میرے نزدیک ایک گالی تھا اور میں نے سردار کے ایلچی کو ڈانٹ ڈپٹ کر واپس کر دیا۔

''چند ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ مرہٹہ سردار کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر بعض کسان مجھ سے بالا بالا انہیں چوتھا دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

میں نے ایک دن علاقے کے تمام بھیل جمع کیے اور ان سے یہ وعدہ لیا کہ وہ مرہٹوں کو ایک کوڑی بھی ادا نہیں کریں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹوں نے ایک رات دریا عبور کر کے ان لوگوں کی چند بستیاں لوٹ لیں اور چند مردوں اور عورتوں کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے میں نے ان

www.magfunpk.com

آدمیوں کو چھڑانے کے متعلق مرہٹہ سردار کے ساتھ بات چیت شروع کی تو اس نے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا۔ بھیل اپنے مال مویشی بیچ کر یہ رقم دینے کو تیار ہو گئے لیکن میں نے ایک رات تین سو آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا اور مرہٹہ سردار کے گاؤں پر حملہ کر دیا سردار ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا اس کا چھوٹا بھائی لڑائی میں مارا گیا اور باقی دو بھائی، ایک بیٹا اور اس کے چند رشتے دار اور نوکر ہم نے زندہ گرفتار کر لیے۔ اس کے بعد مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور سردار نے اپنے آدمیوں کے بدلے ہمارے آدمی چھوڑ دیے اس کے بعد کافی دیر امن رہا۔ تاہم میں نے کسی غیر متوقع حملے کے پیش نظر اپنے مزارعین کو مسلح کر دیا اور اب بھیل جنہیں عام طور پر بزدل خیال کیا جاتا تھا اچھے خاصے سپاہی بن چکے تھے کئی بار مرہٹہ سردار نے میرے پاس اپنے ایلچی بھیج کر اس بات پر احتجاج کیا کہ میں ان لوگوں کو مسلح کر کے اس علاقے کے لئے خطرہ پیدا کر رہا

www.magrunpk.com

ہوں لیکن میں ہمیشہ اسے یہی جواب دیا کرتا تھا کہ جب تک تمہاری طرف سے کوئی شرارت نہ ہوگی یہ لوگ تمہیں پریشان نہیں کریں گے۔

پچھلے سال میں نے اپنے گاؤں سے چند میل دور ایک نئی زمین آباد کرنے کیلئے جنگل کٹوانا شروع کیا۔ ایک صبح میں اور شہباز مزدوروں کے کام کی نگرانی کیلئے گھوڑوں پر سوار ہو کر گھر سے نکلے۔ گاؤں سے باہر ثمینہ بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی وہ ہمارا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور ضد کرنے لگی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ثمینہ کو سواری کا بہت شوق ہے اور کبھی کبھی جب کہیں نزدیک جانا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا کرتا ہوں لیکن اس مرتبہ ہم دور جا رہے تھے اور میں نے اسے بہت سمجھایا کہ تم تھک جاؤ گی، ایسے موقعوں پر آنسو اس کا سب سے خطرناک حربہ ثابت ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ شہباز نے اسے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا۔

www.magfunpk.com

شام سے کچھ دیر پہلے ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے۔ اچانک تھوڑی دوری پر گھنے درختوں کی اوٹ سے ہم پر یکے بعد دیگرے چند فائر ہوئے۔ میرا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور اس کے ساتھ ہی ایک گولی میری ٹانگ میں لگی۔ میں اپنی بندوق سنبھال کر پاس ہی ایک گرے ہوئے درخت کی آڑ میں لیٹ گیا۔ شہباز مجھ سے چند قدم آگے تھا۔ اس نے فوراً گھوڑا روکا اور ثمینہ سمیت نیچے کود پڑا۔ ثمینہ اس کا اشارہ پا کر ایک جھاڑی کی اوٹ میں لیٹ گئی اور وہ بھاگ کر میرے قریب آ گیا۔ حملہ آور سامنے گھنے درختوں میں چھپے ہوئے تھے اور مجھے یقین تھا کہ وہ اچانک باہر نکل کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اچانک ہمیں عقب میں گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو ثمینہ گھوڑے کی زین کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی اور وہ پوری رفتار سے بھاگ رہا تھا۔

www.magrudpk.com

میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ثمینہ گھر میں ایک چھوٹے سے ٹٹو پر سواری کیا کرتی تھی' لیکن اس کا گھوڑے پر سوار ہونا اور اسے اس طرح سے بھگانا میرے نزدیک ایک معجزہ تھا۔ ہمیں زیادہ دیر ثمینہ کے متعلق سوچنے کا موقع نہ ملا۔ درختوں کے جھنڈ سے اچانک گولیوں کی بارش ہونے لگی اور ہم نے جوابی فائر شروع کر دیئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد دشمن کی بندوقیں خاموش ہو گئیں اور کسی نے بلند آواز میں کہا ''اکبر خان اب لڑائی بے سود ہے۔ اب تم بچ کر نہیں جا سکتے' لیکن اگر تم ہتھیار پھینک دو تو ہم تمہاری جان بچانے کا وعدہ کرتے ہیں۔''

میں نے کوئی جواب نہ دیا اور دشمن نے دوبارہ گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ مجھے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ دشمن دن کی روشنی میں درختوں کی آڑ سے باہر نکل کر ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔ لیکن شام کی تاریکی سے وہ پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ ثمینہ کے متعلق میرا یہی خیال تھا کہ وہ شاید خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئی ہے، لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ غروب آفتاب کے وقت میں نے شہباز سے کہا کہ تھوڑی دیر بعد تاریکی چھا جائے گی اور تمہیں اس سے فائدہ اٹھا کر یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں دشمن کو اپنی طرف متوجہ رکھوں گا لیکن وہ ایسا مشورہ سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ پھر جب تاریکی چھا رہی تھی اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ دشمن اچانک درختوں کی آڑ سے نکل کر ہم پر حملہ کر دے گا تو ہمیں دور سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور تھوڑی دیر میں ایک بستی کے اٹھارہ جوان ہماری مدد کو پہنچ گئے۔

www.magfunpk.com

ثمینہ کا کارنامہ تھا۔وہ ڈر کر نہیں بھاگی تھی ۔خدا معلوم اس کے دماغ میں یہ بات کیسے آ گئی کہ ہم زیادہ دیر دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے وہ قریب ترین بستی کے لوگوں کو خبردار کرنا چاہتی تھی لیکن راستے کی پہلی بستی میں وہ گھوڑا روک نہ سکی اور جب دوسری بستی آئی تو وہ سرکش گھوڑے کو روکنے کی بجائے دھان کے ایک کھیت میں گود پڑی اور اتنی دہائی مچائی کی آن کی آن میں سارا گاؤں اس کے گرد جمع ہو گیا۔بھابھی جان وہ عجیب لڑکی ہے تنویر کی یہ حالت ہے کہ وہ چھپکلی سے ڈرتی ہے اور ثمینہ نے سات سال کی عمر میں کوئی دو گز لمبا سانپ مار ڈالا تھا۔فرحت نے کہا''اچھا ان حملہ کرنے والوں کا پھر کیا بنا؟''

وہ سواروں کو دیکھتے ہی بھاگے ہم نے ان کا تعاقب کر کے دو آدمیوں کو مار ڈالا اور ایک کو زندہ گرفتار کر لیا۔اس کی زبانی ہمیں معلوم ہوا

www.magrupk.com

کہ یہ آدمی جن کی تعداد آٹھ تھی سرحد پار سے مرہٹہ سردار نے مجھے قتل کرنے کیلئے بھیجے تھے۔ فرحت نے پوچھا ''اور اب اس کے ساتھ تمہارے تعلقات کیسے ہیں؟''

''اس کے بعد کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ادھونی کی حکومت کے احتجاج پر پونا کی حکومت نے مرہٹہ سردار سے سخت باز پرس کی تھی۔'' تیسرے روز فرحت صبح کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہی تھی مراد علی کمرے میں داخل ہوا اور کچھ دیر اس کے پاس کھڑا رہا۔ فرحت دعا سے فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ مراد علی نے کہا۔ ''امی جان چچا اکبر خان سفر کے لئے تیار ہیں اور آپ سے رخصت چاہتے ہیں۔''

www.magrunpk.com

”اچھا انہیں اندر لے آؤ۔“ مراد علی واپس چلا گیا اور فرحت کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اکبر خان اور مراد علی صحن میں داخل ہوئے۔ اکبر خان نے کہا۔ ”اب مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں انور سے نہیں مل سکا۔ آپ مراد اور انور کو کسی دن میرے پاس بھیجنے کا وعدہ نہ بھولیں۔“

فرحت نے کہا ”اگر حالات نے اجازت دی تو میں انہیں ضرور بھیجوں گی؟ اکبر خان نے گھٹی آواز میں خدا حافظ کہا اور مراد علی کے ساتھ چل پڑا۔ فرحت بے حس و حرکت کھڑی زندگی کی رنگینیوں کا تصور کر رہی تھی جو ماضی کے دھندلکوں میں روپوش ہو چکی تھیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ اکبر خان کی رفاقت کا زمانہ اسے ایک خواب معلوم ہوتا تھا۔

www.magfunpk.com

باہر دیوان خانے کے سامنے کریم خان' اکبر خان کے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا مراد کے اشارے سے وہ ان کے پیچھے چل دیا۔ ڈیوڑھی سے نکل کر تھوڑی دیر سڑک پر چلنے کے بعد اکبر خان رکا اور اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''مراد اب تمہیں آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ خدا حافظ!'' مراد علی نے اس کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ''چچا جان' شہباز اور چچی جان کو میرا سلام کہیے گا۔''

''بہت اچھا!'' اکبر خان نے یہ کہہ کر نوکر کے ہاتھ سے باگ پکڑی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ''چچا جان!'' مراد علی نے جھجکتے ہوئے کہا ''بہن تنویر اور ثمینہ کو بھی میرا اسلام کہیے'' اکبر خان نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے کہا۔ ''بہت اچھا! خدا حافظ۔''

www.magfun.pk.com

''خدا حافظ چچا جان!'' گھوڑا چند چھلانگیں لگانے کے بعد پاس ہی سڑک پر اوجھل ہو گیا اور مراد علی کریم خان کے ساتھ واپس چل دیا۔ جب وہ ڈیوڑھی کے قریب پہنچے تو منور پوری رفتار سے بھاگتا ہوا باہر نکلا اور اس نے ہانپتے ہوئے پوچھا۔ ''بھائی جان مہمان چلے گئے؟'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''ہاں! لیکن تم اس قدر بدحواس کیوں ہو؟'' منور نے شکایت کے لہجے میں کہا ''بھائی جان! کریم بخش ہمیشہ میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے' اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں جگا دوں گا۔''

کریم خان نے کہا ''ارے میں نے تمہیں آواز دی تھی لیکن تم گدھے کی طرح خراٹے لے رہے تھے۔'' منور نے فریادی ہو کر کہا۔

''بھائی جان یہ جھوٹ کہتا ہے' میں کبھی خراٹے نہیں لیتا۔'' مراد علی نے کہا ''اچھا یہ بتاؤ مہمان کے ساتھ تمہارا کیا کام تھا؟''

"جی میں انہیں سلام کرتا۔ دیکھیے کل انہوں نے مجھے ایک مہر دی تھی۔ یہ خالص سونے کی ہے۔ میں نے بی بی جی کو بھی دکھائی تھی۔ کریم بخش مجھ سے جلتا تھا اس لیے اس نے مجھے نہیں جگایا۔"

منور نے جیب سے اشرفی نکال کر انور علی کو دکھائی۔ کریم خان نے جلدی سے اپنی جیب میں ایک ہاتھ ڈالا اور دو اشرفیاں نکال کر منور کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "ابے مجھے جلنے کی کیا ضرورت تھی۔ خان صاحب تم سے پہلے مجھے دو مہریں دے چکے تھے اور چوکیدار کو بھی ایک مہر دے گئے ہیں۔" نور نے منہ بسور کر اپنی اشرفی جیب میں ڈالی اور مراد علی ہنستا ہوا ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔

www.megfunpk.com

ایک دوپہر پانڈی چری کی بندرگاہ پر لوگوں کا ہجوم ایک فرانسیسی جہاز سے اترنے والے مسافروں کا خیر مقدم کر رہا تھا جہاز کے ملاح اور بندرگاہ کے مزدور سامان اتارنے میں مصروف تھے اور چند سپاہی تماشائیوں کو بندرگاہ کے احاطے سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے جہاز کا کپتان ایک طرف کھڑا چند فرانسیسی حکام اور فوجی افسروں سے باتیں کر رہا تھا اور اس کے پاس ہی ایک سائبان کے نیچے ایک محرر میز لگائے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے چند حبشی اور یورپین' جن میں سے بعض کے لباس غربت اور افلاس کے آئینہ دار تھے۔ ایک نصف دائرہ میں کھڑے تھے۔ محرر کی کرسی کے دائیں اور بائیں دو نوجوان جو اپنے لباس سے پانڈی چری کی بجائے میسور کی فوج کے سپاہی معلوم ہوتے تھے' کھڑے تھے۔ ایک دراز قامت اور خوش وضع نوجوان تماشائیوں کے ہجوم میں سے اپنا راستہ صاف کرتا ہوا آگے بڑھا اور محرر اسے دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

نوجوان نے ایک ثانیہ کے لیے سائباں میں جمع ہونے والے آدمیوں کی طرف دیکھا اور پھر محرر کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا۔اس جہاز پر صرف یہی آدمی آئے ہیں؟''

''جی ہاں! جہاز کے کپتان نے مجھے بتایا ہے کہ اگلے مہینے مریشس سے دوسرا جہاز آئے گا۔ان گیارہ آدمیوں میں سے پانچ یورپین اور باقی افریقی ہیں۔خدا معلوم جہاز کا کپتان انہیں کہاں سے پکڑ لایا ہے۔ان میں سے کوئی بھی فوجی تجربہ نہیں رکھتا۔''

نوجوان ان آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا اور فرانسیسی زبان میں بولا ''ہمیں میسور کی فوج کیلئے بہترین آدمی درکار ہیں' میں تمہاری حوصلہ شکنی نہیں کرنا چاہتا لیکن تم میں سے کسی کو اگر یہ غلط فہمی ہے کہ میسور کی فوج بے کار لوگوں کی جائے پناہ ہے تو یہ غلط فہمی ابھی سے دور ہو جانی چاہئے' میسور کی فوج میں شامل ہونے سے پہلے تمہیں ابتدائی تربیت کے انتہائی صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ تم میں سے جو ہمارے معیار پر پورا اترے گا اس کیلئے ترقی اور عزت کے راستے کھلے ہوں گے۔ تم میسور کے حکمران کو ہر اچھے سپاہی کا بہترین قدردان پاؤ گے۔ ابتدائی تربیت کیلئے تمہیں چند ہفتے یہاں رہنا پڑے گا۔ اس کے بعد جو لوگ فوجی خدمت کے قابل سمجھے جائیں گے انہیں میسور بھیج دیا جائے گا اور باقی کو ایک ماہ کی زائد تنخواہ دے کر واپس کر دیا جائیگا۔''

یہ سیر و تفریح کیلئے نہیں بلکہ اپنے لیے ایک نئی زندگی کی تلاش میں آئے ہیں۔" نوجوان نے مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے جہاز کا عمر رسیدہ کپتان اور چند فرانسیسی افسر کھڑے تھے۔ پیچھے سے کسی کی آواز سنائی دی " مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ آپ کی بہترین توقعات پوری کر سکیں گے۔

"موسیو فرانسسک! نوجوان نے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ کپتان فرانسسک نے گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔" انور علی مجھے تمہاری توقع نہ تھی۔ تم کب سے یہاں ہو؟"

ایک فرانسیسی افسر نے کہا " آپ ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟" انور علی جواب دیا " کپتان فرانسسک سرنگا پٹم کی فوجی درسگاہ میں ہمارے استاد رہ چکے ہیں۔ میں نے فرانسیسی زبان انھی سے سیکھی تھی۔" کپتان فرانسسک نے پوچھا۔" آپ کے والد اور بھائیوں

www.magfunpk.com

کا کیا حال ہے؟'' انور علی نے مغموم لہجے میں جواب دیا ''بھائی صدیق، مسعور اور ابا جان بڈنور کی جنگوں میں شہید ہو گئے تھے۔ مراد سرنگا پٹم میں تعلیم پا رہا ہے۔''

''مجھے افسوس ہے'' کپتان فرانسسک نے مغموم لہجے میں کہا ''معظم علی میرے بہترین دوست تھے۔'' انور علی نے قدرے توقف کے بعد کہا ''آپ پانڈی چری میں کتنے دن قیام کریں گے؟'' ''میں یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہروں گا۔ مجھے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ آپ کا قیام کس جگہ ہے؟''

www.magfunpk.com

انور علی بندرگاہ سے کوئی ڈیڑھ سو قدم دور چند خیموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''وہ میرا کیمپ ہے' اگر آپ رات کا کھانا میرے ساتھ کھائیں تو مجھے خوشی ہوگی۔'' ایک فوجی افسر نے کہا۔ ''کھانے پر یہ نہیں آسکیں گے۔ آج رات گورنر کے ہاں دعوت ہے۔'' فرانسسک نے کہا ''اگر آپ سو نہ گئے تو گورنر کی دعوت سے فارغ ہوتے ہی میں آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔'' انور علی مسکرایا' ''میرے سو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ ضرور تشریف لائیے۔'' ''میں ضرور آؤں گا۔ مجھے آپ کے ساتھ ایک ضروری کام بھی ہے۔''

رات کے گیارہ بجے انور کپتان فرانسسک کی آمد سے مایوس ہو کر سونے کا ارادہ کر رہا تھا کہ دلاور خان خیمے میں داخل ہوا اور اس نے کہا ”جناب کپتان صاحب آ گئے ہیں۔“ انور علی اپنی کرسی سے اٹھا اور خیمے سے باہر نکل آیا۔ کپتان فرانسسک ایک اور آدمی کے ساتھ باہر کھڑا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر انور علی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ”میرا خیال تھا کہ آپ سو گئے ہوں گے۔ گورنر کی دعوت پر مجھے چند پرانے دوست مل گئے تھے اور ان کے ساتھ باتوں میں بہت دیر لگ گئی۔ پھر آپ کے پاس آنے سے پہلے میرا اپنے جہاز پر جانا بھی ضروری ہے۔“

انور علی نے کہا میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید آپ اس وقت نہ آئیں۔'' چلیے اندر بیٹھتے ہیں۔'' کپتان فرانسسک انور علی کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا لیکن اس کا ساتھی تذبذب کی حالت میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ فرانسسک نے مڑ کر باہر جھانکتے ہوئے کہا ''لیگرانڈ! آؤ تم باہر کیوں کھڑے ہو؟''

کپتان کا ساتھی خیمے کے اندر داخل ہوا وہ کوئی بیس سال کا دبلا پتلا نوجوان تھا۔ اس کے خدوخال میں ایک غیر معمولی جاذبیت تھی۔ تاہم اس کی جھکی ہوئی گردن اور مغموم اداس اور ملتجی نگاہیں کسی جسمانی اور ذہنی اذیت کا پتہ دے رہی تھیں۔ فرانسسک نے انور علی کے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ''بیٹا بیٹھ جاؤ' تمہارے لیے یہ خیمہ میرے جہاز سے زیادہ محفوظ ہے۔''

www.magfunpk.com

پھر وہ انور علی کی طرف متوجہ ہوا پانڈی چری پہنچ کر میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس نوجوان کیلئے جائے پناہ تلاش کرنا تھا۔"
انور علی نے کہا۔ "اگر کوئی خطرہ ہے تو میں انہیں اسی وقت سرنگا پٹم بھیجنے کا انتظام کر سکتا ہوں۔" فرانسسک نے کہا "اگر اسے صرف سرنگا پٹم بھیجنے کا سوال ہوتا تو میرے لیے کوئی پریشانی کی بات نہ تھی لیکن بعض وجوہات کے باعث اسے کچھ عرصہ یہاں رہنا پڑے گا۔ پہلے میں نے یہ سوچا تھا کہ اسے اپنے کسی فرانسیسی دوست کے پاس چھوڑ دوں گا۔ پانڈی چری کی فوج کے کئی افسر ایسے ہیں جن کے ساتھ میرے ذاتی تعلقات ہیں لیکن پیرس کی پولیس اسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی فرانسیسی اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالے بغیر اس کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکے گا۔"
اسے ایک لڑکی کے انتظار کیلئے یہاں ٹھہرنا پڑے گا اور جب وہ یہاں پہنچ جائے گی تو یہ اس کے ساتھ میسور چلا جائے گا۔ یہ کچھ عرصہ

www.magfunpk.com

پیرس کے فوجی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر چکا اور مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے سلطان ٹیپو کی فوج کے یورپین دستے میں کوئی معقول عہدہ حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ اسے اپنے ایک نجی ملازم کی حیثیت سے یہاں رکھیں۔

یہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا باپ میرا دوست تھا کہیں آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں کسی عادی مجرم کو آپ کی پناہ میں دینا چاہتا ہوں۔ میری نظر میں یہ بالکل بے گناہ ہے اور جو واقعات اسے پیش آئے ہیں وہ فرانس میں ہر شریف آدمی کو پیش آسکتے ہیں۔ انور علی نے کہا "میرے لیے یہی کافی ہے کہ آپ انہیں میری اعانت کا مستحق سمجھتے ہیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آخری دم تک ان کی حفاظت کروں گا اور یہ ایک ملازم کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک دوست کی حیثیت میں میرے پاس رہیں گے۔"

www.maqfunpk.com

فرانسسک نے نوجوان کی طرف دیکھا اور کہا ''بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں کی پیرس کی پولیس تمہیں یہاں تک تلاش کرے گی۔ لیکن پھر بھی تمہیں بہت محتاط رہنا چاہئے۔ یہاں اپنے کسی ہم وطن کے ساتھ میل جول رکھنا تمہارے لیے مفید نہ ہوگا۔ تمہیں ہر وقت یہی محسوس کرنا چاہئے کہ اس خیمے سے باہر تمہارے لیے ہر جگہ غیر محفوظ ہے اور اس کے بعد میسور پہنچ کر بھی تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا کہ تم اپنا نام کسی پر ظاہر نہ کرو۔''

انور علی نے کہا ''نہیں یہاں کے کسی آدمی نے آپ کے ساتھ آتے ہوئے تو نہیں دیکھا؟''

www.magfunpk.com

''نہیں' یہاں پہنچ کر میں نے اسے جہاز سے باہر جھانکنے کی اجازت نہیں دی اور اب بھی بندر گاہ کے جن پہرے داروں نے اسے میرے ساتھ آتے دیکھا ہے وہ یہی سمجھے ہوں گے کہ یہ میرے ملاحوں میں سے ایک ہے' راستے میں جہاز کے مسافروں کو بھی اس کے متعلق یہی معلوم تھا کہ یہ جہاز کے عملہ سے تعلق رکھتا ہے خدا کا شکر ہے کہ بندر گاہ پر آپ سے ملاقات ہو گئی ورنہ میں اس کے متعلق کافی پریشان تھا۔''

انور علی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ''دیکھیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں آپ کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں'' نوجوان نے ایک مغموم مسکراہٹ کے ساتھ انور علی کی طرف دیکھا اور کہا ''مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہو گی۔'' کپتان فرانسسک نے کہا' اب میں میسور کے متعلق آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں آج گورنر کی دعوت پر قریبا تمام وقت کورگ اور زگنڈ میں

سلطان ٹیپو فتوحات ہماری گفتگو کا موضوع بنی رہیں اور میں بڑی شدت کے ساتھ یہ محسوس کرتا رہا کہ مجھے کسی قیمت پر میسور کی ملازمت چھوڑنی نہیں چاہیے تھی مجھے ماریشس پہنچ کر حیدر علی کی وفات کی اطلاع ملی تھی اور میں فرانس جانے کی بجائے واپس آنا چاہتا تھا لیکن ماریشس میں ایک طویل علالت کے باعث میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی ۔علالت کے ایام میں میری تمام دلچسپیاں میسور کی تازہ اطلاعات معلوم کرنے تک محدود تھیں اور میں یوں محسوس کرتا تھا کہ میسور میرا وطن ہے ۔میسور کی عزت اور آزادی میری عزت اور آزادی ہے ۔میں میسور کی فوج کی ہر شکست کو اپنی شکست اور ہر فتح کو اپنی فتح سمجھتا تھا۔پھر جب میں مارسیلز پہنچا تو وہاں ہر مجلس میں ٹیپو کی فتوحات کے چرچے ہو رہے تھے۔جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ میں میسور کی حکومت کا ملازم رہ چکا ہوں وہ مجھ سے عجیب و غریب سوالات کرتے تھے۔''

www.magfunpk.com

ٹیپو کیسا ہے؟......اس کی عمر کیا ہے؟......اس کے چہرے خدوخال کیسے ہیں؟......تم نے کبھی اسے قریب سے دیکھا ہے؟......کبھی اس کے ساتھ بات کی ہے؟......اور جب میں یہ کہتا تھا کہ میں ٹیپو کو اس وقت سے جانتا ہوں جب انہوں نے میسور کی فوج میں اپنا پہلا عہدہ سنبھالا تھا اور میں ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہوں جنہیں ہر مہینے دو چار مرتبہ ان سے مصافحہ کرنے اور ہمکلام ہونے کا موقع ملتا تھا اور وہ مجھ سے فرانس کی تاریخ اور فرانس کے جغرافیہ کے متعلق بے شمار سوال پوچھا کیا کرتے تھے۔ تو سننے والوں کو میری باتوں کا یقین نہ آتا تھا۔ مجھے بہت جلد واپس جانا ہے ورنہ میں سلطان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ آج گورنر کے ساتھ گفتگو کے دوران میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرہٹے اور نظام میسور کے خلاف متحد ہو رہے ہیں اور اگر سلطان ان کے ساتھ الجھ گیا تو انگریز بھی میدان میں آ جائیں گے۔ اس صورت میں سلطان کوئی

www.magfunpk.com

محاذوں پر لڑنا پڑے گا۔ مجھے یقین ہے کہ صلح نامہ منگلور کے بعد بھی میسور کے خلاف انگریزوں کے جارحانہ عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ اپنی سابقہ شکستوں کا انتقام لینے کے لیے صرف موزوں وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔''

انور علی نے کہا ''لیکن اب بھی فرانس اگر حقیقت پسندی کا ثبوت دے تو سابقہ غلطیوں کی تلافی ہو سکتی ہے۔'' فرانسسک نے جواب دیا ''کاش آپ کو فرانس کے حالات کا صحیح علم ہوتا۔ انگریزوں کے ساتھ ہماری صلح کی وجہ یہ نہ تھی کہ ہم ان کی امن پسندی کے قائل ہو گئے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ آج فرانس کے اندرونی حالات اس قابل نہیں کہ وہ اپنی خارجہ سیاست کے میدان میں کوئی حقیقت پسندانہ قدم اٹھا سکے۔ اگر میں سلطان ٹیپو کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو میں غیر مبہم الفاظ میں اپنی موجودہ حکومت کی ان

www.magfunpk.com

کمزوریوں کا اعتراف کرتا جن کے باعث ہم اپنے حلیفوں کو کوئی مدد نہیں سکتے۔ فرانس کا ہر باشعور آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ مشرق میں صرف میسور ایک ایسی قوت ہے جو انگریزوں کی جارحیت کا مقابلہ کر سکتی ہے لیکن کاش ایسے لوگوں کی آواز ہمارے حکمرانوں کو متاثر کر سکتی! میں موجودہ حالات میں فرانس کے مستقبل سے مایوس ہو چکا ہوں لیکن میسور کے مستقبل سے مایوس نہیں ہوا۔ میرے ہم خیال لوگ اپنی بساط کے مطابق اس بات کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ فرانس ہندوستان میں سلطان ٹیپو کا پورا پورا ساتھ دے لیکن کاش وہاں بھی کوئی حیدر علی یا ٹیپو ہوتا!''

انور علی مسکرایا ''آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہئے ایک بڑا آدمی ایک بڑی احتیاج کی پیداوار ہوتا ہے۔''

کپتان فرانسسک کچھ دیر سر جھکائے سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا ”خدا کرے کہ فرانس کو سلطان ٹیپو جیسا رہنما مل جائے اور جب میں دوسری بار یہاں آؤں تو آپ کو یہ خوشخبری دے سکوں کہ میرے پیچھے ایک عظیم ترین جنگی بیڑہ آ رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں چند بیکار آدمی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ آپ کو یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی۔“ انور علی نے جواب دیا ”میں سلطان ٹیپو کا سپاہی ہوں اور مایوسی میرے نزدیک ایک گناہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان آدمیوں کو کارآمد بنا سکیں گے۔“

”لیکن میں حیران ہوں کہ اس کے کام کیلئے آپ کو کیوں منتخب کیا گیا ہے آپ کو کوئی اہم ذمہ داری سونپی جانی چاہئے تھی اور پھر آپ کے لیے پانڈی چری کی بجائے مغربی ساحل کی کسی بندرگاہ سے اسلحہ اور سپاہی حاصل کرنا آسان ہے۔“

www.magfunpk.com

’’ہم باہر سے جو اسلحہ منگواتے ہیں وہ تو عام طور پر منگلور کی بندرگاہ پر ہی اترتا ہے میں درحقیقت پانڈی چری میں اپنی حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں یہاں پہنچ کر مجھے چند ایسے یورپین مل گئے جو روزگار کی تلاش میں بھٹک رہے تھے اور میں نے انہیں چند دن فوجی تربیت دے کر میسور بھیج دیا۔ اس کے بعد مجھے حکم آیا کہ میں باقاعدہ بھرتی کا ایک دفتر کھول دوں اور میں اس بات پر خوش ہوں کہ مجھے بیکاری کے دن گزارنے کے لئے ایک مشغلہ مل گیا ہے مجھے کورگ کے محاذ سے یہاں بھیجا گیا تھا اور ذاتی طور پر میں اس بات پر خوش نہ تھا لیکن میرے یہاں بھیجے جانے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ میں فرانسیسی زبان جانتا ہوں اور دوسری یہ کہ کورگ کی چند جنگوں میں میں نے بے احتیاطی یا ضرورت سے زیادہ جرأت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایک دن سپہ سالار برہان الدین نے مجھے بلا کر کہا کہ کورگ کی جنگ اب قریباً ختم ہو چکی ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ تم

www.magfunpk.com

اس سے زیادہ اہم معرکوں میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہو۔

سلطان کسی ذہین آدمی کو پانڈی چری بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے تمہارا نام پیش کر دیا ہے...... مجھے یہاں آ کر بہت مایوسی ہوئی ہے۔ پانڈی چری کے گورنر سے لے کر معمولی افسر تک یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزوں کے عزائم کے متعلق ہمارے خدشات صحیح ہیں اور جب جنگ کے لئے ان کی تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو معاہدہ وارسیلز کی حیثیت ردی کاغذ کے ایک پرزے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ لیکن جب فرانس اور میسور کے درمیان عملی تعاون کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے تو ان سب کا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ہم بے بس ہیں۔ جب تک انگریزوں کی طرف سے پہل نہیں ہوتی، فرانس کی حکومت معاہدہ وارسیلز کی خلاف ورزی پسند نہیں کرے گی۔

www.magfunpk.com

فرانسسک نے کہا مجھے ڈر ہے کہ فرانس کی حکومت انگریزوں کی طرف سے پہل کے بعد بھی ''دیکھو اور انتظار کرو'' کی پالیسی پر کاربند رہے گی۔ میں نے آج گورنر کے ساتھ باتوں میں اندازہ لگایا ہے کہ وہ سلطان ٹیپو کے ساتھ تعاون کے پرزور حامی ہیں لیکن فرانس کے اندرونی حالات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ آپ کو وہاں سے کسی امداد کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ انور علی اور کپتان فرانسسک قریباً دو گھنٹے مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ بالآخر کپتان فرانسسک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''اب بہت زیادہ دیر ہو گئی ہے مجھے اجازت دیجئے اگر فرصت ملی تو میں کل دوبارہ ملنے کی کوشش کروں گا۔''

www.magfunpk.com

انور علی اٹھ کر کپتان فرانسسک کے ساتھ خیمے سے باہر نکلا اور لیگر انڈ بھی ایک ثانیہ توقف کے بعد ان کے پیچھے ہو لیا۔ خیمے سے باہر نکل کر کپتان فرانسسک نے کہا آپ آرام کیجئے‘‘ انور علی نے کہا۔’’میں بندرگاہ تک آپ کے ساتھ چلوں گا۔‘‘

’’نہیں‘ اس تکلف کی ضرورت نہیں‘ آپ آرام کریں۔‘‘ دو پہرے دار چند قدم دور کھڑے تھے۔ انور علی نے ان میں سے ایک کو کپتان فرانسسک کے ساتھ بندرگاہ تک جانے کا حکم دیا۔ فرانسسک نے یکے بعد دیگرے انور علی اور لیگر انڈ سے مصافحہ کیا اور پہرے دار کے ساتھ چل دیا۔

www.magfunpk.com

”آیئے!“ انور علی نے لیگرانڈ کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ جب وہ واپس خیمے میں داخل ہوئے تو انور علی نے کہا۔ ”دیکھیے اس وقت آپ کے لئے علیحدہ خیمہ نصب کرنے میں دیر لگے گی اس لیے آج رات آپ کو میرے ساتھ گزارہ کرنا پڑے گا۔“ لیگرانڈ نے جواب دیا ”مجھے علیحدہ خیمے کی ضرورت نہیں اور میں آپ کو بھی تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ میں آپ کے کسی نوکر کے ساتھ گزارہ کرسکتا ہوں۔“

"نہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" انور علی نے دلاور خان کو ایک اور بستر لانے کو کہا اور تھوڑی دیر بعد یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب لیٹ گئے۔ انور علی کو لیگرانڈ کے ساتھ پہلی ملاقات میں جس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا تھا وہ اس کی کرب انگیز خاموشی تھی۔ اس نے کہا "موسیو! مجھے یہ معلوم نہیں کہ پیرس میں آپ پر کیا بیتی ہے لیکن میں آپ کو یہ اطمینان دلا سکتا ہوں کہ یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ اب آپ اطمینان سے سو جائیں مجھے یقین ہے کہ پانڈی چری کی حکومت عام حالات میں آپ پر کوئی خاص توجہ نہیں دے گی۔ لیکن اگر کوئی فوری خطرہ پیش آیا تو میں آپ کو یہاں سے کسی محفوظ جگہ پر پہنچا دوں گا۔" تشکر اور احسان مندی کے جذبات لیگرانڈ کے سینے میں مچل کر رہ گئے۔ وہ صرف اتنا کہہ سکا۔ موسیو! آپ بہت رحم دل ہیں۔

www.magfunpk.com

تیسرے دن کپتان فرانسسک کا جہاز روانہ ہو چکا تھا۔لیگر انڈ کی شخصیت انور علی کے لئے ایک معمے سے کم نہ تھی۔اس نے اپنی زندگی میں اتنا کم گو نوجوان نہیں دیکھا تھا وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے کی کوشش کرتا لیکن لیگر انڈ اس کے ہر سوال کا مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتا۔اس کی مغموم صورت دیکھ کر انور علی کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے مگر اسے زیادہ پوچھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ایک دن آدھی رات کے قریب انور علی اپنے خیمے میں شور سن کر گہری نیند سے بیدار ہوا لیگر انڈ خواب کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔

”یہ مر چکا ہے۔۔۔۔۔۔میں بے قصور ہوں۔۔۔۔۔۔میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔۔۔۔۔۔تم ظالم ہو۔۔۔۔۔۔خدا کے لیے مجھے میرے اسکول لے چلو۔۔۔۔۔۔جین جلدی کرو۔۔۔۔۔۔ہم یہاں سے نکل چلیں۔۔۔۔۔۔وہ آرہے ہیں ہمیں یہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ جلدی کرو' بھاگو! بھاگو!“ دلاور خان مشعل ہاتھ میں لیے خیمے میں داخل ہوا۔ انور علی نے لیگرانڈ کی طرف دیکھا' اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا اور اس کی حرکات سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی خوفناک عفریت کی گرفت سے آزاد ہونے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ انور علی جلدی سے اٹھ کر آگے بڑھا اور لیگرانڈ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑنے لگا۔ لیگرانڈ نے آنکھیں کھولیں اور ٹکٹکی باندھ کر انور علی کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بڑی تیزی سے سانس لے رہا تھا۔

www.maafunpk.com

”کیا ہوا!“ انور علی نے کہا ”تم ٹھیک ہو نا؟“ پھر وہ دلاور خان کی طرف متوجہ ہوا۔ دلاور خاں تم بھاگ کر فرانسیسی فوج کے کمانڈر کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ مجھے ایک تجربہ کار ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔“

لیگرانڈ نے کہا ”نہیں نہیں موسیو! میں بالکل ٹھیک ہوں‘ مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں میں ایک بھیانک سپنا دیکھ رہا تھا مجھے صرف پانی منگوا دیجئے۔“ انور علی نے دلاور خان کو پانی لانے کے لئے کہا اور اس نے خیمے کے اندر پڑی ہوئی ایک صراحی سے کٹورا بھر کر لیگرانڈ کو پیش کر دیا لیگرانڈ نے ہانپتے کانپتے پانی کا کٹورا حلق میں انڈیل لیا اور انور علی کی طرف متوجہ ہو کر کہا ”موسیو میں بہت شرمسار ہوں میں نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے“ انور علی نے کہا ”مجھے صرف اس بات کا ملال ہے کہ میں تمہاری تکلیف میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔ میں نے عمداً تمہارا رازدار

بننے کی کوشش نہیں کی لیکن اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ تمہیں کسی ایسے دوست کی ضرورت ہے جو تمہارے دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جین کون ہے؟''

لیگرانڈ نے جواب دیا۔ ''موسیو! اگر میں نے آپ سے اپنا کوئی راز چھپانے کی کوشش کی ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے آپ پر اعتماد نہیں تھا بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مجھے آپ کو پریشان کرنا گوارا نہ تھا۔ اب آپ اطمینان سے اپنے بستر پر لیٹ جائیں میں آپ کے ہر سوال کا جواب دوں گا۔''

www.magfunpk.com

انور علی نے دلاور خان کی طرف متوجہ ہو کر کہا دلاور خان جاؤ تم آرام کرو۔ دلاور خاں چلا گیا اور انور علی اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر خیمے کے اندر خاموشی طاری رہی بالآخر لیگرانڈ نے اپنی سرگزشت شروع کی۔

"موسیو انور علی! قدرت نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے" میں آپ کو اپنی ساری سرگزشت سناتا ہوں۔ میرا اصلی نام لیمبرٹ ہے میں مارسیلز اور پیرس کے درمیان ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوا تھا۔ میرا باپ فرانس کی بحریہ کے ایک جہاز کا کپتان تھا۔ جب میں دس سال کا ہوا تو میرے باپ کو ایک مہم کے ساتھ ہندوستان آنا پڑا والد کے آنے سے تقریباً ایک سال بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ گھر میں اب صرف میری ایک بہن تھی جو مجھ سے آٹھ سال بڑی تھی۔ ابا جان اڑھائی سال کے بعد واپس آئے ہندوستان میں کسی جنگ میں زخمی ہونے کے باعث ان کا ایک بازو بیکار ہو چکا تھا۔ واپس آتے ہی انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور جو روپیہ انہوں نے ملازمت کے زمانے میں جمع کیا تھا۔ اس سے ایک سرائے خرید لی۔ مارسیلز اور پیرس کے درمیان آنے جانے والے مسافروں کا تانتا بندھا رہتا تھا اور ہمارے لیے سرائے کا کاروبار

www.magfunpk.com

کافی سودمند ثابت ہوا۔چند سال بعد میرے ابا شہر کے امیر آدمیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔سرائے کے اندر مسافروں کے لئے چند کمروں کا اضافہ ہو چکا تھا۔میری بہن کی شادی فوج کے ایک لیفٹیننٹ کے ساتھ ہو چکی تھی اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ ماریشس جا چکی تھی۔میں پیرس کے نزدیک ایک فوجی اسکول میں داخل ہو چکا تھا۔میرے ابا کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں فرانس کی فوج میں کوئی بڑا عہدہ حاصل کروں اور میں بھی اپنے مستقبل کے متعلق کم پر امید نہ تھا لیکن آج میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایک انسان سپنے دیکھ سکتا ہے مگر سپنوں کی تعبیر اس کے اختیار میں نہیں ہوتی۔

www.magfunpk.com

میں موسم سرما کی تعطیلات میں گھر آیا ہوا تھا۔ گھر پر فرصت کے وقت میں سرائے کے کاروبار میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹایا کرتا تھا۔ میری چھٹی میں کوئی دس دن باقی تھے کہ ایک صبح ایک بگھی سرائے کے دروازے پر رکی۔ ابا جان ابھی گھر سے نہیں آئے تھے اور میں ان کی جگہ مسافروں کو خوش آمدید کہنے کے لئے باہر نکلا ایک عمر رسیدہ آدمی ایک نوجوان لڑکی کا سہارا لے کر بگھی سے اتر رہا تھا میں نے بھاگ کر عمر رسیدہ آدمی کا بازو تھام لیا۔ لڑکی نے کہا ”میرے ابا کو راستے میں تکلیف ہوگئی ہے آپ فوراً کسی ڈاکٹر کو بلوائیں۔“

لڑکی چلائی ”نہیں نہیں ابا جان آپ آرام سے لیٹے رہیں؟ اور موسیو ہینٹن مسکراتا ہوا دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر بھی پہنچ گیا۔ اس نے مریض کا معائنہ کرنے اور اس سے چند سوالات پوچھنے کے بعد بتایا کہ انہیں دل کی بیماری ہے اور اب بظاہر کوئی خطرہ نہیں لیکن

www.magfunpk.com

ایسی حالت میں انہیں سفر نہیں کرنا چاہئے۔جین نے ڈاکٹر کی تائید کی اور موسیو ہینٹن کو سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہ تھا لیکن کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ پیرس کے اس تاجر اور اس کی بھورے بالوں والی اور نیلی آنکھوں والی لڑکی سے یہ ملاقات میری زندگی کا رخ بدل دے گی۔موسیو ہینٹن اور اس کی لڑکی مارسیلز میں اپنے کسی رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے جب انہیں یہ پتہ چلا کہ میں پیرس میں تعلیم پاتا ہوں اور میری چھٹیاں ختم ہونے والی ہیں تو انہوں نے مجھے اپنی بگھی پر سفر کرنے کی دعوت دی اور میری خاطر ایک دن اور رک گئے چنانچہ تیسرے دن میں ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔پیرس سے کوئی دس میل دور موسیو ہینٹن کو ایک بار پھر دل کا دورہ پڑا اور ہمیں دو دن کے لیے راستے کی ایک سرائے میں اور قیام کرنا پڑا۔عام حالات میں پیرس کے اونچے طبقے کی ایک لڑکی شاید مجھے قابل توجہ نہ سمجھتی لیکن موسیو ہینٹن کی علالت کے باعث میں اس کے لیے ایک بہت بڑا سہارا بن چکا تھا۔

www.magfunpk.com

سرائے میں دوسری رات موسیو ایمٹن کی طبیعت ذرا زیادہ خراب تھی اور ہمیں کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھ کر جاگنا پڑا۔ پچھلے پہر اسے نیند آ گئی اور جین بھی اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئی۔ صبح کے وقت موسیو ایمٹن نے آنکھیں کھولتے ہی میری طرف دیکھا اور کہا ''مجھے افسوس ہے کہ آج آپ کو ساری رات جاگنا پڑا۔'' میں نے پوچھا۔ ''آپ کا کیا حال ہے؟'' موسیو ایمٹن نے جواب دیا ''میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ اب میرا ارادہ ہے کہ میں فوراً پیرس پہنچ کر کسی قابل ڈاکٹر سے علاج کراؤں۔''

میں نے کہا ''ابھی آپ کے لیے سفر کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں پیرس جا کر کسی اچھے ڈاکٹر کو یہاں لے آؤں۔''موسیو ایشٹن نے جواب دیا۔ ''اس بوسیدہ سرائے میں اگر دنیا کے تمام بہترین ڈاکٹر جمع ہو جائیں تو بھی مجھے آرام نہیں آئے گا۔ میں اب کسی تاخیر کے بغیر پیرس پہنچنا چاہتا ہوں۔'' ہماری باتیں سن کر جین بھی جاگ اٹھی اور اس نے بھی اپنے باپ کو سفر کے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن موسیو ایشٹن کا فیصلہ اٹل تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ہم دوبارہ بگھی پر سوار ہو گئے۔ باقی سفر کے متعلق مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میں نیند کی حالت میں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف لڑھک رہا تھا۔ پھر جب میں گہری نیند سے بیدار ہوا تو بگھی ایک کشادہ مکان کے احاطے میں داخل ہو رہی تھی۔ جین مجھے سہارا دیئے ہوئے تھی اور موسیو ایشٹن مسکرا رہا تھا۔

www.magfunpk.com

''معاف کیجئے!'' میں نے جلدی سے ایک طرف ہٹ کر کہا۔ بگھی رکی تو ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور موسیو اینٹن نے کہا ''یہ میرا بیٹا ڈینس ہے۔'' موسیو اینٹن کے مکان میں داخل ہوتے وقت مجھے اس کی امارت کا صحیح اندازہ ہوا میں نے کھانا کھانے کے بعد ان سے اجازت لینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ سب میرا اسکول کھلنے تک مجھے اپنے ہاں ٹھہرانے پر مصر تھے اور مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔ جین کا بھائی ڈینس ایک ذہین اور کم گو نوجوان تھا اور پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ بے تکلف ہونے کی بہت کوشش کی لیکن وہ ان لوگوں سے مختلف تھا جو کسی اجنبی کے ساتھ فوراً گھل مل جاتے ہیں۔ چار دن بعد میں نے اپنے میزبانوں سے اجازت لی اور موسیو اینٹن سے وعدہ کیا کہ میں چھٹی کے دن ان کے ہاں آیا کروں گا۔ اس کے بعد اسکول کے باہر میری سب سے بڑی دلچسپی موسیو اینٹن کا گھر

www.magfunpk.com

تھا۔ ہمارا اسکول پیرس سے چند میل دور تھا۔ میں ہر مہینے ایک دو مرتبہ ہفتے کی شام ان کے ہاں جاتا اور اتوار کے دن واپس آ جاتا اور جب کبھی مجھے ہفتے کی شام پیرس جانے کا موقع نہ ملتا تو میں اتوار کی صبح وہاں پہنچ جاتا۔ اور سارا دن وہاں گزارتا۔ ڈینس عام طور پر گھر سے غیر حاضر رہتا تھا اور گھر میں کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ اپنے کالج سے باہر اس کی مصروفیات کیا ہیں۔

مجھے یہ ماننے سے انکار نہیں کہ اس خاندان کے ساتھ میری وابستگی کی ایک بڑی وجہ جین تھی لیکن مجھے اس بات کا پورا احساس تھا کہ زندگی میں ہمارے راستے کبھی ایک نہیں ہو سکتے بے شک وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جنہیں ایک بار دیکھنے کے بعد بار بار دیکھنے کو جی چاہتا ہے لیکن اگر میں اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا تو یہ ایک پرلے درجے کی خود فریبی ہوتی۔ میرے لیے یہ کافی تھا کہ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر

www.magfunpk.com

ہلکی سی مسکراہٹ آجایا کرتی ہے اور صرف یہ مسکراہٹ دیکھنے کیلئے ہی میں بڑی بےتابی کے ساتھ چھٹی کے دن کا انتظار کیا کرتا تھا۔ایک دن میں نے موسیوایتھن کے ہاں چند گھنٹے گزار کر رخصت کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اصرار کیا کہ تم رات کا کھانا کھا کر جاؤ۔میرا نوکر تمہیں بگھی پر چھوڑ آئے گا۔شام سے کچھ دیر پہلے ڈینس اپنے کسی دوست سے ملنے کا بہانہ کر کے باہر نکل گیا۔رات کے وقت ہم کھانے کے لیے اس کا انتظار کرتے رہے۔لیکن جب نو بج گئے تو ہم مایوس ہو کر کھانے کی میز پر بیٹھ گئے۔موسیوایتھن بے حد خفا تھا لیکن جین اپنے بھائی کی وکالت کر رہی تھی۔تھوڑی دیر بعد موسیوایتھن کی تلخی دور ہو چکی تھی اور وہ اپنی عادت کے مطابق قہقہے لگا رہا تھا۔کھانے سے فارغ ہو کر میں نے اجازت مانگی تو اس نے کہا ''تھوڑی دیر اور بیٹھو میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔بات یہ ہے کہ اگلے مہینے کی دسویں تاریخ کو جین کی منگنی کے سلسلے میں میرے ہاں دعوت ہے۔اس میں تمہاری شرکت ضروری ہے۔''

www.magfunpk.com

میں نے جین کی طرف دیکھا لیکن میرے لیے اس کے چہرے سے ان کے احساسات کا صحیح اندازہ کرنا مشکل تھا۔ میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میری آواز میرے قابو میں نہ تھی اچانک باہر کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ڈینس اپنا پیٹ دونوں ہاتھوں سے دبائے لڑکھڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔ میں نے جلدی سے اٹھ کر ڈینس کو سہارا دینے کی کوشش کی اس کا لباس خون سے تر تھا۔ جین سکتے کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ موسیو اینٹن اپنی کرسی سے اٹھا۔ چند ثانیے اپنا دل دونوں ہاتھوں سے دبائے کھڑا رہا۔ پھر اچانک منہ کے بل گر پڑا۔ میں ڈینس کو وہیں چھوڑ کر اس کی طرف بڑھا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی میں دوبارہ ڈینس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس نے کہا ''موسیو تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے تمہارا یہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں۔

www.magfunpk.com

”دونوکرانتہائی بدحواسی کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہے تھے۔میں نے انہیں ڈاکٹر کو بلانے کیلئے کہا جین پہلے اپنے باپ کی لاش کے ساتھ لپٹ کر چیخیں مارتی رہی اور پھر اپنے بھائی کا سر گود میں لے کر بیٹھ گئی۔میرے لیے یہ ایک بھیانک خواب تھا اور یہ خواب میں کئی بار دیکھ چکا ہوں۔سوتے جاگتے یہ دل خراش منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ڈینس بار بار مجھے یہ کہہ رہا تھا تم بھاگ جاؤ تمہارا یہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں، تم بے گناہ پکڑے جاؤ گے‘ اچانک پولیس کا ایک انسپکٹر اور چند سپاہی کمرے میں داخل ہوئے۔انسپکٹر نے ڈینس کے سر کے بال پکڑ کر اسے انتہائی بے دردی سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

www.magfunpk.com

"بتاؤ تمہارے ساتھی کون تھے؟" جین نے انسپکٹر کا ہاتھ پکڑ لیا لیکن ایک سپاہی نے اسے دھکا دے کر ایک طرف گرا دیا۔ میں نے ایک مکا سپاہی کے منہ پر رسید کیا اور اس کے بعد انسپکٹر کا گلا دبوچ لیا۔ باقی سپاہی مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میں ان کی گرفت میں بے بس ہو کر رہ گیا۔ انسپکٹر پھر ایک بار ڈینس کو جھنجھوڑ کر یہ پوچھ رہا تھا "بتاؤ تمہارا تمہارے ساتھی کون ہیں؟" لیکن ڈینس کے پاس ایک حقارت آمیز مسکراہٹ کے سوا اس کے سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا اور یہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر اس وقت بھی کھیل رہی تھی جب کہ وہ اپنا سفر حیات ختم کر چکا تھا۔

انسپکٹر نے میری طرف دیکھا اور کہا "یہ مر چکا ہے لیکن تم زندہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم ہمارے ہر سوال کا جواب دے سکو گے؟"

www.magfunpk.com

میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اس نے کیا جرم کیا ہے لیکن تمہیں ایک زخمی کے ساتھ اس وحشیانہ سلوک کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جین کی چیخیں بند ہو چکی تھیں۔ وہ سپاہیوں کو میری طرف متوجہ پا کر بھاگتی ہوئی عقب کے کمرے میں چلی گئی۔ انسپکٹر کے حکم سے میرا کوٹ اتار دیا گیا اور مجھے دروازے کے سامنے برآمدے کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ پھر ایک سپاہی مجھ پر کوڑے برسا رہا تھا اور انسپکٹر بار بار ڈینس کے دوسرے ساتھیوں کے متعلق مجھ سے سوال کر رہا تھا۔ میں نے اسے ہر ممکن طرح سمجھانے کی کوشش کی کہ مجھے ڈینس کے کسی ساتھی کا علم نہیں اور میں فوجی اسکول میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور اس وقت میرا اس مکان میں موجود ہونا محض ایک اتفاق تھا لیکن انسپکٹر میری کسی بات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اچانک جین اپنے ہاتھ میں پستول لیے نمودار ہوئی اور اس نے بلا کسی توقف انسپکٹر پر گولی چلا دی۔ گولی انسپکٹر

www.magfunpk.com

کے بازو پر لگی اور سپاہیوں نے جین کو گرفتار کر لیا۔ اب سپاہیوں کی توجہ میرے بجائے انسپکٹر پر مرکوز ہو چکی تھی۔ اس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنا کوٹ اتارا اور ایک سپاہی کو بازو پر پٹی باندھنے کیلئے کہا' اچانک دس بارہ آدمی مکان کے پائیں باغ سے نمودار ہوئے اور وہ پولیس پر ٹوٹ پڑے۔ آن کی آن میں انہوں نے دو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی چار آدمیوں کو غیر مسلح کر کے حراست میں لے لیا۔ حملہ آوروں کے چہروں پر نقاب تھے اور میرے لیے یہ جاننا مشکل تھا کہ وہ کون ہیں مجھے آزاد کرانے کے بعد انہوں نے ڈینس کے متعلق پوچھا اور میں نے انہیں بتایا کہ ڈینس اور اس کے والد کی لاشیں اندر پڑی ہوئی ہیں۔ انہوں نے انسپکٹر اور اس کے باقی ساتھیوں کو رسیوں میں جکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دیا۔ پھر ایک آدمی نے جین سے کہا ''ڈینس کی بہن ہماری بہن ہے۔ آج ایک غدار نے پولیس کو ہمارے خفیہ اجلاس کے متعلق خبردار کر دیا تھا۔ اب آپ کا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس لیے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔''

www.magfunpk.com

جین نے جواب دیا ''نہیں میں اپنے باپ اور بھائی کی لاشیں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ پولیس میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔'' نقاب پوش نے کہا ''میری بہن! ڈینس نے ایک بڑے مقصد کے لیے جان دی ہے اگر آپ نے یہاں ٹھہرنے پر ضد کی تو ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ ہم اپنے ایک ساتھی کی بہن کی عزت بچانے کیلئے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیں ہمیں اپنی جان کا خوف نہیں لیکن ہم اس مقصد کیلئے زندہ رہنا چاہتے ہیں جو ڈینس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ خدا کیلئے آپ وقت ضائع نہ کیجئے۔ اب باتوں کا وقت نہیں' چلیے آپ شاید ایک عرصہ کے لئے دوبارہ اس گھر میں نہ آسکیں اس لیے گھر میں جو نقدی یا زیور ہے وہ نکال لیجئے۔ جین اضطراب اور تذبذب کی حالت میں میری طرف دیکھ رہی تھی۔ نقاب پوش نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''موسیو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ایک غلط اتفاق نے ہماری صف میں کھڑا کر دیا ہے چلیے اب آپ کیلئے پیرس میں کوئی جگہ نہیں ہے۔''

www.mcqfunpk.com

میں نے جواب دیا ''مجھے ڈینس کی موت کا افسوس ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے آپ لوگوں کے مقاصد کے ساتھ کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے اگر آپ کسی خطرناک جماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو ہمارے راستے مختلف ہیں۔ میں نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو وہ صرف یہ کہ میں نے ایک زخمی کے ساتھ پولیس کے وحشیانہ سلوک سے متاثر ہو کر انسپکٹر پر ہاتھ اٹھایا ہے اور میں پیرس کی ہر عدالت کے سامنے اس جرم کا اقبال کرنے کیلئے تیار ہوں۔''

نقاب پوش نے کہا ''ہم تمہیں اپنے ساتھ شریک ہونے کی دعوت نہیں دیتے ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اب تم پیرس کی پولیس کو کبھی اس بات کا یقین نہیں دلا سکو گے کہ تم فرانس کے امن پسند شہری ہو۔ ہم صرف تمہاری جان بچانا چاہتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ جین کو کسی محفوظ جگہ پہنچانے کے لیے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

www.magfunpk.com

میں نے جلدی سے اپنا کوٹ پہنا اور جین سے کہا ’’جین میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہمارے لیے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب وقت ضائع نہ کرو!‘‘

جین کی قوت فیصلہ جواب دے چکی تھی۔ تاہم میرے اور اپنے بھائی کے دوستوں کے سمجھانے پر وہ گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئی۔ ہم نے گھر سے نقد روپیہ اور زیورات کے علاوہ جین کے چند ضروری کپڑے نکال کر ایک بکس میں رکھ لیے اتنی دیر میں دو آدمی بگھی تیار کر چکے تھے۔ ایک نوجوان نے کوچوان کی جگہ سنبھال لی اور ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ پیرس کے بازاروں اور گلیوں میں ابھی تک رونق تھی اور ہمیں شہر سے باہر نکلنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ ایک جگہ پہرے داروں نے روکا لیکن میری وردی کو دیکھ کر انہوں نے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی

www.magfunpk.com

صبح تک ہم پیرس سے کئی میل دور آ چکے تھے۔ ایک شہر کے قریب پہنچ کر ہمارے کوچوان نے بگھی روکی اور مجھے کہا اب گھوڑے بہت تھک گئے ہیں اور یوں بھی اب اس بگھی پر تمہارا سفر خطرناک ہوگا۔ میرے ساتھی صبح ہوتے ہی مکان چھوڑ کر چلے گئے ہوں گے۔ اس وقت تک شاید پولیس اپنے آدمیوں کا حال معلوم کر چکی ہو۔ انہیں موسیو ڈینس کے نوکروں سے تمہارا پتہ معلوم کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ پھر وہ فوجی اسکول سے با آسانی تمہارے گھر کا پتہ معلوم کر لیں گے اور دوپہر سے پہلے پہلے اس سڑک پر تمہاری تلاش شروع ہو جائے گی۔ میں تمہیں اس شہر کی سرائے میں پہنچا کر واپس آ جاؤں گا اور پولیس کو دھوکا دینے کے لیے اس بگھی کو کسی دوسری سڑک پر چھوڑ دوں گا۔‘‘

www.magfunpk.com

یہ نوجوان جوایک کوچوان کی حیثیت سے ہمارے ساتھ آیا تھا۔ انقلابی جماعت کا ایک سرگرم رکن تھا۔ اس سے چند سوالات پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ڈینس ان سرپھروں کا لیڈر تھا اور گزشتہ شب جب ایک مکان میں ان لوگوں کا جلسہ ہو رہا تھا کسی غدار نے پولیس کو خبردار کر دیا تھا۔ بیشتر انقلابی مسلح ہو کر آئے تھے۔ پولیس آس پاس کی گلیوں کی ناکہ بندی کے لیے جمع ہو رہی تھی کہ انقلابیوں کو پتہ چل گیا اور وہ بھاگ نکلے ایک گلی میں پولیس کے چند آدمیوں کے ساتھ ان کا تصادم ہوا اور دو نوجوان ہلاک ہو گئے۔ ڈینس اس تصادم میں زخمی ہو کر بھاگا لیکن تھوڑی دور جا کر گر پڑا۔ اس کے دو ساتھیوں نے اسے سہارا دیا اور اسے گھر کے دروازے تک پہنچا گئے جب وہ واپس آرہے تھے تو انہیں پولیس کے سپاہیوں کی ایک ٹولی دکھائی دی۔ وہ پاس ہی ایک تنگ گلی کے اندر ایک اور انقلابی کے مکان میں چھپ گئے اور جب پولیس آگے نکل گئی تو ان میں سے

www.magfunpk.com

ایک نوجوان صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آکر بتایا کہ پولیس کے سپاہی ڈینس کے مکان میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں نے چند منٹ کے اندر اندر اپنے دوسرے ساتھیوں کو جمع کیا اور ہماری مدد کو پہنچ گئے۔ جین بے حس و حرکت بیٹھی ہماری باتیں سن رہی تھی۔ بگھی دوبارہ روانہ ہوئی اور تھوڑی دیر بعد ہم شہر کی سرائے میں پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے دوسری بگھی کرائے پر لی اور اپنے دوسرے ساتھی کو خدا حافظ کہا۔ باقی راستہ ہم نے بہت کم آرام کیا۔ جین اپنے ساتھ کافی روپیہ لائی تھی اور ہمیں ہر منزل پر تازہ دم گھوڑے حاصل کرنے میں کوئی وقت پیش نہ آئی تیسری رات دو بجے کے قریب میں اپنے گھر پہنچ گیا۔ بگھی کو میں نے احتیاطاً مکان سے دور سڑک پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ ہمارا نوکر سو رہا تھا اور میں نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ میرے باپ نے انتہائی رنج اور اضطراب کی حالت میں ہماری سرگزشت سنی

www.magfunpk.com

۔انہیں یہ فیصلہ کرنے میں دیر نہ لگی کہ ہمیں فورا فرانس کی حدود سے باہر نکل جانا چاہیے۔ انہوں نے جلدی سے ضروری سامان باندھا اور کہا ''ہم مارسیلز جا رہے ہیں۔ میں ابھی سرائے سے بگھی لے کر آتا ہوں، تم اپنے سکول کی وردی اتار کر دوسرا لباس پہن لو اور سڑک پر پہنچ کر میرا انتظار کرو!''

تھوڑی دیر بعد ہم مارسیلز کا رخ کر رہے تھے۔ مارسیلز پہنچ کر ہم امریکہ جانا چاہتے تھے، لیکن بدقسمتی سے امریکہ جانے والا ایک جہاز ہمارے پہنچنے سے دو دن قبل روانہ ہو چکا تھا اور دوسرا جہاز دو ہفتے بعد چھوٹنے والا تھا۔ ہمارے لیے ایک ایک لمحہ تشویشناک تھا۔ اتفاق سے میرے والد کو کپتان فرانسسک مل گئے۔ یہ کسی زمانے میں میرے والد کے ماتحت رہ چکے تھے۔ ان کا جہاز اگلی صبح چند سپاہی اور اسلحہ لے کر ماریشس کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔ کپتان فرانسسک نے رات کے وقت ہمیں اپنے پاس ٹھہرایا اور پچھلے پہر باقی سواریوں سے کچھ دیر پہلے ہمیں اپنے جہاز پر پہنچا دیا۔ بندرگاہ کا محافظ افسر بھی میرے والد کا دیرینہ دوست نکلا اور اس کی مدد سے ہم جانچ پڑتال سے بچ گئے۔ مارسیلز پہنچنے سے قبل میرے والد کا خیال تھا کہ وہ ہمیں امریکہ جانے والے کسی جہاز پر سوار کرا کے واپس چلے جائیں گے لیکن جب کپتان فرانسسک نے انہیں

www.magfunpk.com

سمجھایا کہ اب فرانس میں آپ کا رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں تو وہ بھی ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے ان کی آمادگی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جہاز ماریشس جا رہا تھا اور وہاں میری بہن رہتی تھی۔ کپتان فرانسسک نے ہمیں جہاز کے ملاحوں کی وردیاں مہیا کر دیں اور جین کے متعلق انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ اس کا شوہر ماریشس کی فوج میں ملازم ہے اور یہ اس کے پاس جا رہی ہے۔ بحری سفر کے دوران میں مجھے اگر کوئی پریشانی تھی تو جین اور اپنے باپ کے متعلق تھی۔ جین ہر وقت حزن وغم کی تصویر بنی رہتی تھی۔ زمانے کے بے رحم ہاتھوں نے اس کے چہرے کی دلفریب مسکراہٹیں چھین لی تھیں جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کھوئی کھوئی نگاہوں سے میری طرف دیکھتی اور مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتی۔ اپنے باپ کے متعلق میں اکثر یہ سوچا کرتا تھا کہ اپنی عمر کے آخری حصے میں انہیں آرام کی ضرورت تھی اور میری وجہ سے وہ

www.magfunpk.com

مصیبت میں پھنس گئے ہیں لیکن ابا جان کو اپنے مقدر کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔ وہ ہر حالت میں مسکرانے کے عادی تھے۔ جہاز پر انہوں نے کپتان کے حصے کا بہت سا کام سنبھال رکھا تھا۔ پھر ہماری بدنصیبی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ ماریشس سے چند دن کے فاصلے پر ہمارے جہاز میں زرد بخار کی وبا پھوٹ نکلی اور تین دن کے اندر اندر آٹھ آدمی مر گئے۔ پانچویں دن میرا باپ بھی چل بسا۔ ہم سب زندگی سے مایوس ہو چکے تھے لیکن جین پر اس کا اثر جو ہوا وہ ہم سب کیلئے غیر متوقع تھا۔ وہ دن رات تمام بیماروں کی تیمارداری میں مصروف رہتی تھی۔ دوسرے لوگ یہاں تک کہ جہاز کا ڈاکٹر بھی مریضوں کے پاس بیٹھنے سے گھبراتا تھا۔ لیکن جین ہر مریض کی تیمارداری اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اسے اپنی بھوک پیاس اور تھکاوٹ تک کا احساس نہ تھا۔ بیماری پھیلتی گئی اور کپتان نے جزیرہ بوربون کے ساحل پر رکنے کا فیصلہ کیا لیکن ابھی ہم وہاں سے دو دن کے

www.magrunpk.com

راستے پر تھے کہ ہمیں ایک شدید طوفان کا سامنا کرنا پڑا ہم رات بھر زندگی اور موت کے درمیان لٹکتے رہے اگلے دن طوفان ختم گیا اور ہمیں بوربون کا ساحل نظر آنے لگا۔ زرد بخار کی وبا کے باعث تین آدمی ہلاک ہو چکے تھے بوربون کی بندرگاہ پر اترنے کے بعد جہاز کے کسی آدمی کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی چنانچہ ہمارے لیے سمندر کے کنارے ایک کیمپ لگا دیا گیا کپتان فرانسسک نے یہاں بھی ہماری مدد کی اور ہمیں رات کے وقت کیمپ سے نکال کر ماریشس جانے والے ایک عرب تاجر کے جہاز پر سوار کروا دیا۔ رخصت کے وقت انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ مجھے اپنے جہاز کی مرمت کیلئے کچھ عرصہ یہاں ٹھہرنا پڑے گا تمہارے لیے کسی بندرگاہ پر اترنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس لیے عرب تاجر تمہیں بندرگاہ سے کچھ دور ساحل پر اتار دے گا میں جہاز کی مرمت کے بعد جلد از جلد ماریشس پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ پھر وہاں سے تمہیں ہندوستان

www.magrunpk.com

پہنچانے کا بندوبست کروں گا تمہیں ماریشس میں کسی پر اپنا صحیح نام اور پتہ ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ پیرس کی پولیس تمہارے متعلق معلومات حاصل کرتے ہی ماریشس میں تم کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔

پھر کپتان فرانسسک نے مجھے ایک خط دیتے ہوئے کہا ''ماریشس کی پولیس کا ایک افسر میرا دوست ہے اور میں نے یہ خط اس کے نام لکھ دیا ہے۔ اگر تمہیں کبھی اس کی ضرورت پڑے تو یہ خط اس کے پاس لے جانا وہ تمہاری ہر ممکن مدد کرے گا۔'' عرب تاجران لوگوں میں سے تھا جو ہر مصیبت زدہ انسان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ ہماری زبان نہیں سمجھتا تھا لیکن ہماری صورتیں دیکھ کر اس کیلئے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ ہم مصیبت زدہ ہیں۔ ایک شام اس نے ہمیں ماریشس کی بندرگاہ سے چند میل دور اتار دیا اور جہاز کا ایک ملاح ہمارے ساتھ روانہ کر دیا۔ آدھی رات تک ہم ایک خوفناک جنگل میں چلتے رہے بالآخر ملاح نے ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے رکتے ہوئے کہا۔ ''اب شہر یہاں سے بالکل قریب ہے۔ لیکن اس وقت آپ کا شہر میں داخل ہونا ٹھیک نہیں ہوگا۔ پہریدار یقیناً آپ سے کئی سوال پوچھیں گے۔''

جین تھکاوٹ سے نڈھال تھی وہ ندی کے کنارے لیٹتے ہی سو گئی اور میں باقی رات ملاح کے ساتھ اس کے قریب بیٹھا رہا۔ علی الصباح میں نے جین کو جگایا اور ہم شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ کوئی ایک گھنٹہ بعد میں اپنے بہنوئی کے مکان پر دستک دے رہا تھا۔ ملاح ہمیں چھوڑ کر بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میرا بہنوئی اب میجر بن چکا تھا اور مریش کی حکومت اور فوج کے بڑے بڑے افسر اس کے دوست تھے۔ تاہم میری سرگزشت سننے کے بعد اس نے کہا۔

''اگر پیرس کی پولیس کا کوئی ادنیٰ افسر بھی یہاں پہنچ گیا تو مریش کا گورنر بھی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم گھر سے باہر پاؤں نہ رکھو۔ اگر پیرس سے پولیس کا کوئی آدمی یہاں پہنچ گیا تو میں تمہیں کسی دوست کے ہاں پہنچا دوں گا۔ مقامی پولیس کے تمام افسر میرے دوست ہیں اور وہ وقت آنے پر مجھے خبر کر دیں گے۔''

www.magfunpk.com

ہم بیس دن اپنے بہنوئی کے گھر چھپے رہے۔ پھر ایک شام ہمیں پتہ چلا کہ مارسیلز سے ایک جہاز آیا ہے اور فرانس کی پولیس کا ایک انسپکٹر اس سے اترتے ہی سیدھا مقامی پولیس کے ہیڈ کوارٹر میں گیا ہے۔ میرے بہنوئی نے یہ خبر سنتے ہی ہمیں اپنی رجمنٹ کے ایک کپتان کے گھر پہنچا دیا۔ اگلے دن کپتان کی بیوی میری بہن کے پاس گئی اور یہ خبر لائی کہ ہمارے وہاں سے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک انسپکٹر ان کے گھر آیا تھا اور میرے بہنوئی سے چند سوالات پوچھنے کے بعد وہ گھر کی تلاشی لیے بغیر گھر سے چلا گیا تھا۔ پھر رات کے وقت میرا بہنوئی مجھ سے ملا اور اس نے یہ بتایا کہ۔ ''یہ وہی انسپکٹر ہے جس پر جین نے گولی چلائی تھی۔ اس کا نام برنارڈ ہے اور اس کی ہوشیاری اور شقاوت قلبی فرانس بھر میں مشہور ہے۔ میں نے بظاہر اسے مطمئن کر دیا ہے لیکن جب تک وہ یہاں موجود ہے مجھے تمہارے متعلق اطمینان نہیں ہو سکتا۔ یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں

جسے پیرس کی پولیس کے کسی افسر کے ساتھ ہمدردی ہو لیکن اگر اسے تمارا سراغ مل گیا تو تم یہ دیکھو گے کہ یہاں کوئی کھلے بندوں تمہاری حمایت نہیں کرے گا۔ اب چند دن تک ہمارا ایک دوسرے سے دور رہنا ضروری ہے۔ اس لیے اگر میں تمہارے پاس نہ آسکوں تو تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

اگلی صبح جین اپنے بستر سے اٹھی تو اس نے شکایت کی کہ میرا جسم ٹوٹ رہا ہے اور شام تک اسے سخت بخار ہو چکا تھا۔ جہاز پر زرد بخار کی وبا کے پیش نظر مجھے بے حد تشویش ہوئی لیکن رات کے وقت کپتان اپنے فوجی ڈاکٹر کو لایا اور اس نے تسلی دی کہ یہ صرف موسمی بخار ہے جین دس دن بستر پر پڑی رہی۔ گیارھویں دن اسے ذرا ہوش آیا۔ اس عرصے میں کپتان کی بیوی کی وساطت سے ہمیں یہ پتہ چلتا رہا کہ انسپکٹر برنارڈ ہماری تلاش میں بدستور سرگرداں ہے۔ بارھویں دن جین کا بخار بہت کم ہو گیا لیکن وہ بے حد کمزور ہو چلی تھی۔ صبح سات بجے کسی نے ہمارے میزبان کے دروازے پر دستک دی۔ ہم فوراً ایک چھوٹی سی کوٹھری میں چھپ گئے۔ ہمارے دل دھڑک رہے تھے اور میں دبی آواز میں کہہ رہا تھا۔

www.magfunpk.com

”جین ہم تقدیر سے بھاگ نہیں سکتے ۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے متعلق تمہارے خیالات کیا ہیں لیکن میں تمہیں اپنی زندگی کا آخری سہارا سمجھتا ہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ کسی چھوٹے سے غیر آباد جزیرے میں اپنی باقی تمام زندگی کے دن گزار سکتا تو مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی فرانس چھوڑنے کا ملال نہ ہوتا۔“

جین نے مغموم نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور اپنا کانپتا ہوا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ میرا خیال تھا کہ ابھی پولیس دھکا دے کر ہماری کوٹھڑی کا دروازہ کھولے گی اور ہمیں ملاقات کے کمرے میں چند مانوس آوازیں اور قہقہے سنائی دیے۔ پھر ہمارے میزبان نے کوٹھری کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔ ”میرے دوست آ جاؤ اب کوئی خطرہ نہیں۔“ میں جین کو سہارا دیے کوٹھری سے باہر نکلا۔ ملاقات کے کمرے میں میری بہن، میرا بہنوئی اور فرانسسک کھڑے تھے۔ نقاہت کے باعث جین کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ میں نے اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ میری بہن آگے بڑھ کر میرے ساتھ لپٹ گئی۔ کپتان فرانسسک نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔ ”بھئی قسم خدا کی میں نے اس سے بڑا گدھا اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ اس کی ذہانت فرانس بھر میں مشہور ہے لیکن وہ خوب الو بنا۔“

www.magfunpk.com

میں پریشانی کی حالت میں فرانسسک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری بہن نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''کپتان صاحب! میرا بھائی ابھی تک پریشان ہے اسے تسلی دیجیے۔'' اور کپتان فرانسسک نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''بیٹا اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے انسپکٹر برناڈ کو ایک غلط راستے پر ڈال دیا ہے۔ میرا جہاز کل شام یہاں پہنچا تو وہ بندرگاہ پر کھڑا تھا۔ اترنے والے مسافروں کو دیکھنے کے بعد اس نے جہاز کے اندر کی تلاشی لی۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ مجھے یہ بتا سکیں کہ آپ کس کو تلاش کر رہے ہیں تو ممکن ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔ اس نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا اور میں نے اسے بتایا کہ مارسیلز سے میرے جہاز پر ایک بوڑھا آدمی' ایک نوجوان اور ایک لڑکی سوار ہوئے تھے۔''

میں نے بدحواس ہو کر کہا۔ ''آپ نے اسے ہمارے متعلق بتا دیا ہے؟''

''ہاں! میں نے اسے تمہارا حلیہ تک بتا دیا تھا کیونکہ اسے کسی نہ کسی دن اس بات کا پتہ ضرور چل جائے گا کہ میرے جہاز میں ایک لڑکی سوار تھی اور سچی بات بعض اوقات بہت سودمند ثابت ہوتی ہے۔ میں نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ بیماری کے باعث جہاز کے تمام مسافر بوربون اتار دیے گئے تھے۔ چند آدمی میرے ساتھ آ گئے ہیں لیکن باقی ابھی تک وہیں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے تمہارے والد کی وفات کے متعلق بھی بتا دیا تھا اور میں نے اسے تمہارے نام بھی صحیح بتا دیے تھے۔ میری ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے دیکھتے وہ بوربون جانے والے جہاز پر سوار ہو گیا۔ اب میں کل شام تک یہاں سے پانڈی چری روانہ ہو جاؤں گا اور تم میرے ساتھ چلو گے۔''

www.magrunpk.com

میں نے محسوس کیا کہ میرے راستے سے اب مصائب کے پہاڑ ہٹ چکے ہیں لیکن جین کی حالت سفر کے قابل نہ تھی۔ ہم نے رات کے وقت ڈاکٹر سے مشورہ کیا تو اس نے بڑی شدت کے ساتھ جین کو سفر کرنے سے منع کیا۔ میرا بہنوئی یوں بھی ہمارے ایک ساتھ سفر کرنے کے حق میں نہ تھا۔ اس نے یہ مشورہ کہ تم ہندوستان جا کے اپنے لیے کوئی جائے پناہ تلاش کرو۔ ہم جین کو بعد میں وہاں پہنچانے کا انتظام کر دیں گے ۔ یہاں کوئی فرانسیسی ایسا نہیں جو جین جیسی لڑکی کو پیرس کی پولیس کے تشدد کے خلاف پناہ دینے سے انکار کرے۔

اگلی شام غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے کپتان فرانسسک کا جہاز روانہ ہو چکا تھا اور میں عرشے پر کھڑا ماریشس کی آخری جھلک دیکھ رہا تھا۔ پانڈی چری پہنچنے کے بعد میری داستان کا ایک باب ختم ہوتا ہے۔ اس سے آگے مجھے ایک وسیع خلا دکھائی دیتا ہے۔

www.magfunpk.com

لیگرانڈ کی سرگزشت سننے کے بعد انور علی کچھ دیر اپنے بستر پر بے حرکت پڑا رہا۔ بالآخر اس نے کہا۔ ”میرے دوست میں تمہاری مدد کروں گا۔“

لیگرانڈ کو انور علی کے ساتھ رہتے ہوئے ڈیڑھ مہینہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں اسے جین کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی۔ پانڈی چری میں جب کوئی نیا جہاز آتا تو اس کے سینے میں امیدوں اور آرزوؤں کے چراغ جگمگا اٹھتے۔ بندرگاہ پر جاتے ہوئے جین کے تصور سے اس کی دنیا مسکراہٹوں اور نغموں سے لبریز ہو جاتی۔ پھر جب اسے جہاز سے اترنے والے مسافروں میں جین نظر نہ آتی تو وہ اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دینے کی کوشش کرتا ”شاید جین ابھی تک جہاز کے اندر چھپی ہوئی ہو اور کپتان نے اس کا دوسرے لوگوں کی موجودگی میں بندرگاہ پر اترنا مناسب خیال نہ کیا ہو۔“

www.magfunpk.com

جب بندرگاہ خالی ہو جاتی تو وہ ذرا ہمت سے کام لے کر جہاز کے کپتان کے پاس جاتا اور یہ تسلی کرنے کے بعد کہ جہاز پر کوئی اور مسافر نہیں، وہ اس سے اس قسم کے سوال پوچھتا۔ ''آپ کے جہاز پر کوئی ایسا مسافر تو نہیں تھا جسے آپ بیماری کی وجہ سے راستے میں چھوڑ آئے ہوں...... میں میسور کی فوج میں ملازم ہوں اور مجھے اپنے ایک دوست کا انتظار ہے گزشتہ چھ ہفتوں میں ماریشس سے آنے والے کسی جہاز کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا؟

''ایک دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ فضا میں حبس تھا اور انور علی اپنے خیمے سے باہر ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک لیگرانڈ بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ انور علی کو اس کی پریشان صورت یہ بتانے کیلئے کافی تھی کہ کوئی غیر متوقع حادثہ پیش آنے والا ہے۔

www.magfunpk.com

''خیر تو ہے؟'' اس نے لیگرانڈ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

لیگرانڈ نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔ ''موسیو! انسپکٹر برنارڈ پانڈی چری پہنچ گیا ہے میں نے اسے جہاز سے اترتے دیکھا ہے میں یہ معلوم نہیں کرسکا کہ یہ جہاز کہاں سے آیا ہے لیکن اگر یہ جہاز ماریشش سے ہوکر آیا ہے تو ہوسکتا ہے جین بھی اس پر سوار ہو۔ میں نے انسپکٹر کو دیکھنے کے بعد بندرگاہ پر ٹھہرنا مناسب خیال نہیں کیا۔''

انور علی نے پوچھا اس نے آپ کو دیکھ تو نہیں لیا؟

"نہیں جہاز سے اترتے ہی پانڈی چری کے چند افراد اس کے گرد جمع ہو گئے تھے اور میں وہاں سے کھسک آیا تھا۔"

انور علی نے کرسی سے اٹھ کر اپنے سپاہیوں میں سے ایک نوجوان کو آواز دے کر بلایا اور اسے چند ہدایات دینے کے بعد لیگرانڈ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "آپ فوراً یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ میں نے اپنے آدمی کو سمجھا دیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ یہاں سے چند میل دور ایک جگہ پر پہنچ کر میرا انتظار کرے۔ میں شام تک بندرگاہ سے تمام معلومات حاصل کر کے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اگر جین اس جہاز پر آئی ہے تو میں اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کروں گا۔ بصورت دیگر آپ کو ضروری ہدایات مل جائیں گی۔ اگر جین اس جہاز پر نہ آئی تو بھی آپ

www.magfunpk.com

انسپکٹر برنارڈ کی موجودگی میں یہاں ٹھہر کر اس کا انتظار نہیں کر سکتے۔ آپ کے لیے یہی بہتر ہوگا کہ آپ پانڈی چری کی حدود سے نکل جائیں۔ اس کے بعد اگر جین یہاں پہنچ گئی تو اسے آپ کے پاس پہنچانا میرا ذمہ ہے۔"

لیگراند نے کہا۔ "مجھے ڈر ہے کہ جین شاید آپ پر اعتماد نہ کرے۔ لیکن جب آپ اسے جین کی بجائے مادام لیگراند مخاطب کریں گے تو وہ بہت کچھ سمجھ جائے گی۔ جہاز پر وہ اسی نام سے سفر کر رہی ہوگی۔"

''آپ تسلی رکھیں، جین خواہ کسی نام سے سفر کر رہی ہو مجھے اسے تلاش کرنے میں کوئی دقت نہیں پیش آئے گی۔'' یہ کہہ کر انور علی، دلاور خاں کی طرف متوجہ ہوا اور اسے دو گھوڑے تیار رکھنے کا حکم دے کر بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد لیگرانڈ اور انور علی کا ایک ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر مغرب کا رخ کر رہے تھے۔ پانڈی چری سے کوئی پندرہ میل دور ایک چھوٹی سی ندی کے پل کے قریب پہنچ کر لیگرانڈ کے رہنما نے اپنا گھوڑا روکا اور کہا۔

''جناب انہوں نے ہمیں یہاں رکنے کا حکم دیا تھا۔'' لیگرانڈ نے اپنا گھوڑا روکتے ہوئے کہا۔ ''تمہیں یقین ہے کہ انہوں نے ہمیں اسی جگہ پہنچنے کے لیے کہا تھا؟''

www.magfunpk.com

''جی ہاں! کرشنا گری کی طرف یہ ہی راستہ جاتا ہے اور میں کم از کم آٹھ مرتبہ یہاں سے گزر چکا ہوں۔'' یہ کہہ کر نوجوان گھوڑے سے اتر پڑا اور لیگرانڈ نے اس کی تقلید کی۔ انہوں نے اپنے گھوڑے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیے اور ندی کے کنارے بیٹھ گئے۔ لیگرانڈ کے لیے انتظار کے لمحات انتہائی صبر آزما تھے۔ وہ کبھی اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔ کبھی اپنا خنجر نکال کر درخت کی شاخیں تراشنے لگتا۔ کبھی نڈھال سا ہو کر ندی کے کنارے بیٹھ جاتا اور سنگریزے اٹھا اٹھا کر پانی میں پھینکنا شروع کر دیتا جب اس پاس کوئی آہٹ یا آواز سنائی دیتی تو وہ بھاگ کر پل پر پہنچتا لیکن سوار اور پیدل گزر جاتے اور وہ کلیجہ مسوس کر رہ جاتا۔

www.magfunpk.com

شام کے چار بجے کے قریب بارش شروع ہوگئی اور وہ ایک تناور درخت کے نیچے سمٹ کر کھڑے ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں گھوڑے کی ٹاپ کی آواز سنائی دی اور لیگرانڈ کے ساتھی نے کہا۔ "دیکھیے وہ آ گئے!"

لیگرانڈ بھاگ کر پگڈنڈی کی طرف بڑھا۔ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ لیکن انور علی کو تنہا دیکھ کر لیگرانڈ کے پاؤں زمین سے پیوست ہو کر رہ گئے۔ انور علی نے اس کے قریب پہنچ کر گھوڑے کی باگ کھینچی اور نیچے اترتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے لیے کوئی خوش خبری نہیں لایا۔ جین اس جہاز پر نہیں آئی۔ یہ جہاز بوربون سے یہاں پہنچا ہے میں کپتان سے مل کر آیا ہوں۔ انسپکٹر برنارڈ کے متعلق ابھی تک صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس کا بھتیجا پانڈی چری کی فوج میں ملازم ہے اور وہ اس کے پاس ٹھہرا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ صرف ایک

www.magrunpk.com

بھتیجے سے ملنے کا شوق اسے یہاں تک آنے پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ ہمیں اب یہ دعا کرنی چاہیے کہ جین اس کی موجودگی میں یہاں نہ پہنچے میں کوشش کروں گا کہ مریش میں آپ کے بہنوئی کو اس نئی صورتحال سے آگاہ کر دوں لیکن اگر جین وہاں سے روانہ ہو چکی ہے تو آپ پانڈی چری میں رہ کر اس کی مدد نہیں کر سکتے۔“

اس کے بعد انور علی نے اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھا ہوا سفری تھیلا اتارا اور لیگر انڈ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ ''اس تھیلے میں آپ کے لیے رات کا کھانا' کچھ روپے اور تین تعارفی خط ہیں۔ ایک خط میں کرشنا گری کے فوجدار کے نام لکھا ہے وہ آپ کو سرنگا پٹم پہنچانے کا بندوبست کر دے گا۔ دوسرا خط موسیو لالی کے نام ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی ہر ممکن اعانت کرے گا۔ تیسرا خط میں نے اپنے بھائی کے نام لکھا ہے' سرنگا پٹم میں آپ اسے اپنا بہترین دوست پائیں گے۔ اگر ضرورت پڑی تو میرا بھائی آپ کے لیے سرنگا پٹم کے بڑے سے بڑے آدمی کی اعانت کر سکے گا۔ میرا یہ آدمی آپ کو کرشنا گری پہنچا کر واپس آ جائے گا۔ آپ وہاں پہنچتے ہی میرے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ کر اس کے حوالے کر دیں کہ آپ سلطان کی فوج کے ملازم ہیں اور اگر آپ کی بیوی پانڈی چری پہنچے تو میں اسے آپ کے پاس پہنچانے کا

www.magfunpk.com

بندوبست کروں۔جین اگر آپ کے ہاتھ کی تحریر پہچانتی ہے تو وہ مطمئن ہو جائے گی۔اس کے علاوہ اگر وہ انسپکٹر برنارڈ کی موجودگی میں یہاں پہنچی تو یہ خط میرے کام آئے گا۔اب میں فوراً واپس جانا چاہتا ہوں۔جین کی غیر متوقع آمد کے پیشِ نظر میرا ہر وقت وہاں موجود ہونا ضروری ہے ممکن ہے کہ آج رات ہی ماریشس کا کوئی جہاز وہاں پہنچ جائے۔میں بندرگاہ پر اس بات کا انتظام کر آیا ہوں کہ جب کوئی نیا جہاز آئے مجھے خبردار کر دیا جائے۔''

انور علی نے کسی توقف کے بغیر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا اور لیگرانڈ نے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔''موسیو آپ بہت رحم دل ہیں۔''

www.magfunpk.com

تین ہفتے بعد انور علی طلوع آفتاب سے ایک گھنٹے بعد ایک جہاز کی آمد کی اطلاع پا کر بندرگاہ پر پہنچا تو وہاں انسپکٹر برنارڈ اور پانڈی چری کی پولیس کے دو افسر موجود تھے۔ انور علی کے لیے یہ ملاقات غیر متوقع نہ تھی۔ انسپکٹر برنارڈ اس سے پہلے بھی ہر نئے جہاز کی آمد کے وقت بندرگاہ پر موجود ہوتا تھا۔ پانڈی چری پہنچنے سے دو دن بعد اس نے انور علی کے کیمپ سے فرانس کے ان آدمیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جو میسور کی فوج میں بھرتی ہو کر جا چکے تھے۔ اور انور علی نے اسے صرف وہ کاغذات دکھا کر مطمئن کر دیا تھا جن میں لیگراںڈ کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ برنارڈ انور علی کو یہ بھی بتا چکا تھا کہ میں ایک نہایت خطرناک انقلابی کی تلاش میں ہوں جو پیرس سے ایک خوب صورت لڑکی کے ساتھ فرار ہو چکا ہے۔

www.magfunpk.com

جہاز بندرگاہ سے ابھی کچھ فاصلے پر تھا۔ انور علی کچھ دیر تذبذب اور پریشانی کی حالت میں انسپکٹر اور اس کے ساتھیوں سے چند قدم دور کھڑا رہا۔ بالآخر ایک پولیس افسر نے اس کی طرف دیکھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا۔ انسپکٹر برنارڈ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''موسیو! میں ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ آج آپ کیوں نہیں آئے؟''

انور علی مسکرایا۔ ''میرا خیال ہے کہ میں وقت پر پہنچ گیا ہوں۔''

مقامی پولیس کے ایک افسر نے کہا۔ ''موسیو انور علی بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر جہاز دیکھتے ہیں۔'' انور علی نے جواب دیا۔ ''اب یہاں آپ کے جہاز دیکھنے کے سوا مجھے اور کام ہی کیا ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ مجھے واپس بلا لیا گیا ہے۔ ورنہ میں یہاں بیکاری سے اُکتا گیا تھا۔''

www.magfunpk.com

”آپ جا رہے ہیں؟“

”ہاں۔“

”کب؟“

''بہت جلد' میں صرف اپنی جگہ کسی نئے آدمی کا انتظار کر رہا ہوں۔'' انور علی یہ کہہ کر انسپکٹر برنارڈ کی طرف متوجہ ہوا۔'' کہیے آپ کو اپنی مہم میں کامیابی ہوئی؟''

برنارڈ نے جواب دیا۔'' مجھے اپنی کامیابی کے متعلق کوئی بے چینی نہیں' مجھے یقین ہے کہ اگر وہ زندہ ہیں تو ایک نہ ایک دن ضرور گرفتار ہو جائیں گے۔''

جہاز بندرگاہ کے قریب پہنچ چکا تھا اور اب عرشے پر چند عورتیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔پانڈی چری کے چند فوجی اور سول حکام بھی بندرگاہ پر موجود تھے اور انتہائی اشتیاق کی حالت میں جہاز کی طرف دیکھ رہے تھے۔

www.magfun.pk.com

تھوڑی دیر بعد جہاز بندرگاہ پر آ لگا اور مسافر نیچے اترنے لگے۔ فرانسیسی افسر اپنے بال بچوں اور رخصت سے واپس آنے والے دوستوں کا استقبال کر رہے تھے۔ انسپکٹر برنارڈ جہاز سے اترنے والے ہر نوجوان مرد اور عورت کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ ایک نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی نحیف اور لاغر لڑکی ایک ہاتھ میں چھوٹا سا بکس اٹھائے جہاز سے اتری اور ہجوم سے ایک طرف ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ انور علی لپک کر اس کے قریب پہنچا اور سرگوشی کے انداز میں بولا: ''اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ مادام لیگراند کو تلاش کر رہی ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کا اصلی نام لیبرٹ ہے اور آپ مادام لیگراند کے نام سے سفر کر رہی ہیں۔ میری بات غور سے سنیے: انسپکٹر برنارڈ جس پر آپ نے گولی چلائی تھی یہاں موجود ہے۔ وہ اسی طرف آ رہا ہے۔ آپ اس کی طرف نہ دیکھیں۔ میں لیگراند کا دوست ہوں۔ وہ یہاں آپ کا انتظار کر رہا تھا لیکن

www.magfunpk.com

انسپکٹر برنارڈ کی آمد نے اسے سرنگا پٹم بھیج دیا ہے۔ آپ انسپکٹر پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کا شوہر گزشتہ دو سال سے میسور کی میں فوج میں ملازم ہے۔ اپنے حواس پر قابو رکھیے۔ اگر انسپکٹر کو ذرا بھی شبہ ہو گیا تو آپ مصیبت میں پھنس جائیں گی۔''

اتنی دیر میں انسپکٹر برنارڈ ان کے قریب آ چکا تھا۔ انور علی نے اس کی طرف توجہ کیے بغیر جلدی سے لڑکی کا بکس لیا اور اپنا لہجہ بدلتے ہوئے ذرا بلند آواز میں کہا مادام پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ ایک سپاہی کی بیوی کو اس قسم کی تلخیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ آپ کے شوہر ایک مہم پر روانہ ہو چکے ہیں' اس لیے آپکو سرنگا پٹم پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں ہماری فوج کے کسی سپاہی کو چھٹی نہیں مل سکتی مجھے یقین ہے کہ ان کا خط پڑھ کر آپ کو تسلی ہو جائے گی۔''

www.magfunpk.com

انور علی نے یہ کہہ کر اپنی جیب سے ایک خط نکالا اور لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا۔ لڑکی نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور کھول کر پڑھنے لگی۔

''کیا بات ہے موسیو؟'' انسپکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ انور علی نے جواب دیا۔ ''یہ ہماری فوج کے یورپین دستے کے ایک افسر کی بیوی ہیں اور اس بات پر خفا ہیں کہ ان کے شوہر ان کے استقبال کے لیے کیوں نہیں آئے۔ انہیں سرنگاپٹم پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہی۔''

انسپکٹر برنارڈ پورے انہماک سے لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ اس کی توجہ سے بچنے کے لیے اپنی نگاہیں کاغذ پر مرکوز کیے ہوئے تھی۔

www.magfunpk.com

برنارڈ نے کہا۔ ”مادام میں یہ خط دیکھ سکتا ہوں؟“

انور علی نے فوراً مداخلت کی۔ ”موسیو مجھے معلوم ہے کہ آپ پیرس کی پولیس کے ایک افسر ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اپنی بیوی کے نام میسور کے افسر کا ایک خط پڑھنا آپ کے فرائض میں داخل نہیں۔“

برنارڈ نے جواب دیا۔ ”مجھے اپنے فرائض کے حدود اچھی طرح معلوم ہیں۔ اگر آپ انہیں سرنگاپٹم پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر چکے ہیں تو مجھ پر بھی ان کے متعلق بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں یہ خط دکھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

لڑکی نے خط انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”آپ خوشی سے دیکھ سکتے ہیں بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“

www.magfunpk.com

برنارڈ خط پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ انور علی کا ایک سپاہی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور اس نے کہا۔ ''جناب اس جہاز پر صرف آٹھ آدمی آئے ہیں ان میں سے صرف تین یورپین اور باقی مریش کے باشندے ہیں۔'' انور علی نے جواب دیا۔ ''انہیں کیمپ میں لے چلو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ بکس اپنے ساتھ لیتے چلو مادام کے لیے ایک خیمہ لگا دو۔''

سپاہی نے چمڑے کا بکس اٹھالیا اور انور علی نے لڑکی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''مادام آپ کا کوئی اور سامان جہاز پر تو نہیں؟''

''جی نہیں، مجھے میرے خاوند نے لکھا تھا کہ مجھے خشکی کے راستے ایک لمبا سفر کرنا پڑے گا اس لیے مجھے اپنے ساتھ چند ضروری کپڑوں کے سوا کچھ نہیں لانا چاہیے۔'' برنارڈ نے خط پڑھنے کے بعد انور علی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''مادام کی صحت بہت خراب معلوم ہوتی ہے۔ میرے خیال میں انہیں سرنگا پٹم کا سفر کرنے سے پہلے چند دن یہاں آرام کرنا چاہیے اور آپ کو ان کے لیے خیمہ خالی کرانے کی ضرورت نہیں، میں گورنر کے مہمان خانے میں ان کے قیام گاہ کا انتظام کر سکتا ہوں۔''

انور علی نے جواب دیا۔ ''ذاتی طور پر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میرے خیال میں آپ کو یہ مسئلہ میری بجائے مادام کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔''

www.magfunpk.com

برنارڈ مسکرایا۔ ''مجھے یقین ہے کہ انہیں گورنر کا مہمان بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' اس عرصے میں جین اپنی پریشانی پر قابو پا چکی تھی اور اس کی مدافعانہ قوتیں پوری طرح بیدار ہو چکی تھیں۔ اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا ''میری صحت بالکل ٹھیک ہے اور میں ایک لمحہ کے لیے بھی یہاں ٹھہرنا پسند نہیں کروں گی۔ لائیے میرا خط؟

برنارڈ نے کہا۔ ''یہ خط آپ کو کل تک نہیں مل سکتا۔''

''اس خط میں کوئی خاص بات ہے موسیو؟'' انور علی نے اپنی پریشانی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''کوئی خاص بات نہیں لیکن ایک پولیس افسر کو ہر بات کی جانچ پڑتال کرنی پڑتی ہے۔''

www.magfunpk.com

چند فرانسیسی افسران کے گرد جمع ہو چکے تھے۔ ایک فوجی افسر نے انسپکٹر برنارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "موسیو کیا بات ہے۔؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے روکھے پن سے جواب دیا۔

انور علی نے جین سے کہا مادام آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ اگر آپ گھوڑے پر سواری کر سکیں تو میں دو دن تک آپ کے سفر کا بندوبست کر دوں گا بصورت دیگر مجھے پالکی کا انتظام کرنا پڑے گا۔"

لڑکی نے جواب دیا۔ "میں گھوڑے پر سفر کر سکتی ہوں۔"

www.magfunpk.com

برنارڈ نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”مادام! اگر آپ کو میری بات سے کوئی کوفت ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں صرف اس بات کی تسلی چاہتا تھا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگر فرصت ملی تو میں کل آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔“

”آیئے مادام!“ انور علی نے کہا اور جین اس کے ساتھ چل پڑی۔ بندرگاہ کے احاطے سے نکلتے وقت انور علی نے مڑ کر دیکھا تو انسپکٹر برنارڈ مقامی پولیس کے آدمیوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ اس نے جین سے کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو پہچان نہیں سکا۔ لیکن اس کے شبہات پوری طرح دور نہیں ہوئے۔“

www.magfunpk.com

جین نے کہا ''مجھے یقین ہے کہ اس نے مجھے نہیں پہچانا ہوگا۔ بیماری کے باعث میری حالت یہ ہو چکی ہے کہ میں خود آئینے میں اپنی صورت نہیں پہچان سکتی۔ پھر انسپکٹر برنارڈ نے مجھے جن حالات میں دیکھا تھا وہ ایسے نہ تھے کہ اس کے ذہن پر میرا کوئی دیرپا تصور رہ گیا ہو۔''

انور علی نے کہا۔ ''پھر بھی مجھے اندیشہ ہے کہ انسپکٹر آپ کے متعلق پورا اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر تک وہ پانڈی چری کی پولیس کے آدمیوں کو میرے کیمپ کی نگرانی کے لیے بھیج دے۔ مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ کل اگر وہ آپ سے ملا تو وہ پوری طرح سے تیا رہو کر آئے گا۔ لیگر انڈ کے خط پر اس نے بلاوجہ قبضہ نہیں کیا۔ آپ کے لیے یہی بہتر ہے کہ آپ فوراً پانڈی چری کی حدود سے باہر نکل جائیں ۔اگر آپ گھوڑے پر سفر کر سکتی ہیں تو ہمیں ابھی روانہ ہو جانا چاہیے۔''

www.magfunpk.com

جین نے کہا۔ ''میں تیار ہوں لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم تھا کہ میں جہاز پر آرہی ہوں۔؟'' انور علی نے جواب دیا۔ ''اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں۔ لیگر انڈ کو روانہ کرنے کے بعد میں یہاں آنے والا ہر جہاز دیکھا کرتا تھا۔''

جین کچھ دیر خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی رہی۔ بالآخر اس نے کہا۔ ''موسیو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کون ہیں لیکن میرے لیے آپ پر اعتماد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔''

''مجھے آپ اعتماد کے قابل پائیں گی۔'' انور علی نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پڑاؤ میں داخل ہوئے۔ سپاہی خیمہ نصب کر رہے تھے۔ انور علی نے انہیں فوراً تین گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا اور دلاور خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

www.magfunpk.com

''دلاور خاں تم ہمارے ساتھ جا رہے ہو۔ میں نے بندرگاہ سے جو سامان بھیجا تھا وہ میرے گھوڑے کی زین کے پیچھے باندھ دو' جلدی کرو!'' پھر وہ اپنے نائب کی طرف متوجہ ہوا۔

''سردار خاں! شام تک کسی کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہیے کہ میں یہاں سے غیر حاضر ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ انسپکٹر جو اس دن میرے پاس آیا تھا یا پانڈی چری کی پولیس کا کوئی آدمی ہمارے متعلق پوچھنے آئے۔ تم اسے یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرنا کہ میں آرام کر رہا ہوں۔ اگر کوئی مادام لیگرانڈ کے متعلق پوچھے تو بھی تم یہی کہو کہ وہ اپنے خیمے میں سو رہی ہیں بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ وہ آج تمہیں پریشان کرے گا لیکن کل الصباح وہ ضرور آئے گا اور تم اسے یہ بتانا کہ مادام سرنگا پٹم پہنچنے پر بضد تھیں اور اب تک وہ کئی میل طے کر چکے ہوں گے۔ آٹھ دس دن تک یہاں میری جگہ دوسرا آدمی پہنچ جائے گا۔ اسے یہ بتانا کہ ایک خاص مجبوری کے باعث میں یہاں ٹھہر کر اس کا انتظار نہیں کر سکا۔''

www.magfunpk.com

کیمپ سے انور علی اور جین کی روانگی سے کوئی آدھ گھنٹہ بعد برنارڈ انتہائی غم و غصے کی حالت میں پانڈی چری کے گورنر کے سامنے کھڑا یہ کہہ رہا تھا۔ ”جناب یہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ اگر آپ کی پولیس میرے ساتھ تعاون کرتی تو ہم اس لڑکی کو پانڈی چری سے نکلتے ہی گرفتار کر سکتے تھے۔“

”آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ انور علی اس لڑکی کے ساتھ روانہ ہو چکا ہے؟“

”میں نے بندرگاہ سے واپس آتے وقت دو آدمی اس کے پڑاؤ کی نگرانی کے لیے روانہ کر دیے تھے۔ اور جب انہوں نے یہ اطلاع دی کہ انور علی، اس کا ایک نوکر اور وہ لڑکی کیمپ میں پہنچتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں روانہ ہو گئے ہیں تو میں نے فوراً پولیس کو ان کا تعاقب کرنے کے لیے کہا لیکن آپ کے افسروں نے یہ جواب دیا کہ ہم گورنر کے حکم کے بغیر ان کا پیچھا نہیں کر سکتے۔“

www.magfunpk.com

''اگر آپ کو اس لڑکی کے مجرم ہونے کے متعلق اتنا ہی یقین تھا تو آپ نے اسے جہاز سے اترتے ہی گرفتار کیوں نہیں کیا؟''

''جناب والا! اس وقت میرے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اور میں اس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے شکوک رفع کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس خط پر قبضہ کر لیا تھا جو اس لڑکی کو انور علی نے بندرگاہ پر دیا تھا اور لیمبرٹ کے ہاتھ کی چند تحریریں جو پیرس کے فوجی اسکول سے میرے قبضے میں آئی تھیں میرے بکس میں تھیں۔ میں ان تحریروں سے اس خط کا موازنہ کرنے کے لیے فوراً اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔ اب میں یہ اچھی طرح دیکھ چکا ہوں کہ لیمبرٹ کی تحریریں اس خط سے ملتی ہیں اور لیمبرٹ اور لیگر انڈ ایک ہی آدمی کے دو مختلف نام ہیں۔ ان کا فوراً یہاں سے بھاگ نکلنا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ لڑکی مجھے دیکھنے کے بعد اپنے آپ کو یہاں محفوظ نہیں سمجھتی تھی۔ اب اگر انہیں گرفتار کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو اس کی تمام ذمہ

www.magfunpk.com

داری آپ کی پولیس پر عاید ہوگی۔"

گورنر نے کہا۔" آپ کو معلوم ہے کہ پانڈی چری سے چند میل آگے انگریزوں کی چوکیاں اور اس کے بعد میسور کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اس لیے ہم زیادہ دور ان کا تعاقب نہیں کر سکتے۔"

"جناب مجھے یقین ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے ابھی بھی وقت ہے۔" میں دو شرائط پر آپ کے ساتھ چند سوار بھیج سکتا ہوں پہلی شرط یہ ہے کہ اگر آپ کو ناکامی ہوئی تو آپ پانڈی چری کی حدود سے آگے ان کا پیچھا نہیں کریں گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر آپ کو ناکامی ہوئی تو آپ اپنی غفلت اور کوتاہی کی ذمہ داری میری پولیس پر نہیں ڈالیں گے۔"

www.magfunpk.com

”جناب میں نے اگر کوئی کوتاہی کی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ میں آپ کی پولیس کا تعاون حاصل نہیں کرسکا۔“

گورنر نے کہا دیکھیے انور علی میسور کی حکومت کا ایک ذمہ دار افسر ہے اور پانڈی چری کے بڑے سے بڑے افسر کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ میسور کے ہر آدمی کا احترام کرے۔ ہم یہاں رہ کر سلطان ٹیپو کی ناراضگی مول نہیں لے سکتے۔ اب بھی میں سختی سے آپ کو اس بات کی ہدایت کرتا ہوں کہ اگر وہ لڑکی گرفتار ہو جائے تو بھی انور علی کے ساتھ آپ کا برتاؤ انتہائی دوستانہ ہونا چاہیے۔ میں اپنا سیکرٹری آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں اور وہ پولیس کے چند سوار آپ کے ساتھ روانہ کر دے گا، لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ انور علی صحیح حالات سے واقف ہونے کے باوجود اس لڑکی کو پناہ دے چکا ہے تو اب پانڈی چری کی ساری فوج اور پولیس اس کا کھوج لگانے میں کامیاب نہیں ہوگی۔“

www.magfunpk.com

’’اس صورت میں آپ میسور کی حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کرسکیں گے کہ وہ ہمارے مجرم ہمارے حوالے کردیں۔؟‘‘

’’نہیں، میسور میں پناہ لینے کے بعد وہ ہماری دسترس سے باہر ہوں گے۔‘‘

دوپہر کے وقت انور علی نے گھنے جنگل میں ایک ٹیلے کے قریب پہنچ کر اپنا گھوڑا روکا اور مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔جین بری طرح نڈھال ہو کر اپنے گھوڑے کی زین پر جھکی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔

''میں بہت تھک گئی ہوں۔'' اس نے سراپا التجا بن کر کہا۔

''اگر یہاں کوئی خطرہ نہ ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر جایئے۔''

انور علی نے کہا۔''ابھی ہم خطرے کی حدود سے باہر نہیں نکلے۔تاہم آپ کی خاطر ہمیں کچھ دیر رکنا پڑے گا۔اس ٹیلے کے پار ایک نالہ ہے اور اس کے کنارے آپ تھوڑی دیر آرام کر سکیں گی۔''

www.magfunpk.com

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی چوٹی پر پہنچ چکے تھے اور سامنے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹا سا نالہ دکھائی دے رہا تھا۔ انور علی نے کہا۔

''دلاور خاں تم یہیں ٹھہرو، اگر کوئی خطرہ پیش آئے تو ہمیں خبردار کر دینا۔''

جین نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ ''مجھ سے اب زین پر نہیں بیٹھا جاتا۔ میں پیدل چلوں گی۔'' انور علی نے جلدی سے نیچے اتر کر دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں اور جین لڑکھڑاتی ہوئی اس کے ساتھ ٹیلے سے نیچے اترنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پل سے چند قدم دور ایک طرف ہٹ کر نالے کے کنارے رُکے۔ جین سرسبز گھاس پر بیٹھ گئی اور انور علی نے گھوڑوں کو پانی پلانے کے بعد ایک جھاڑی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس نے خورجین سے ایک پیالہ نکالا اور نالے سے پانی بھر کر جین کو پیش کرتے ہوئے کہا ''آپ پیاس محسوس کر رہی ہیں؟''

www.magfun.pk.com

اس نے کہا۔ ”ہاں، میں ایک مدت کے بعد پہلی بار بھوک محسوس کر رہی ہوں۔“ انور علی نے ایک درخت سے چند پتے توڑے اور نالے کے پانی سے دھونے کے بعد جین کے آگے بچھا دیے۔ جین بدحواس سی ہو کر بولی۔ ”موسیو یہ.......... کھانے کی چیز ہے؟“

”نہیں نہیں۔“ انور علی نے اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ آپ کے کھانے کے برتن ہیں۔“ پھر وہ دوبارہ اپنے گھوڑے کے قریب پہنچا اور خورجین سے ایک روغنی روٹی نکال کر لے آیا اور پتوں پر رکھتے ہوئے بولا۔ ”لیجیے کھانا آ گیا۔“

”آپ نہیں کھائیں گے؟“

”نہیں میں کھا چکا ہوں۔“

www.magfunpk.com

جین نے چند نوالے کھانے کے بعد کہا یہ بہت لذیذ ہے لیکن کیمپ سے روانہ ہوتے وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کھانا بھی ساتھ لے جا رہے ہیں۔"

"میں نے جہاز کی اطلاع پاتے ہی اپنے سفر کے لیے چند ضروری انتظامات کر لیے تھے۔"

"آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اس جہاز پر آ رہی ہوں؟"

"میں ہر نئے جہاز کی آمد پر یہ امید لے کر بندرگاہ پر جاتا تھا کہ آپ آ رہی ہیں۔ پہلے تو میں اپنے گھوڑے پر زینیں بھی ڈلوا رکھتا تھا صرف اس دفعہ تھوڑی کوتاہی ہو گئی۔"

www.magfunpk.com

جین نے چند نوالے اور کھانے کے بعد کہا۔ ''موسیو مجھے اس ملک کی رسومات کا کوئی علم نہیں۔ یہ روٹی میری ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ اگر میں ساری نہ کھاؤں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے؟''

انور علی ہنس پڑا.......... وہ دونوں ہنس پڑے۔ پھر جین اچانک سنجیدہ ہو کر بولی ''موسیو' میں بہت مدت کے بعد ہنس رہی ہوں یہاں کوئی خطرہ تو نہیں؟''

''یہاں کوئی خطرہ نہیں' آپ جی بھر کر ہنس سکتی ہیں۔''

www.magfunpk.com

"بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں۔لیکن اگر اس نے ہمارا پیچھا کیا تو بھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔آپ اطمینان سے آرام کریں۔میر انوکر ٹیلے پر پہرا دے رہا ہے۔" جین نے ذرا پیچھے ہٹ کر ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگالی۔اس کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں اور چند منٹ بعد وہ ایک بچے کی طرح سو رہی تھی۔انور علی نے نالے کے کنارے سے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے درخت کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کھولے اور ان کی باگیں پکڑ کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ جین کو جگانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ٹیلے کی طرف سے گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔دلاور خاں بڑی تیزی سے اس کی طرف آرہا تھا۔

www.magfunpk.com

”کیابات ہے دلاورخاں؟“ انورعلی نے بلند آواز میں کہا۔ دلاورخاں نے قریب آ کر گھوڑا روکا اور جواب دیا۔ ”آٹھ دس سرپٹ سوار اس طرف آ رہے ہیں۔ میں نے انہیں ٹیلے سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر دیکھا ہے۔“

جین نے چونک کر آنکھیں کھول لیں اور پوچھا کیابات ہے؟“

”کچھ نہیں آپ اپنا گھوڑا سنبھال لیں۔“

جین نے بھاگ کر اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور انور علی نے دلاور خاں کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم پل کے پار جا کر ان کا انتظار کرو اور وہ تمہیں دیکھ لیں تو ایک ہوائی فائر کرنے کے بعد بھاگ نکلو۔ ان میں سے کسی کا گھوڑا تمہارے گھوڑے کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ راستہ انگریزوں کی چوکی کی طرف جاتا ہے۔ اس پل سے دو تین میل آگے تم انہیں چکمہ دے کر دائیں ہاتھ مڑ جاؤ اور جنگل میں روپوش ہو جاؤ۔ اگر وہ انگریزوں کی چوکی کے قریب پہنچ گئے تو انگریز ان سے نپٹ لیں گے۔ ہم اس نالے کے ساتھ ساتھ جنگل میں سفر کریں گے اور پھر یہاں سے کوئی دو میل دور نالے کے دوسرے کنارے پہنچ کر تمہارا انتظار کریں گے۔“

دلاور خاں کو ہدایت دینے کے بعد انور علی جین کی طرف متوجہ ہوا ”چلیے!“ جین ان کی زبان سے ناواقفیت کے باوجود یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ کوئی خطرہ درپیش ہے۔ اس نے کہا۔ ”موسیو! مجھے ڈر ہے کہ میں اب گھوڑے پر آپ کا ساتھ نہیں دے سکوں گی۔“

ابھی آپ کو گھوڑے پر سوار ہونے کی ضرورت نہیں آپ آرام سے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر میرے پیچھے پیچھے چلتی رہیں۔'' جین اس کے پیچھے چل دی اور وہ جنگل میں روپوش ہو گئے۔ چند قدم دور جا کر وہ رک گئے۔ اور دم بخود ہو کر ٹیلے کی طرف گھوڑوں کی ٹاپ سننے لگے۔ پھر انہیں بندوق کا دھماکہ سنائی دیا اور اس کے بعد گھوڑوں کی آہٹ بتدریج کم ہونے لگی۔ انور علی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب آپ کا خطرہ گزر چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اندھا دھند انگریزوں کی چوکی تک پہنچ جائیں گے اور وہاں سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ واپس آئیں گے۔''

''لیکن آپ کا ساتھی؟''

www.magfunpk.com

اسے کوئی خطرہ نہیں، وہ تھوڑی دیر بعد جنگل میں ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا۔ چلیے اب ہمیں کچھ دور اس جنگل میں چلنا پڑے گا۔ آپ کو تکلیف تو ہوگی۔ لیکن ابھی کچھ عرصہ ہمارے لیے کنارے سے دور رہنا ضروری ہے۔ نالہ عبور کرنے کے بعد ہمارا راستہ نسبتاً آسان ہو جائے گا اور آپ آزادی سے گھوڑے پر سفر کر سکیں گی۔''

جین نے کہا مجھے سواری کا قطعاً شوق نہیں میں پیدل چلنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتی ہوں۔ جنگل بہت گھنا تھا اور تناور درختوں کے نیچے پھیلی ہوئی جھاڑیوں اور طرح طرح کی بیلوں نے اسے اور بھی دشوار بنا دیا تھا۔ بعض مقامات پر انور علی کو اپنی تلوار سے ایک دوسرے کے ساتھ الجھی ہوئی شاخوں کو کاٹ کر راستہ بنانا پڑتا تھا۔ جین بڑی مشکل سے اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ قریباً ایک گھنٹہ چلنے کے بعد ان کے

www.magfunpk.com

گھوڑوں نے کان کھڑے کر دیے اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ انور علی نے جلدی سے اپنی تلوار نیام میں ڈالی اور کندھے سے بندوق اتار کر سامنے جھاڑی کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے؟'' جین نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''خاموش!'' انور علی نے مڑ کر اس کی طرف دیکھے بغیر سرگوشی کے انداز میں کہا۔ ایک ثانیہ بعد انہیں شیر کے غرانے کی آواز سنائی دی جین سکتے کے عالم میں کھڑی تھی۔ اچانک سامنے کی جھاڑی میں جنبش پیدا ہوئی اور شیر کے غرانے کی آواز بند ہوگئی۔ انور علی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جین کی طرف دیکھا اور کہا ''آپ نے شیر دیکھا؟''

www.magfunpk.com

لیکن جین کی قوت گویائی جواب دے چکی تھی۔ انور علی مسکرایا۔ ”ڈرنے کی کوئی بات نہیں وہ جا چکا ہے۔“

جین نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ ”میں نے کچھ نہیں دیکھا لیکن اس کی آواز بہت خطرناک تھی خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا۔“ ”وہ بھوکا نہیں تھا میرا خیال ہے ان جھاڑیوں کے پیچھے اس کا شکار پڑا ہوا ہے۔“

”آپ نے بندوق نہیں چلائی؟“

”اس کی ضرورت نہیں تھی۔“

”آپ نے کبھی شیر مارا ہے؟“

”بہت دفعہ۔“

”یہ خوفناک جنگل کب ختم ہو گا؟“

''یہ جنگل بہت بڑا ہے اب تھوڑی دور آگے نالہ عبور کرنے کے بعد آپ کی مشکلات ختم ہو جائیں گی۔'' چند منٹ بعد وہ جنگل سے نکل کر نالے کے کنارے سے نمودار ہوئے اور انور علی نے کہا۔ ''اب آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔ ہمیں نالہ عبور کرنا ہے۔''

''پانی زیادہ گہرا تو نہیں؟''

''نہیں۔''

انور علی نے اپنے گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔ ''آپ اپنا گھوڑا میرے پیچھے رکھیں۔'' جین نے کچھ کہے بغیر اس کے حکم کی تعمیل کی اور وہ کمر برابر پانی میں سے گزر کر نالے کے پار پہنچ گئے۔ اس کے بعد کوئی آدھ میل کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے کے بعد انور علی

www.magfunpk.com

اپنا گھوڑا روک کر نیچے اُتر پڑا اور جین کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ ’’اب ہمیں اپنے ساتھی کا انتظار کرنا پڑیگا۔‘‘

جین نے کہا۔ ’’اسے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ہم یہاں ہیں؟‘‘

’’میں نے اسے بتا دیا تھا کہ ہم دو میل چلنے کے بعد اس کا انتظار کریں گے۔‘‘

آپ کا مطلب ہے کہ ہم نے ابھی صرف دو میل کا فاصلہ طے کیا ہے؟‘‘ جین نے حیران ہو کر پوچھا۔‘‘

’’ہاں جنگل میں ہماری رفتار بہت سست تھی لیکن دلاور خاں کو اس وقت تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔‘‘

www.magfunpk.com

جین گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ کوئی پندرہ منٹ بعد انہیں جنگل میں ایک گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ انور علی نے کہا۔" لیجیے وہ آ گیا۔" اور جین اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد دلاور خاں درختوں سے نمودار ہوا اور انور علی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔" تم نے بہت دیر لگا دی!"

" جناب خدا کا شکر ہے کہ آپ مل گئے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ میرا رخ کس طرف ہے۔ میں ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ واپس مڑوں اور دوبارہ پل کے قریب پہنچ کر نالے کے کنارے کنارے اس طرف آؤں۔"

" ہمارا پیچھا کرنے والوں کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟"

www.magfunpk.com

''جناب وہ تو اب پانڈی چری کے قریب پہنچ چکے ہوں گے۔ میں انہیں چکمہ دے کر انگریزوں کی چوکی کے بالکل قریب لے گیا تھا۔ اس کے بعد پگڈنڈی کے قریب جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر اپنی آنکھوں سے ان کی بدحواسی کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ بے تحاشا گھوڑے بھگاتے واپس آ رہے تھے اور انگریز سواروں کا ایک دستہ ان کے پیچھے تھا۔ جب وہ گزر گئے تو میں وہاں سے کھسک آیا۔ میں یہ نہیں دیکھ سکا کہ فرانس کی پولیس کا کوئی آدمی زخمی ہوا یا نہیں۔ بہر صورت انگریز ان پر بے تحاشا گولیاں برسا رہے تھے۔''

www.magfunpk.com

جین کے استفسار پر انور علی نے فرانسیسی زبان میں اسے اپنے نوکر کی کارگزاری سنا دی اور اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں اس نے کہا۔ ''موسیو مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے انسپکٹر برنارڈ کی پسپائی کا تماشا نہ دیکھ سکی۔'' انور علی نے کہا۔ ''چلیے اب دیر ہو رہی ہے۔'' وہ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انور علی نے کہا۔ ''دلاور خاں ہمیں شام سے پہلے کسی محفوظ جگہ پہنچنا ہے۔ اب تم ہماری رہنمائی کرو۔'' دلاور خاں نے کہا اس جنگل میں تھوڑی دور آگے ایک پگڈنڈی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ کرشنا گری کے راستے سے جا ملتی ہے۔'' ''چلو!''

غروب آفتاب کے وقت چند میل اور طے کرنے کے بعد یہ لوگ ایک پہاڑی کے دامن میں رُکے اور انور علی نے جبین کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''اب رات ہونے کو ہے اور آگے چند میل تک جنگل زیادہ گھنا ہے اس لیے ہمیں صبح تک یہیں قیام کرنا پڑے گا۔

''وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ جبین ایک پتھر پر بیٹھ گئی اور انور علی اور دلاور خاں گھوڑوں کو ایک جھاڑی کے ساتھ باندھنے اور ان کی زینیں اتارنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر انہوں نے پاس ہی شفاف پانی کے ایک چھوٹے سے چشمے سے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو جبین پتھر پر بیٹھنے کی بجائے نڈھال سی ہو کر زمین پر لیٹی ہوئی تھی۔ انور علی نے گھوڑوں کے زینوں کے دو نمدے نکال کر اس کے قریب بچھا دیے اور تیسرا نمدہ لپیٹ کر تکیے کی جگہ رکھتے ہوئے کہا۔

www.magfurpk.com

''آپ شاید زمین پر سونے کی عادی نہ ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں آپ کے لیے اس سے بہتر بچھونے کا انتظام نہیں کر سکتا۔ آپ کچھ کھا لیں اور اطمینان سے سو جائیں۔''

جین نمدے پر بیٹھ گئی اور انور علی نے اپنا رومال اس کے سامنے بچھا دیا اور پھر خورجین سے ایک روغنی روٹی نکال کر رومال پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ وہی کھانا ہے جو آپ نے دوپہر کے وقت کھایا تھا۔ مجھے افسوس ہے ہم راستے میں آپ کے لیے کوئی شکار بھی تلاش نہیں کر سکے۔''

''یہ روٹی کافی لذیذ ہے۔''

جین نے بے تکلفی سے نوالہ توڑتے ہوئے کہا۔

www.magrunpk.com

''آپ نہیں کھائیں گے۔''

''ہم بھی کھالیں گے' میرے تھیلے میں ابھی کافی روٹیاں پڑی ہیں۔'' جین نے چند لقمے کھانے کے بعد باقی روٹی رومال میں لپیٹ کر ایک طرف رکھ دی' پھر اٹھ کر چشمے سے پانی پیا اور واپس آ کر بیٹھ گئی' لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے اچانک اٹھ کر بیٹھتے ہوئے انور علی کی طرف دیکھا اور کہا ''موسیو میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن نیند کی حالت میں موت کا تصور میرے لیے بہت بھیانک ہے۔ آپ کو یقین ہے کہ رات کے وقت یہاں ہمیں کوئی خطرہ نہیں......؟ میرا مطلب ہے کہ بے خبری کی حالت میں شیر' چیتے یا بھیڑیے تو ہم پر حملہ نہیں کریں گے؟''

''انور علی نے جواب دیا آپ اطمینان سے سو جائیں۔''

www.magfun.pk.com

جین نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ ”آپ کا ساتھی کہاں گیا ہے۔“

”وہ آگ جلانے کے لیے خشک لکڑیاں جمع کر رہا ہے۔“

”ہاں موسیو آگ ضرور جلا دیجیے‘ مجھے اس تاریکی سے بہت خوف آتا ہے۔“

یہ کہہ کر جین لیٹ گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دنیا و مافیا سے بے خبر گہری نیند سو رہی تھی۔ چند گھنٹے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے قریب ہی آگ کا ایک الاؤ دکھائی دیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ انور علی چند قدم دور اپنی بندوق تھامے ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ آگ کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ جین دیر تک اس کی طرف دیکھتی رہی۔ گزشتہ واقعات اسے ایک خواب معلوم ہو رہے تھے۔ یہ نوجوان جو چند گھنٹے قبل اس کے لیے اجنبی تھا، اب برسوں کا ساتھی معلوم ہو رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ باتیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ تم فرشتے ہو لیکن تشکر اور احسان مندی کے سینکڑوں الفاظ اس کی زبان تک آ کے رک گئے۔ وہ دبی زبان میں موسیو سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی۔

انور علی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ جین نے کہا ''موسیو اب کیا وقت ہو گا؟''

www.magfunpk.com

”انور علی نے جواب دیا آدھے سے زیادہ رات گزر چکی ہے۔“

”آپ کا ساتھی کہاں ہے؟“

”انور علی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ سو رہا ہے۔“

جین نے کہا میں بڑی مدت کے بعد اتنی گہری نیند سوئی ہوں مجھے وقت کا احساس تک نہیں رہا۔ آپ شاید بالکل نہیں سوئے؟‘‘

”میں پہرہ دے رہا تھا۔ اب دلاور خاں کی باری ہے۔“

”موسیو مجھے پیاس محسوس ہو رہی ہے۔“

”میں ابھی پانی لاتا ہوں۔“

انور علی نے یہ کہہ کر ایک پیالہ اٹھایا اور چشمے سے بھر لایا۔ جین نے پانی پینے کے بعد کہا۔ ''یہ جنگل کب ختم ہوں گے؟'' انور علی مسکرایا۔

''آپ جنگل سے بہت ڈرتی ہیں؟''

''نہیں موسیو اب آپ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مجھے ڈر محسوس نہیں ہوگا۔''

انور علی نے کہا۔ ''میرے لیے یہ تکلیف دہ راستہ اختیار کرنا ایک مجبوری تھی۔ ارکاٹ کی حدود میں جگہ جگہ انگریزوں کی چوکیاں ہیں۔ اگر ہم دوسرا اختیار کرتے تو ممکن تھا کہ آپ کو کسی چوکی پر روک لیا جاتا اور پھر ان سے یہ بعید نہ تھا کہ وہ آپ کے متعلق پانڈی چری کی پولیس سے استفسار کرتے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیتے لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کل دوپہر یا شام تک ہم جنگل سے نکل کر ایک آباد علاقے میں پہنچ جائیں گے۔ آپ سو جائیں ہمیں علی الصباح یہاں سے کوچ کرنا ہے۔''

www.maafunpk.com

انور علی، دلاور خاں کی طرف بڑھا اور اسے جگانے کے بعد جین سے چند قدم دور ایک گھوڑے کی زین پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ جین کچھ دیر بیٹھی اپنے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق سوچتی رہی۔ رات کی ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے نہایت خوشگوار تھے۔ آسمان صاف تھا اور ستارے معمول سے زیادہ بڑے اور چمکدار معلوم ہو رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر گہری نیند سو رہی تھی۔

اگلے دن یہ لوگ چند چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں عبور کرنے کے بعد ایک وادی کے گنجان جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ اچانک انور علی اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کر کے دبے پاؤں ایک طرف بڑھا اور گھنی جھاڑیوں میں روپوش ہو گیا جین بدحواس ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی لیکن دلاور خاں کے چہرے پر غایت کا اطمینان تھا۔ اچانک جنگل میں بندوق کی آواز سنائی دی اور جین چلا چلا کر دلاور خاں سے کچھ پوچھنے لگی۔ دلاور خاں فرانسیسی زبان سے ناواقف تھا۔ اس نے چند بار شکار شکار کہہ کر جین کو تسلی دینے کی کوشش کی اور پھر اشاروں سے سمجھانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس نے پہلے اپنی دونوں کہنیاں کانوں کے ساتھ جوڑ کر ہاتھ فضا میں بلند کر دیے۔ پھر گلے میں لٹکی ہوئی بندوق اتار کر ایک طرف نشانہ باندھا اور بالآخر ایک چھوٹا سا خنجر نکال کر اپنی گردن پر پھیرتے ہوئے کہا۔ ''شکار شکار۔''

www.magfunpk.com

جین کے لیے اس کی زبان کی طرح اس کے اشارے بھی ایک معما تھے اور وہ انتہائی اضطراب اور بے بسی کی حالت میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انور علی اپنے کندھے پر ایک ہرن اٹھائے نمودار ہوا اور جین کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ندی کے کنارے آگ جلا کر ہرن کا گوشت بھون رہے تھے۔ پاس ہی ایک درخت کی شاخوں پر چند بندر کود رہے تھے۔ جین اپنی جگہ سے اٹھی اور درخت کے نیچے جا کر بندروں کو دیکھنے لگی۔ اچانک اسے جنگل کی طرف جھاڑیوں میں آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا اور ایک ثانیے کے لیے مبہوت رہ گئی۔ پھر چیخ مار کر وہاں سے بھاگی۔ انور علی اور رداور خاں بندوقیں اٹھا کر اس کی طرف دوڑے جین نے سراسیمگی کی حالت میں انور علی کا بازو پکڑ لیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی گویائی سلب ہو چکی تھی۔ دہشت کے باعث اس کا سارا

www.hagrunpk.com

جسم کانپ رہا تھا۔ انور علی چند ثانیے جنگل کی طرف دیکھتا رہا اور پھر ایک مسکراہٹ کے ساتھ جین کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

''ارے یہ تو ہاتھی ہیں، آپ اس قدر ڈر گئیں!''

انور علی کی مسکراہٹ نے جین کا خوف کسی حد تک دور کر دیا اور اس نے کہا ''آپ ہاتھی کو خطرناک نہیں سمجھتے؟''

''نہیں''

”تو پھر آپ کس چیز کو خطرناک سمجھتے ہیں؟“ انور علی مسکرایا۔ ”میں صرف آپ کا چیخیں مار کر بھاگنا خطرناک سمجھتا ہوں۔ ایسی حالت میں جنگل کے جانور عام طور پر بدحواس ہو کر حملہ کر دیتے ہیں۔“ پانچ چھ ہاتھیوں کا ریوڑ چنگھاڑتا اور جھاڑیوں کو روندتا ہوا ایک طرف بھاگ رہا تھا۔ جین نے کہا۔ ”مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو بلاوجہ پریشان کیا۔ لیکن جو ہاتھی میں نے دیکھا تھا وہ بہت ہی بڑا تھا۔“ انور علی نے کہا ”جنگل میں ہر ہاتھی پہلی بار بہت بڑا نظر آتا ہے۔ چلیے آپ کا کھانا تیار ہے۔“

میسور کی حدود میں داخل ہونے کے بعد جین یہ محسوس کر رہی تھی کہ ماضی کے تاریک سائے اب اس کا پیچھا چھوڑ چکے ہیں۔ اب اس کے آگے گھنے جنگلوں کے دشوار گزار راستوں کی بجائے کشادہ سڑکیں تھیں۔ میسور کی پہلی چوکی سے انور علی نے اس کے لیے ایک بیل گاڑی مہیا کر دی تھی اور کرشنا گری سے آگے وہ ایک آرام دہ پالکی میں سفر کر رہی تھی۔ وہ گھبراہٹ اور پریشانی جو اس نے پانڈی سے ایک اجنبی کے ساتھ روانہ ہوتے وقت محسوس کی تھی اب دور ہو چکی تھی اور وہ ایسا محسوس کرتی تھی کہ انور علی کو وہ مدتوں سے جانتی ہے۔ ابتدائی منازل میں وہ بار بار اس سے اس قسم کے سوالات کیا کرتی تھی کہ اب سرنگا پٹم کتنی دور ہے.......... ہم کتنے میل آ چکے ہیں اور کتنے میل باقی ہیں.......... ابھی ہمیں کتنی پہاڑیاں، کتنے دریا اور کتنے جنگل عبور کرنے ہیں.......... اب راستے میں ہمیں خطرناک درندوں کے حملے کا خطرہ تو نہیں؟ لیکن اب اس

کے لیے صرف اتنا جاننا کافی تھا کہ وہ سفر کر رہی ہے اور انور علی اس کے ساتھ ہے۔

پھر ایک دن دوپہر کے وقت وہ ایک بلند چوٹی سے چند قدم دور رکے۔ تھکے ہوئے کہاروں نے انور علی کا اشارہ پا کر جین کی پالکی زمین پر رکھ دی اور پگڈنڈی کے پاس درختوں کے سائے میں بیٹھ گئے۔ انور علی اپنے گھوڑے سے اترا اور لگام دلاور خاں کے ہاتھ میں دے کر جین کی طرف متوجہ ہوا۔

''ہمارا سفر ختم ہونے والا ہے' آپ اس ٹیلے کی چوٹی سے سرنگا پٹم کی پہلی جھلک دیکھ سکیں گی۔''

www.magfunpk.com

جین پالکی سے اتری اور کسی توقف کے بغیر تیزی سے ٹیلے کی چوٹی کی طرف بڑھی۔ چند قدم چلنے کے بعد اس نے مڑ کر انور علی کی طرف دیکھا اور کہا۔ ”آپ نہیں آئیں گے؟“

”اچھا آتا ہوں۔“ انور علی آگے بڑھا اور جین کے قریب پہنچ کر بولا۔ ”سرنگا پٹم دیکھنے کے لیے مجھے اس ٹیلے کی چوٹی پر پہنچنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس شہر کے مناظر ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔“

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی چوٹی پر کھڑے تھے اور جین دم بخود ہو کر سرنگا پٹم کے دلفریب مناظر دیکھ رہی تھی...... ٹیلے سے نیچے کوئی دو میل دور دریائے کاویری بہہ رہا تھا اور بلند فصیل کے برج، شاہی محل کے کنگرے اور مسجد کے گنبد اور مینار دکھائی دے رہے تھے۔

www.magfunpk.com

انور علی نے کہا۔ ''سرنگا پٹم ایک جزیرہ ہے اور دریا کی ایک شاخ اس کی دوسری طرف ہے۔''

جین کے ہونٹوں پر ایک دلفریب تبسم تھا اور اس کی آنکھوں میں امید کے چراغ روشن تھے۔ وہ کہہ رہی تھی ''یہ میری آخری جائے پناہ ہے۔ یہ میرے سپنوں کی جنت ہے۔ آپ نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے۔ مجھے اظہار تشکر کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ میں ایک بات پر بہت نادم ہوں۔ مجھے اپنا کوئی راز آپ سے نہیں چھپانا چاہیے تھا' لیکن میں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ لیمرٹ...... میرا مطلب ہے لیگرانڈ سے میری شادی نہیں ہوئی۔''

انور علی مسکرایا۔ ''آپ نے میری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ لیگرانڈ میرا دوست ہے اور وہ مجھے اپنی تمام سرگزشت سنا چکا تھا۔''

www.magfunpk.com

جین نے کہا۔ ”موسیو! آپ برا نہ مانیں تو۔ میں بچپن میں اس ملک کے انسانوں کے متعلق عجیب وغریب باتیں سنا کرتی تھی۔“

”آپ نے سنا ہوگا کہ ہم وحشی ہیں اور ہم انسانیت کا کوئی احترام نہیں کرتے۔“

”ہاں اور یہ بھی کہ اس ملک کے لوگوں کی شکلیں بہت خوفناک ہوتی ہیں۔ پانڈی چری کی بندرگاہ پر آپ کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس ملک کے باشندے ہیں تاہم آپ کے ساتھ چلتے وقت مجھے خوف محسوس ہوتا تھا۔ اگر پولیس کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ کے ساتھ سفر کرنے پر کبھی رضامند نہ ہوتی۔ پانڈی چری سے نکلتے وقت مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ آپ کسی جنگل یا صحرا میں پہنچ کر میرا گلا گھونٹ ڈالیں گے۔“

www.magrunpk.com

''اور اب؟'' جین مسکرائی۔ ''اب تو میں دنیا کے آخری کونے تک آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔'' انور علی نے سرنگا پٹم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ میری دنیا کا آخری کونہ ہے اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ وہاں پہنچ کر آپ یہ دیکھیں کہ زندگی کی تمام راحتیں آپ کا انتظار کر رہی ہیں..... میری والدہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کی شادی نہیں ہوتی آپ ہمارے گھر میں رہیں۔ مجھے شاید وہاں پہنچتے ہی کسی محاذ پر بھیج دیا جائے گا اور میرا چھوٹا بھائی بھی شاید زیادہ عرصے گھر نہ رہ سکے۔ ہماری غیر حاضری کے دوران میں آپ میری والدہ کی دلجوئی کرسکیں گی..... مجھے یقین ہے کہ لیگر انڈ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

www.magfunpk.com

جین کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ اس نے کہا ''اگر میں آپ کی دعوت قبول نہ کروں تو یہ ناشکرگزاری ہو گی۔ اگر آپ دعوت نہ دیتے تو بھی سرنگا پٹم میں میرے لیے آپ کا سہارا لینے کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ آپ کا گھر کس طرف ہے؟'' انور علی نے شہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ ان درختوں کے پیچھے ہے لیکن آپ یہاں سے نہیں دیکھ سکیں گی۔ اب چلیے!'' انور علی یہ کہہ کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا اور جین اس کے پیچھے چل پڑی۔ چند منٹ بعد وہ اپنی پالکی پر سوار ہو رہی تھی۔

غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے فرحت اور مراد علی مکان کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ منور خاں ایک صندوقچہ اٹھائے بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ”بی بی جی! انور علی صاحب آ گئے ہیں۔ دلاور خاں بھی آ گیا ہے۔ وہ ایک میم کو بھی ساتھ لے آئے ہیں۔“

مراد علی اپنی کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر زینے کی طرف بڑھا۔ نیچے اتر کر صحن میں داخل ہوتے ہی اسے انور علی اور جین دکھائی دیے اور وہ بھاگ کر بے اختیار اپنے بھائی سے لپٹ گیا۔ فرحت برآمدے میں نمودار ہوئی۔ انور علی نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سلام کرنے کے بعد کہا۔ ”امی جان! میرے ساتھ ایک مہمان ہے۔“

www.magfunpk.com

"فرحت نے کہا آؤ بیٹی ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔" انور علی نے فرانسیسی زبان میں کہا۔ "امی جان آپ کا خیر مقدم کرتی ہیں۔"
جین مغربی آداب کے مطابق جھک گئی اور فرحت نے شفقت سے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیے۔ اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ جین کا تعارف کرانے کے بعد انور علی نے پوچھا "لیگرانڈ کہاں ہے؟" مراد علی نے جواب دیا۔ "بھائی جان وہ فوج میں بھرتی ہونے کے چند دن بعد اپنے کیمپ میں چلا گیا تھا۔ وہ ہر روز ان کے متعلق پوچھنے کے لیے آتا ہے اور جب سے اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ موسیو لالی کی رجمنٹ سرنگا پٹم سے کوچ کرنے والی ہے وہ بہت زیادہ بے چین رہتا ہے' میں اسے ابھی اطلاع دیتا ہوں۔"

www.magfunpk.com

”ٹھہرو! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، مجھے سپہ سالار کی خدمت میں حاضری دینی ہے۔ لیکن نہیں، تم یہیں ٹھہرو۔ امی جان کو ان کے ساتھ باتیں کرنے کے لیے ایک مترجم کی ضرورت پڑے گی۔ میں لیگرانڈ کو بھیج دوں گا۔“ ماں نے کہا۔ ”بیٹا لباس تبدیل نہیں کرو گے؟“

”امی جان میں جو فالتو جوڑے لایا تھا وہ اس سے زیادہ میلے ہو چکے ہیں۔ راستے میں انہیں دھلوانے کا موقع نہیں ملا۔“

ماں نے کہا ”تم جو کپڑے یہاں چھوڑ گئے تھے وہ سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔“

چند منٹ بعد انور علی فوجی مستقر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور فرحت ایک کمرے میں مراد علی کو اپنا ترجمان بنا کر جین کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ قریباً ایک گھنٹہ بعد جین اور لیگرانڈ انور علی کے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور جین اسے ماریشس سے لے کر سرنگا پٹم تک کے سفر کے واقعات سنا رہی تھی۔ جین کی سرگزشت سننے کے بعد لیگرانڈ نے کہا ''جین ماریشس سے روانہ ہونے کے بعد میری زندگی کا کوئی لمحہ تمہاری یاد سے خالی نہ تھا۔ آج میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ میری نئی زندگی کا پہلا دن ہے میں میسور کی فوج میں بھرتی ہو چکا ہوں ...... اور دو چار دن بعد ہمارا دستہ یہاں سے کوچ کر رہا ہے .... انور علی چاہتا ہے کہ کہ تم ہماری شادی تک اس کی والدہ کے پاس رہو' لیکن اگر تمہیں ان کے ہاں رہنا پسند نہ ہو تو یہاں تمہارے لیے کسی علیحدہ مکان کا بندوبست ہو سکتا ہے۔''

www.magfun.pk.com

جین نے جواب دیا ”میں ان کی دعوت قبول کر چکی ہوں۔ آپ کو میرے متعلق فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔“

”اگر جنگ نہ چھڑ گئی تو میں واپس آ جاؤں گا اور پھر میری پہلی درخواست یہ ہوگی کہ ہمیں کسی تاخیر کے بغیر شادی کر لینی چاہئے۔“

جین نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیا۔ ”لیگرانڈ ابھی مجھے اس مسئلہ کے متعلق سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ ہمیں کسی اچھے وقت کا انتظار کرنا چاہئے۔“

تھوڑی دیر بعد وہ انور اور مراد کے ساتھ ایک میز پر کھانا کھا رہے تھے۔ جین کا سفر ان کی گفتگو کا موضوع تھا۔ کھانا کھانے کے بعد جین بظاہر ان کی باتوں میں دل چسپی لینے کی کوشش کر رہی تھی لیکن تھکاوٹ اور نیند کے باعث اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

www.magfunpk.com

لیگرانڈ نے کہا۔ ''تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟''

''میں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہی ہوں۔'' اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ''تو تمہیں آرام کرنا چاہئے۔''

جین اٹھ کر کھڑی ہوگئی اور انور علی نے کہا ''مراد جاؤ انہیں امی جان کے پاس لے جاؤ۔''

وہ کمرے سے باہر نکل گئے اور انور علی لیگرانڈ کی طرف متوجہ ہوا۔

''تم نے اپنی شادی کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟''

www.magfunpk.com

''ہم نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہماری بٹالین چار دن بعد یہاں سے کوچ کر رہی ہے۔ ان حالات میں شادی کے متعلق ہم کیا سوچ سکتے ہیں؟''

''میں موسیو لالی سے کہوں گا کہ وہ تمہاری شادی کے لیے بہت جلد چھٹی دے دیں۔ تمہیں جین کے متعلق پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ امی جان تمہاری غیر حاضری میں اس کا خیال رکھیں گی مجھے صرف ایک ہفتہ کیلئے یہاں ٹھہرنے کی چھٹی ملی ہے۔ اس کے بعد مجھے ملیبار یا شمالی سرحد کے کسی قلعے کی حفاظت پر متعین کر دیا جائے گا۔''

www.magfunpk.com

لیگرانڈ نے پوچھا ’’آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنی جگہ کسی دوسرے افسر کی آمد کا انتظار کیے بغیر پانڈی چری سے آ گئے تھے۔ سپہ سالار اس کی بات پر خفا تو نہیں ہوئے؟‘‘

وہ بہت خفا ہوئے تھے لیکن میں تمہاری اور جین کی سرگزشت سنا کر ان کا غصہ دور کر دیا تھا۔ مجھے رخصت کرتے وقت انہوں نے کہا تھا۔ ’’انور علی، میں تم سے بہت خفا ہوں۔ میں اپنے کسی افسر سے ایسی کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر تم اس بے بس لڑکی کی مدد سے کوتاہی کرتے تو میں تم سے بہت زیادہ خفا ہوتا...... تم نے میسور کے سپاہی کی مدد کی اور میں تمہیں شاباش کا مستحق سمجھتا ہوں۔‘‘

www.magfunpk.com

لیگرانڈ نے کہا۔''اب آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے مجھے اجازت دیجئے میں کل ملوں گا۔'' انور علی نے کہا ''چلو میں تم کو دروازے تک چھوڑ آؤں۔''

تھوڑی دیر بعد وہ ڈیوڑھی سے باہر کھڑے تھے لیگرانڈ نے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ''موسیو میں آپ کا شکرگزار ہوں۔'' انور علی نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے چاند کی روشنی میں اسکی طرف دیکھا لیگرانڈ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ وہ بولا ''لیگرانڈ تم میرے دوست ہو.........اور میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔''

www.magfunpk.com

بلقیس اپنی بیٹیوں اور گاؤں کی چند عورتوں کے ساتھ مکان کے ایک کشادہ کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی' خادمہ نے چلمن اٹھا کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

''بی بی جی خان صاحب آپ کو بلاتے ہیں'' بلقیس اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی اور خادمہ نے ڈیوڑھی کے پاس ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''خان صاحب وہاں ہیں اور ان کے ساتھ ایک مہمان بھی ہے۔''

بلقیس کشادہ صحن عبور کرنے کے بعد کمرے کے دروازے کے قریب رکی اور ایک ثانیہ اندر جھانکنے کے بعد پریشان سی ہو کر ایک طرف ہٹ گئی۔ کمرے سے اکبر خان کی آواز سنائی دی'' بلقیس اندر آؤ' یہ مراد علی ہے۔''

www.magfunpk.com

بلقیس کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا اور وہ اپنے دل میں خوش گوار دھڑکنیں محسوس کرتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ مراد علی، چچی جان، السلام علیکم!" کہہ کر اپنی کرسی سے اٹھا اور مودب کھڑا ہو گیا کوشش کے باوجود بلقیس اپنے منہ سے کچھ نہ کہہ سکی اور اس نے ایک لمحہ توقف کے بعد آگے بڑھ کر اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ مراد علی کے سر پر رکھ دیے۔ اچانک اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے اور اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا "مراد تم اکیلے ہو؟"

"ہاں چچی جان، بھائی جان انور علی گھر سے باہر تھے اور انہیں چھٹی نہیں مل سکی۔" بلقیس نے کہا "میرا خیال تھا تمہاری امی جان ضرور آئیں گی۔"

www.magfunpk.com

''چچی جان وہ آنے کے لیے تیار تھیں لیکن ان کی صحت اس قابل نہ تھی کہ وہ اتنا طویل سفر کرسکتیں، وہ کہتی تھیں کہ جب شہباز کی شادی ہوگی تو میں ضرور آؤں گی۔'' اکبر خاں نے کہا' بلقیس بیٹھ جاؤ' اور وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ مراد علی بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک کمسن لڑکی بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی لیکن اچانک مراد علی کو دیکھ کر جھجکتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی اور اکبر خان کی کرسی کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

اکبر خان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ''ثمینہ! یہ تمہارے سرنگا پٹم والے بھیا مراد علی ہیں۔ وہ اتنی دور سے تمہیں دیکھنے آئے ہیں اور تم نے انھیں سلام بھی نہیں کیا!''

www.magfunpk.com

ثمینہ کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں اور وہ ''بھائی جان السلام علیکم'' کہہ کر پورے انہماک کے ساتھ مراد علی کی طرف دیکھنے لگی۔

پھر وہ جھجکتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی اور باہر نکل کر پوری رفتار سے بھاگنے لگی۔ آن کی آن میں وہ صحن عبور کرنے کے بعد ایک اور کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کی بڑی بہن تنویر اپنی سہیلیوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ ثمینہ ہانپتی ہوئی آگے بڑھی اور بے اختیار اس کے ساتھ لپٹ گئی۔ اس نے اپنا منہ تنویر کے کان سے لگا دیا تنویر نے اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

''پگلی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا' انسانوں کی طرح بات کرو۔'' لیکن ثمینہ دوبارہ اس کے ساتھ لپٹ گئی اور سرگوشی کے انداز میں بولی

''آپا جان' وہ آگئے ہیں۔''

www.magfunpk.com

"کون آ گئے ہیں؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔ دوسری بولی۔ "ارے ثمینہ یہ کہہ رہی ہے کہ برات والے آ گئے ہیں۔" کمرہ تنویر کی سہیلیوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا اور وہ لہو کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ ایک لڑکی نے ثمینہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "ارے ثمینہ سچ بتاؤ کون آیا ہے؟" لیکن ثمینہ نے جھٹک کر اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور تنویر کی طرف متوجہ ہو کر پوری قوت سے چلائی "آپا جان سرنگا پٹم والے بھائی جان مراد علی آ گئے ہیں۔" تنویر اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی اور اس نے ثمینہ کو بازو سے پکڑ کر قریب بٹھایا۔ دوسرے کمرے میں اکبر خاں اور بلقیس کچھ دیر مراد علی سے باتیں کرتے رہے بالآخر اکبر خاں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ذرا باہر مہمانوں کو دیکھوں۔" بلقیس نے کہا "آپ ماموں جان کو دیوان خانے میں بھیج دیں۔ وہ بڑی بے تابی سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔"

اکبرخاں نے جواب دیا ''ماموں جان کے ساتھ آتے ہی ان کی ملاقات ہوگئی تھی۔'' مراد علی نے کہا ''چچا جان! بھائی شہباز کہاں ہیں؟'' وہ باہر خیمے نصب کروا رہا ہے۔ میں ابھی بھیجتا ہوں؟ مراد علی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''چچا جان میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔'' پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازے کے پاس پڑی ہوئی ریشمی کپڑے کی ایک گٹھڑی اٹھائی اور بلقیس کے قریب ایک کرسی پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''چچی جان، امی جان نے یہ کچھ چیزیں بھیجی ہیں۔'' اکبرخان نے کہا ''دیکھو بیٹا یہ گٹھڑی تمہیں اسی طرح واپس لے جانی پڑے گی، میں نے بار بار ان سے تاکید کی تھی کہ وہ کوئی تکلیف نہ کریں۔''

مراد علی نے کہا ''انہوں نے آپ کیلئے کوئی تکلیف نہیں کی۔ چچا جان وہ یہ کہتی تھیں کہ تنویر اور ثمینہ مجھے اپنے بچوں سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ یہ بھی جانتی ہیں کہ خدا نے آپ کو سب کچھ دے رکھا ہے لیکن آپ نے اپنی بچیوں کے لیے ان کے تحائف قبول نہ کیے تو انہیں بہت تکلیف ہو گی۔ آپ ہمیں یہ احساس نہ دلائیں کہ ابا جان کی وفات کے بعد ہم کسی قابل نہیں رہے۔''

مراد علی کے یہ الفاظ ایک نشتر کی طرح اکبر خاں کے دل میں اتر گئے اور اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''بیٹا یہ نہ کہو' تمہاری طرف سے ایک چیتھڑا بھی میرے نزدیک دنیا بھر کے خزانوں سے زیادہ قیمت رکھتا ہے۔''

www.magfunpk.com

وہ باہر نکل گئے اور بلقیس نے قدرے تذبذب کے بعد گٹھڑی کھولی۔ گٹھڑی سے ریشم اور زرتار کے چند جوڑوں کے علاوہ صندل کی ایک چھوٹی سی صندوقچی برآمد ہوئی۔ بلقیس نے صندوقچی کا ڈھکنا اٹھایا تو اس کے اندر موتیوں کے ہار، طلائی کنگن اور بالیاں تھیں جن میں ہیرے جڑے ہوئے جگمگا رہے تھے۔ صندوقچی میں زیورات کے علاوہ فرحت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ بھی تھا جس کا مضمون یہ تھا:

”میری پیاری بہن!

مجھے امید ہے کہ آپ معمولی تحائف قبول فرمائیں گی۔ زرتار کا جوڑا ننھی ثمینہ کیلئے ہے۔ باقی تمام تنویر کیلئے۔ خدا معلوم میں کب تک زندہ رہوں۔ اس لیے میں دونوں بہنوں کے لیے چند زیورات بھیجے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں بذاتِ خود اس خوشی میں شریک نہیں ہو سکی۔ لیکن میری دعائیں ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں۔“

تمہاری بہن۔

ثمینہ کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے کہا ''امی جان وہ کہاں گئے؟'' بلقیس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ''وہ باہر گئے ہیں بیٹی۔''

ثمینہ نے صندوقچی میں ہاتھ ڈال کر موتیوں کا ایک ہار نکالتے ہوئے پوچھا ''امی جان یہ آپا کے لیے ہے؟''

ہاں بیٹی' یہ تمہارا سرنگا پٹم والا بھائی لایا اور وہ تمہارے لیے بھی بہت سے زیورات لایا ہے' دیکھو......!''

''اور میرے لیے کپڑے بھی لایا ہے؟''

''ہاں!''

''ہار بھی؟''

''ہاں! وہ تمہارے لیے کنگن' بالیاں اور انگوٹھیاں بھی لایا ہے''۔

www.magfun.pk.com

ثمینہ نے شکایت کے لہجے میں کہا۔ ''لیکن شہباز بھیا میرے لیے کبھی کوئی چیز نہیں لاتے۔ الٹا مجھے ڈانٹا کرتے ہیں۔ اب اگر انہوں نے مجھے کچھ کہا تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔ ''تم کہاں جاؤ گی؟'' بلقیس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ''میں سرنگاپٹم چلی جاؤں گی۔'' یہ کہتے ہوئے ثمینہ نے موتیوں کا ہار اپنے گلے میں ڈال لیا۔ بلقیس نے کہا ''اگر سرنگاپٹم میں کسی نے ڈانٹ دیا تو؟''

''تو پھر میں وہاں بھی نہیں رہوں گی۔ میں ادھونی والی خالہ کے پاس چلی جاؤں گی۔'' بلقیس نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا ''لیکن اگر انہوں نے نہ آنے دیا تو؟''

''واہ جی وہ کیسے نہیں آنے دیں گے' میں ان کے برتن توڑ ڈالوں گی۔ میں یہ کہوں گی میں چھت پر چڑھ کر چھلانگ لگ دوں گی اور وہ ہاتھ جوڑ کر مجھے رخصت کریں گے۔

www.magfunpk.com

اکبر خان کے بستی میں پہنچنے کے چند گھنٹے بعد مراد علی کے دل سے اجنبیت کا احساس دور ہو چکا تھا۔ وہاں ایسے لوگ موجود تھے۔ جن کے دل پر اس کے باپ کی یاد نقش تھی یہ لوگ اپنے بچوں کو اپنے ماضی کی جو داستانیں سنایا کرتے تھے۔ ان میں روہیلہ سورماؤں کے ساتھ معظم علی کا ذکر بھی آتا تھا۔ اس کی شکل و صورت اور اس کی جرأت و مردانگی ان لوگوں کی کہانیوں اور گیتوں کا مستقل موضوع بن چکی تھی اور جب انہوں نے اکبر خان کی زبانی اس کی شہادت کی خبر سنی تھی تو انہوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ ان کا ایک عزیز ترین دوست دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کے لیے معظم علی کے بیٹے کی آمد کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جوان، بچے اور بوڑھے مراد علی کے راستے میں آنکھیں بچھاتے تھے۔ وہ گھر سے باہر نکلتا تو عقیدت مندوں کا ایک ہجوم اس کے گرد جمع ہو جاتا۔ جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ کو دیکھا تھا وہ کہتے تھے اس کی صورت اس کی چال، اس کی گفتگو اپنے باپ جیسی ہے۔

www.magfunpk.com

اکبر خان کا بیٹا شہباز خان اس کے ساتھ پہلی ملاقات میں ہی بے تکلف ہو چکا تھا۔ وہ ایک قوی ہیکل اور خوش وضع نوجوان تھا اور سردار کا بیٹا ہونے کے باعث اسے قبیلے کے لوگوں میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آس پاس کی تمام بستیوں میں وہ ایک بہترین سوار اور نشانہ باز جانا جاتا تھا، لیکن اس کی یہ خوبیاں مراد علی کو متاثر کرنے کے لیے کافی نہ تھیں۔ وہ پہلی ملاقات میں ہی اپنی ذہانت اور تعلیمی قابلیت کا اس پر کوئی اچھا اثر نہ ڈال سکا۔ اس نے مراد علی سے متعارف ہوتے ہی پہلے اسے مکان کے مردانہ حصے میں وہ کمرہ دکھایا جہاں اس نے اپنے شکار کیے ہوئے شیروں اور چیتوں کی کھالیں جمع کر رکھی تھیں۔ پھر اچھی نسل کے گھوڑوں کے متعلق بات چل نکلی اور وہ اسے اپنے اصطبل میں لے گیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب گاؤں کے لوگ مراد علی کی طرف متوجہ ہونے لگے تو شہباز کا احساس برتری آہستہ آہستہ کم ہونے لگا۔

www.magfun.pk.com

اگلے دن مراد علی بستی کی ہر محفل کا موضوع بن چکا تھا۔ عام حالات میں شہباز خان کو اپنے ایک مہمان کی آؤ بھگت پر خوش ہونا چاہیے تھا لیکن اسے اپنی چھوٹی سی سلطنت میں کسی اور بادشاہ کی دخل اندازی پسند نہ تھی۔ ایک اچھا سوار، ایک بہترین نشانہ باز، ایک نڈر شکاری اور ایک کامیاب زمیندار ہونے کے علاوہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا اطمینان یہ تھا کہ قبیلے میں اپنے باپ کے بعد اسے انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن اب وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ کمسن لڑکا اس بستی میں پاؤں رکھتے ہی ہر محفل کا چراغ بن چکا ہے۔ اسے زیادہ الجھن اس وقت ہوئی جب مراد علی شیخ فخر الدین کے ساتھ میسور، دکن، پونا اور کرناٹک کے سیاسی حالات پر بحث کر رہا تھا اور اس کا باپ بھی انتہائی انہماک سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

www.magfunpk.com

اس محفل کے برخاست ہونے کے بعد جب اسے تنہائی میں مراد علی سے باتیں کرنے کا موقع ملا تو اس نے کہا۔

''مراد علی تم بہت خوش قسمت ہو کہ اس عمر میں اتنا سیکھ چکے ہو مجھے افسوس ہے کہ میری تعلیم بالکل ادھوری رہ گئی۔ مجھے صرف گاؤں کے مولوی نے چند کتابیں پڑھائی تھیں امی جان مجھے حیدر آباد بھیجنا چاہتی تھیں۔ لیکن میں گھر چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ ابا جان بھی اس پر خوش نہ تھے کہ میں حیدر آباد جاؤں۔ پھر جب میں بڑا ہوا تو خالو جان نے یہاں آ کر کئی بار اصرار کیا کہ میں ادھونی کی فوج میں شامل ہو جاؤں۔ وہ یہ کہتے تھے کہ میں بہت جلد ترقی کر جاؤں گا لیکن ابا جان ادھونی کی فوج کا نام تک سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ الٹا خالو کو سمجھایا کرتے ہیں کہ تم اپنے لڑکے کو سپاہی بنانے کی بجائے کسی اچھے کام پر لگاؤ۔ اب میرے خالو کا لڑکے ہاشم بیگ دو سو سواروں کا سردار بن چکا ہے اور میں یہیں

www.magripak.com

ہوں۔ خالو جان جب بھی آتے ہیں ابا جان سے یہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنے لڑکے پر ظلم کیا ہے' اگر یہ فوج میں ہوتا تو ادھونی کے تمام نوجوانوں سے آگے نکل جاتا۔''

مراد علی نے کہا۔ ''آپ کو سپاہی بننے کا شوق ہے؟''

شہباز نے جواب دیا ''مجھے گھوڑا دوڑانے اور شکار کھیلنے کے سوا کسی چیز کا شوق نہیں۔ لیکن ادھونی سے جب بھی ہمارا کوئی رشتہ دار آتا ہے تو وہ پہلا سوال یہ ہی پوچھتا ہے کہ تم فوج میں بھرتی کیوں نہیں ہوتے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھے بزدلی کا طعنہ دے رہا ہے۔''

www.magfunpk.com

مراد علی مسکرایا۔ ''ادھونی کی فوج میں بھرتی ہونے سے کوئی آدمی بہادر نہیں بن جاتا۔ بہادر صرف وہ ہوتے ہیں جو کسی مقصد کے لیے لڑتے ہیں۔ چچا جان برسوں سے ایک سپاہی کا لباس اتار چکے ہیں لیکن ادھونی یا حیدر آباد کا کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ان سے زیادہ بہادر ہے۔''

شہباز خان نے قدرے مطمئن ہو کر کہا۔ ''میرا خیال تھا کہ میرے متعلق ہاشم بیگ کی طرح تمہاری رائے بھی شاید یہ ہی ہو کہ میں اپنی کاہلی کی وجہ سے فوج میں شامل نہیں ہوا۔'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''نہیں بھائی جان! میں آپ کے متعلق کبھی بری رائے قائم نہیں کر سکتا اور کبھی اگر ہاشم بیگ نے یہ سوچا کہ اس نے کن مقاصد کے لیے تلوار اٹھائی ہے تو اسے آپ کی بستی کے ایک معمولی کسان کی زندگی بھی قابل رشک نظر

www.magfunpk.com

آ ئے گی۔ اگر مجھ سے کوئی یہ کہے کہ تم ادھونی کی فوج کا سپہ سالار بننا چاہتے ہو یا میسور کی کسی بستی میں ایک گمنام کسان کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو میں کسان کی زندگی کو ترجیح دوں گا۔“

شہباز خان کو مراد علی کی یہ بات پسند نہ آئی۔ تاہم وہ اس بات پر ایک طرح کا اطمینان محسوس کر رہا تھا کہ معظم علی کا بیٹا اسے فوج کا کوئی بڑا عہدے دار ہونے کے باوجود قابل احترام سمجھتا ہے۔ مراد علی تنویر کی آمد سے پانچ دن قبل وہاں پہنچا تھا اور یہ پانچ دن اس کے لیے زندگی کا ناقابل فراموش حصہ بن چکے تھے۔ گھر میں ننھی ثمینہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتی تھی۔ تنویر اس سے پردہ کرتی تھی لیکن بلقیس جو جب بھی کبھی فرصت ملتی، وہ اسے اپنے پاس بلا لیتی اور گزرے وقتوں کی باتیں شروع کر دیتی۔ ایک صبح تنویر دو سہیلیوں کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ثمینہ کمرے میں داخل ہوئی۔ تنویر نے ایک شرارت آمیز تبسم کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

www.magfunpk.com

’’ثمینہ یہ کہتی ہے کے تمہارے سرنگا پٹم والے بھائی کی ناک چپٹی ہے۔‘‘

’’کون کہتی ہے؟‘‘ثمینہ نے غضبناک ہوکر پوچھا۔’’میں کہتی ہوں۔‘‘

’’ثمینہ کی سہیلی نے جواب دیا اور میں یہ بھی کہتی ہوں کہ وہ گنجا بھی ہے۔‘‘دوسری سہیلی نے کہا۔

’’ارے میں نے بھی اسے دیکھا ہے اس کا رنگ بالکل سیاہ ہے۔‘‘

''ٹھہرو!'' ثمینہ نے منہ بسورتے ہوئے چلمن اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ تنویر نے کہا ''اب یہ امی جان سے ہماری شکایت کرے گی۔''

چند منٹ بعد تنویر کی ایک سہیلی نے صحن کی طرف دیکھا اور بدحواس ہو کر کہا۔ ''ارے تنویر غضب خدا کا وہ چڑیل اسے اس طرف لا رہی ہے۔''

تنویر نے چلمن کی اوٹ سے صحن کی طرف دیکھا۔ ثمینہ مراد علی کا ہاتھ پکڑے دروازے کے قریب پہنچ چکی تھی اور اسے کہہ رہی تھی

''بھائی جان میں نے جھوٹ بولا تھا۔ آپ کو امی جان نے نہیں بلایا تھا۔ آپ تھوڑی دیر یہاں ٹھہریں میں ابھی آتی ہوں۔'' مراد علی ....

کو تذبذب اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر وہ کمرے میں داخل ہوئی اور بولی اب اچھی طرح دیکھ لو۔ تنویر نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن دبوچ لی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھتے ہوئے کہا' ثمینہ خدا کے لیے شرم کرو۔ جاؤ انہیں لے جاؤ ورنہ میں بری طرح پیٹوں گی۔''

www.magfunpk.com

تنویر کی سہیلی نے کہا۔ ''جاؤ ثمینہ یہ تو تمہیں چھیڑ رہی تھیں۔ تمہارا بھائی تو بہت خوش شکل ہے۔'' ثمینہ تنویر کے ہاتھوں کی گرفت سے آزاد ہو کر بولی۔

''آپ پھر تو نہیں کہیں گی کہ ان کی ناک چپٹی ہے؟''

''خدا کی قسم بالکل نہیں۔'' ثمینہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کمرے سے باہر نکلی اور مراد علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے بولی۔ ''آیئے بھائی جان!''

''کیا بات تھی ثمینہ؟'' اس نے صحن سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

www.magfunpk.com

”کچھ نہیں بھائی جان‘ وہ مذاق کر رہی تھیں۔“

”کون مذاق کر رہی تھیں؟“

”آپا جان کی سہیلیاں۔“

”کس کے ساتھ؟“

”میرے ساتھ“...... ”لیکن تم نے مجھے یہ کیوں کہا تھا کہ امی جان آپ کو بلاتی ہیں؟“

”اس لیے کہ وہ آپ کو اچھی طرح دیکھ لیں۔“

”کون؟“ ”وہی جو کہتی ہیں کہ آپ کی ناک چپٹی ہے۔“

”کون کہتی ہیں؟“

”آپا جان کی سہیلیاں۔“ مراد علی نے اپنی پریشانی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”تمھارا خیال کیا ہے کہ میری ناک چپٹی نہیں؟“ ثمینہ نے رُک کر غور سے اس کی طرف دیکھا اور ہنستے ہوئے بولی ”بالکل نہیں“۔

اکبر خان کی تیاریوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ادھونی کی برات بڑی دھوم دھام سے آنے والی ہے۔ مکان سے باہر ایک کھلے میدان میں خیمے اور شامیانے نصب کیے جا رہے تھے۔ اکبر خان اور شہباز دن بھر شادی کی انتظامات میں مصروف رہتے تھے۔ مراد علی کو بیکار بیٹھنا پسند نہ تھا وہ ان کے کام میں ہاتھ بٹانے کی کوشش کرتا۔ لیکن بستی کے لوگ مداخلت کرتے اور کہتے ''نہیں جی! آپ مہمان ہیں۔ ان کاموں کے لیے ہم موجود ہیں۔''

''اکبر خان کو نمائشی کاموں سے نفرت تھی لیکن ادھونی سے اسے اس قسم کے پیغامات مل چکے تھے کہ برات دھوم دھام سے آئے گی اور اسے اپنی سادگی کے باوجود کسی کی زبانی یہ سننا گوارا نہ تھا کہ اس نے اپنی بیٹی کی شادی پر بخل سے کام لیا ہے۔ چنانچہ مہمانوں کی آؤ بھگت کے

www.magfunpk.com

لیے وہ تمام وسائل جمع کرنے میں مصروف تھا۔ پانچوں روز اکبر خان کے قبیلے کے لوگ گاؤں سے باہر جمع ہو کر حیرت و استعجاب کے عالم میں برات کے شاہانہ ٹھاٹھ دیکھ رہے تھے۔ تیس ہاتھیوں پر دُلہا اور اس کے خاندان کے علاوہ اڈھونی کے بڑے بڑے امرا اور سلطنت کے اعلیٰ عہدیدار سوار تھے اور ان کے پیچھے ساز و سامان کی لدی ہوئی بیس گاڑیوں کے ساتھ پیادہ سپاہیوں' نوکروں اور خیمہ برداروں کا ایک ہجوم چلا آ رہا تھا۔ برات کے ساتھ کئی طائفے شہنائیاں بجا رہے تھے اور آتش بازوں کا ایک گروہ گولے اور ہوائیاں چھوڑ رہا تھا۔ مہمانوں کی مجموعی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی لیکن اکبر خان نے قریباً دو ہزار مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست کر رکھا تھا۔ مراد علی کو یہ معلوم تھا کہ دلہا کا باپ اڈھونی کے حکمران سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے لیے برات کی شان و شوکت غیر متوقع نہ تھی۔ تاہم یہ بات اس کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھی کہ

www.magfun.pk.com

مہمانوں کے ساتھ ادھونی کے چند باج گزار مرہٹہ سردار بھی تھے۔ اکبر خان اس کے قریب کھڑا فخرالدین سے انتہائی غصے کی حالت میں کہہ رہا تھا۔

”شیخ صاحب یہ لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ میری لڑکی کی بارات پر میری قوم کے بدترین دشمنوں کو بھی لے آئیں گے۔ مرزا طاہر بیگ کو مرہٹوں کے متعلق میرے جذبات کا علم تھا لیکن اس کے باوجود اس نے یہ حماقت کی ہے۔“ اور شیخ فخر الدین اسے سمجھا رہا تھا۔ ”بیٹا تم طاہر بیگ کو پیغام بھیج دیتے تو وہ یقیناً تمہارے جذبات کا احترام کرتا لیکن اب تمہیں حوصلے سے کام لینا چاہیے۔“

براتی اپنے گھوڑوں اور ہاتھیوں سے اتر کر وسیع شامیانے کے نیچے جمع ہو رہے تھے اور گاؤں کے لوگ ان کے گھوڑے اور ہاتھی سنبھالنے میں مصروف تھے۔ رات کے وقت کھانا کھلانے کے بعد مہمانوں کو ان کی حیثیت کے مطابق مختلف خیموں میں جگہ دے دی گئی۔ دلہا اور اس کے خاندان کے بعض افراد اور رادھونی کے چند معززین کو مکان کے مردانہ حصے میں ٹھہرایا گیا تھا۔ مراد علی دیر تک مہمانوں کی خاطر تواضع

www.magfunpk.com

میں مصروف رہا اور بالا آخر شامیانے کے نیچے پڑی ہوئی ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔ اچانک اسے شہباز خان کی آواز سنائی دی ''مراد علی! مراد علی!'' اور اس نے جلدی سے اُٹھ کر جواب دیا بھائی جان میں یہاں ہوں کیا بات ہے؟

شہباز نے اس کے قریب آ کر کہا۔ ''آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ چلیے آپ کو ابا جان بلا رہے ہیں۔'' مراد علی اس کے ساتھ چل دیا اور تھوڑی دیر بعد مکان کے مردانہ حصے کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے اندر شیخ فخر الدین بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اکبر خان اس کے قریب دوسری چارپائی پر بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اس نے مراد علی کو دیکھتے ہی کہا۔ ''بیٹا تم کہاں چلے گئے تھے؟''

www.maqfunpk.com

"چچا جان میں باہر شامیانے کے نیچے لیٹ گیا تھا۔" اکبر خان نے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے کہ آج میرے گھر کے اندر تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں۔"

"نہیں چچا جان، میرا خیال تھا کہ یہاں صرف مہمانوں کو ٹھہرنا چاہیے۔"

"میرے نزدیک کوئی مہمان تم سے بہتر نہیں۔ تم یہاں آرام کرو!" مراد علی کچھ کہے بغیر ایک بستر پر لیٹ گیا۔

اگلے روز اکبر خان کے گاؤں میں ایک میلے کا سا سماں تھا۔ مہمانوں کا ایک گروہ شامیانے کے نیچے جمع ہو کر قوالی سن رہا تھا۔ بعض مہمان اپنے خیموں کے اندر گپیں ہانک رہے تھے۔ اور بعض کھلے میدان میں جمع ہو کر نیزہ بازی اور نشانہ کے مقابلوں میں حصہ لے رہے تھے۔ دلہا اور اس کا باپ چند معززین کے ساتھ حویلی کی چار دیواری کے اندر ایک شامیانے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہاشم بیگ ایک خوش وضع نوجوان تھا اور دُولہے کے لباس میں ایک شہزادہ معلوم ہو رہا تھا' اس کے دائیں طرف شیخ فخر الدین اور اکبر خان اور بائیں طرف طاہر بیگ اور اس کے خاندان کے چند عمر رسیدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مراد علی ہاشم بیگ کے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ملک کے ماضی اور حال کے واقعات پر گفتگو ہو رہی تھی اور ادھوئی کے سیاست دان اور فوجی افسر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔

www.magfunpk.com

کسی نے سلطان ٹیپو کا ذکر چھیڑ دیا اور مراد علی اپنے دل میں ناخوشگوار دھڑکنیں محسوس کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں سلطان ٹیپو کی ذات کئی زبانوں کے زہر آلود تیروں کا ہدف بن چکی تھی۔ ادھونی کے ایک سردار نے کہا۔ ''ٹیپو اس **ملک** کا مغرور ترین آدمی ہے۔ وہ کسی کو اپنا ہم پلہ نہیں سمجھتا۔ وہ اپنے آپ کو حضور نظام الملک سے بھی بڑا سمجھتا ہے۔''

دوسرا بولا۔ ''ٹیپو اس **ملک** کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ وہ ہماری تہذیب اور روایات کا بدترین دشمن ہے۔ وہ اونچ اور نیچ کی تمیز مٹانا چاہتا ہے۔ اس کے دربار میں کورنش بجا لانے کی اور جھک کے سلام کرنے کی ممانعت ہے۔ وہ اپنے سامنے کسی ذلیل ترین آدمی کا بھی سر جھکا کر کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا وہ اسلام کی آڑ لے کر اس **ملک** کے شرفا کو ذلیلوں اور بھکاریوں کے ہاتھوں **ذلیل** کروانا چاہتا ہے۔ میسور میں ادنی

www.magfunpk.com

اور اعلیٰ کو ایک سطح پر لانے کا جو تجربہ اس نے شروع کیا ہے۔ اس کے نتائج اس ملک کے تمام حکمرانوں کے لیے بے حد خطرناک ہوں گے۔ اس نے اپنی رعایا کے ادنیٰ لوگوں میں ایک نیا احساس پیدا کر دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے عوام کسی نہ کسی دن میسور کے حالات سے ضرور متاثر ہوں گے۔ ہم یا تو انہیں اپنے مساوی درجہ دینے پر مجبور ہو جائیں گے یا ہمیں اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ان کے ساتھ ایک تباہ کن جنگ لڑنی پڑے گی۔‘‘

ادھونی کے ایک فوجی افسر نے کہا۔ ''ٹیپو جیسا بے تدبیر انسان ہمارے لیے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اس نے ساری دنیا کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے اور وہ جس طوفان کو مدت سے دعوت دے رہا ہے وہ بہت جلد میسور کی سرحدوں پر نمودار ہونے والا ہے۔ اس دفعہ ہم اور ہمارے انگریز اور مرہٹہ اتحادی پرانی غلطیوں کا اعادہ نہیں کریں گے۔ اب ہماری پہلی منزل سرنگا پٹم ہوگی۔''

ایک مرہٹہ سردار بولا۔ ''صاحبان ہمیں اس کی فوجی قوت سے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر ہم نے متحد ہو کر اس کے خلاف فوراً کاروائی نہیں کی تو چند سال بعد ہمیں پچھتانا پڑے گا۔ میسور کے وہ شرفا جو اپنی خاندانی عزت اور وقار بچانے کے لیے آج ہمارے ساتھ دینے پر آمادہ ہیں ایک ایک کر کے مغلوب ہوتی جائیں گیں۔ ٹیپو جسے بعض لوگ ایک بے تدبیر انسان سمجھتے ہیں' اپنی رعایا کی محبت خریدنا

www.magfunpk.com

چاہتا ہے۔ اس نے عوام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہزاروں گھرانے سرکاری زمینوں پر آباد کر دیے گئے ہیں۔ وہ بنجر علاقے جہاں اناج کا ایک دانہ پیدا نہیں ہوتا تھا اب لہلہاتے کھیت اور باغوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس نے لاکھوں انسانوں کو کنوئیں اور نہریں کھودنے اور سڑکیں بنوانے کے کام پر لگا دیا ہے۔ اس لیے یہ لوگ اسے اپنا دیوتا سمجھتے ہیں۔ اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو وہ دن دور نہیں، جب ہمیں میسور کی فوج اور میسور کی عوام کے متحدہ قوت کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔''

مرزا طاہر بیگ نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ ''جی، آپ اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے۔ آپ ہماری تیاریوں سے بے خبر نہیں ہو سکتے، ہم لوگ صرف حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔'' اکبر خان بے چینی کی حالت میں کرسی پر بیٹھا بار بار پہلو بدل رہا تھا اور شیخ فخر الدین بار بار اس کے کان میں کہہ رہا تھا۔

www.magfunpk.com

”نہیں بیٹا‘ حوصلے سے کام لو۔تمہیں اس معاملے میں زبان نہیں کھولنی چاہیے۔“مراد علی کا چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔وہ اچانک اٹھ کر چلایا۔”مرزا صاحب اگر حکم سے آپ کا مطلب انگریزوں کا حکم ہے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔مجھے افسوس ہے کہ میں اس محفل میں زبان کھول رہا ہوں۔آپ اس شخص کے مہمان ہیں جسے میں اپنا باپ سمجھتا ہوں۔لیکن آپ نے اس شخص کو موضوع بحث بنایا ہے جسے میں صرف میسور ہی نہیں بلکہ پورے ملک کی عزت اور آزادی کا آخری محافظ سمجھتا ہوں۔“

www.magrudpk.com

محفل پر ایک سناٹا چھا گیا۔ ادھونی کے مغرور امرا حیرت، پریشانی اور اضطراب کی حالت میں اس نوجوان کی طرف دیکھ رہے تھے جس کی مونچھوں کے بال ابھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ مراد علی کی نگاہیں ساری محفل کو دعوت مبازرت دے رہی تھیں۔ اس نے کہا۔ ''آپ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ آپ نے سلطان کو صرف ان چند لوگوں کی نگاہوں سے دیکھنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے حکومت کی کرسیوں پر بیٹھ کر صرف اپنے ہم جنسوں کو ذلیل کرنا سیکھا ہے۔ سلطان ٹیپو ایک حکمران ہے لیکن حکمران سے کہیں زیادہ وہ اپنے آپ کو انسان سمجھتا ہے اور اسے انسانیت کی تذلیل گوارا نہیں۔ اس نے زندگی کے آداب انسانیت کے اس عظیم ترین محسن سے سیکھے ہیں جس نے کالے اور گورے، ادنیٰ اور اعلیٰ کا فرق مٹایا تھا...... جس نے ایک حبشی غلام کو خاندان قریش کے دوش بدوش کھڑا کر دیا تھا۔

www.magfunpk.com

آپ کو یہ اعتراض ہے کہ سلطان ٹیپو ساری دنیا کے ساتھ قوت آزمائی کرنا چاہتا ہے' لیکن آپ اس بات سے بے خبر نہیں ہو سکتے کہ اس وقت بھی ان کے ایلچی پونا اور حیدر آباد کے حکمرانوں کو امن اور صلح کا پیغام دے رہے ہیں۔ آپ کو یہ شکوہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کے بھوکے اور ننگے انسانوں کو خوش حالی اور آسودگی کا راستہ سکھا کر ایسے معاشرے کی طرف ڈال رہا ہے جو اس ملک سے اونچ نیچ کا امتیاز مٹا دے گا۔ اور یہ آپ کے خلاف ایک سازش ہو گی لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ انسانیت کے ان دشمنوں کی سازش کا جواب ہے جنہوں نے اس ملک کے کروڑوں انسانوں کو صدیوں تک ان کے پیدائشی حقوق سے محروم رکھا ہے۔

www.magfunpk.com

آپ کو اپنے اور انگریز اور مرہٹہ ساتھیوں کی قوت پر ناز ہے لیکن میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اب میسور ان لوگوں کی شکار گاہ نہیں رہا جنہوں نے بھوکے، نادار اور بے بس انسانوں کو پاؤں تلے روندنا سیکھا ہے بلکہ ان لوگوں کا دفاعی حصار ہے جو عزت اور آزادی کی فضاء میں سانس لینا سیکھ چکے ہیں، وہاں آپ کا مقابلہ کسی ایسے حکمران نہیں ہو گا جس نے اپنی رعایا کی ہڈیوں پر عشرت کدے تعمیر کیے ہوں بلکہ ایک ایسے حکمران سے ہو گا جو اپنے خون اور پسینے سے اپنی رعایا کی پرورش کر رہا ہو ہے۔

میں اس ملک کے مستقبل کے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں کرسکتا۔لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ سلطان ٹیپو کی فتح انسانیت کی فتح ہوگی اور ان کی شکست حیدر آباد یا پونا کی افواج کی بجائے ان لٹیروں اور رہزنوں کی فتح ہوگی جو سات سمندر عبور کرنے کے بعد اس ملک کی عزت اور آزادی کے خلاف اعلان جنگ کر چکے ہیں۔آج آپ لوگ سلطان ٹیپو کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں لیکن خدانخواستہ اگر میسور میں ان کا پرچم سرنگوں ہوا تو وہ دن دور نہیں جب اس ملک کے تمام حکمران یہ کہیں گے کہ وہ مجاہد جس کا تاج اتار کر ہم نے انگریزوں کے قدموں میں ڈالا تھا' اس ملک کی آزادی کا آخری محافظ تھا۔

www.magfunpk.com

مراد علی نے اپنی تقریر ختم کی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا شامیانے کے باہر نکل گیا۔ محفل کا سکوت ٹوٹ چکا تھا اور حاضرین ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرنے کے بعد آہستہ آہستہ بلند آواز میں احتجاج کر رہے تھے۔ ''یہ کون تھا؟.........ٹیپو کا جاسوس یہاں کیسے آ گیا؟.........اس کی زبان نوچ ڈالنی چاہیے!'' اکبر خاں نے اپنی کرسی سے اٹھ کر کہا۔ ''آپ لوگ اس محفل میں اگر ٹیپو کو موضوع بحث نہ بناتے تو یہ ناخوشگوار صورت پیدا نہ ہوتی۔ مراد علی ٹیپو کا سپاہی ہے۔ اس کے والد اور اس کے دو بھائی ٹیپو کے جھنڈے تلے انگریزوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں۔ اس کے چچا اور اس کے دادا' اس کے ماموں اور اس کے نانا پلاسی کے میدان میں شہید ہوئے تھے۔ مجھے اس سے یہ توقع نہ تھی کہ کسی محفل کا خوف یا احترام اسے کوئی غلط بات سننے پر مجبور کرے گا۔ مجھے سرنگاپٹم' پونا یا حیدر آباد کی سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں اور

آپ حضرات سے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ لوگ یہاں اپنی جنگی قابلیت کا مظاہرہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ ایک شادی کی تقریب پر جمع ہوئے ہیں۔''

ادھونی کے ایک سردار نے کہا۔ ''لیکن اس نے ہماری توہین کی ہے۔ ہم کل کے بچے کی یہ زبان درازی برداشت نہیں کر سکتے۔'' ایک خوش پوش اور بارعب آدمی جو طاہر بیگ کے قریب بیٹھا ہوا تھا' اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے کہا۔ ''بھئی اس نے ہماری توہین نہیں کی۔ اس نے تمہیں یہ سمجھایا ہے کہ ہر محفل ہر بات کے لیے موضوع نہیں ہوتی۔ اگر وہ نوجوان ٹیپو کا سپاہی ہے تو ہمیں اس کی جرات اور ہمت کی داد دینی چاہیے۔ اس نے اپنا فرض ادا کیا ہے اور ادھونی کے فوج کے افسروں کے سامنے ایک اچھی مثال پیش کی ہے۔ اب ہمیں کسی اور موضوع پر گفتگو کرنی چاہیے۔''

www.magfunpk.com

یہ میر نظام الدین علی خان کا بھتیجا امتیاز الدولہ تھا اور اس کے الفاظ حاضرین کے لیے ایک حکم کا درجہ رکھتے تھے۔ مراد علی انتہائی اضطراب اور پریشانی کی حالت میں ڈیوڑھی سے باہر کھڑا تھا۔ شہباز خان باہر نکلا اور یہ کہہ کر اس کے قریب سے گزر گیا۔

”مراد تم نے اچھا نہیں کیا۔“ مراد علی نے اپنے دل پر ایک جھٹکا محسوس کیا۔ اچانک کسی نے پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا ”آپ نے آپا جان کی شادی کے خرمے نہیں کھائے؟“ مراد علی نے مڑ کر دیکھا اور ثمینہ نے اپنی جھولی کھول کر اس کے آگے کر دی۔ ”لیجیے! “اس نے کہا۔ مراد علی نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے ایک خرمہ اٹھا لیا۔ ثمینہ نے کہا۔ ”نہیں اور لیجیے۔ یہ سب آپ کے لیے ہیں۔ کچھ کھا لیجیے اور باقی سرنگاپٹم لے جائیے۔“

www.magrupk.com

مراد علی نے کہا۔ ''ثمینہ انہیں اپنے پاس رکھو۔ جب میں یہاں سے جاؤں گا تو لے لوں گا۔'' اکبر خان ڈیوڑھی سے نمودار ہوا اور مراد علی نے محسوس کیا کہ اب اسے شاید کسی انتہائی ناخوشگوار صورت حال سے دوچار ہونا پڑے لیکن اکبر خان اس کی توقع کے خلاف مسکرا رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ مراد مجھے ڈر تھا کہ تم روٹھ گئے ہو گے۔ میں نے شہباز کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس نے کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں کی۔''

www.magfunpk.com

مراد علی کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو اُمڈ آئے اور اس نے کہا۔ ''چچا جان میں بہت شرمسار ہوں۔ مجھے اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہیے تھا۔'' اکبر خاں نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ ''بیٹا تم نے اپنا فرض ادا کیا ہے اور مجھے تم پر فخر ہے۔''

’’لیکن چچا جان وہ آپ کے مہمان تھے!‘‘

’’تم نے ان کے دماغ درست کر دیے ہیں۔ امتیاز الدولہ تمہاری باتوں سے بہت متاثر ہوا ہے۔ وہ نظام کا بھتیجا ہے اور اس نے تمہارے ساتھ علیحدگی میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے۔ چلو اپنے کمرے میں بیٹھو میں اسے وہاں لے آتا ہوں۔‘‘

مراد علی اور اکبر خان دوبارہ حویلی میں داخل ہوئے اور ثمینہ وہاں سے کھسک گئی۔ اکبر خان شامیانے کی طرف چلا گیا اور مراد علی دیوان خانے کے ایک کمرے میں داخل ہوئے اور وہ اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ امتیاز الدولہ مصافحہ کرنے کے بعد اس کے قریب بیٹھ گیا اور اکبر خان نے کہا۔

"آپ اطمینان سے باتیں کیجیے۔" اکبر خان باہر نکل گیا اور امتیاز الدولہ نے مراد علی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"تمہارا نام مراد علی ہے؟"

"جی ہاں!"

www.magfunpk.com

''سلطان کی فوج میں تمہارا عہدہ کیا ہے؟'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''جناب فوجی مکتب سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میں ان دنوں رخصت پر ہوں۔ اس کے بعد مجھے چند مہینے کسی رسالے میں ایک ادنیٰ افسر کی حیثیت سے کام کرنا پڑے گا۔ پھر اگر مجھے کسی ذمہ داری کا اہل سمجھا گیا تو کسی دستے کی کمان دی جائے گی۔''

امتیاز الدولہ نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ ''میں تمہاری باتوں سے متاثر ہوا ہوں اور میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سلطان ٹیپو کے متعلق دکن کے ہر آدمی کے وہ خیالات نہیں جو تم نے اس محفل میں سنے ہیں۔ وہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو انہیں اپنا دوست سمجھتے ہیں اور جو دکن اور میسور کے موجودہ اختلافات کو اپنے مستقبل کے لیے اچھا شگون خیال نہیں کرتے اور میں ان میں سے ایک ہوں۔ مجھے نظام الملک اور سلطان ٹیپو کے درمیان کوئی ایسی خلیج نظر نہیں آئی جسے پاٹا نہ جا سکتا ہو۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ میسور اور دکن کے حقیقت پسند اور صحیح خیال لوگ جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں کی اجتماعی بقا کے لیے دونوں حکومتوں کے اختلافات دور کرنے کی مخلصانہ کوشش جاری رکھیں۔''

www.magfunpk.com

مراد علی نے جواب دیا۔ ''اگر آپ کے خیالات یہ ہیں تو میں آپ سے ملنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میسور کا ہر باشعور آدمی پانچوں وقت نماز کے بعد میسور اور دکن کے اتحاد کے لیے دعا کرتا ہے، اور وہاں ایک شخص ایسا بھی ہے جس کی ہر سانس کے ساتھ صرف دکن اور میسور ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے ہر مسلمان کے لیے دعائیں نکلتی ہیں اور وہ ٹیپو سلطان ہیں۔''

تمیاز الدولہ نے کہا کاش میں بھی تمہاری طرح پوری خود اعتمادی کے ساتھ نظام الملک کے متعلق کچھ کہہ سکتا' یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ حضور نظام الملک' سلطان ٹیپو کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔ تاہم میں مایوس نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ کسی دن سلطان ٹیپو میرے جیسے بے بس انسانوں کی طرح حضور نظام کو بھی صحیح راستہ دکھا سکیں گے۔ قدرت نے انہیں جس مقصد کے لیے منتخب کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ جو رہنما تمہاری عمر کے

نوجوانوں میں یہ جذبہ پیدا کرسکتا ہے اسے نظام الملک کو متاثر کرنے میں دیر نہیں لگے گی ۔میں صدق دل سے یہ دعا کرتا ہوں کہ سلطان کے ایلچی نظام الملک کو انگریزوں اور مرہٹوں سے علیحدہ رکھنے میں کامیاب ہوجائیں ۔

جب تم اس محفل میں تقریر کررہے تھے تو میں یہ محسوس کررہا تھا کہ اگر خدانخواستہ دکن اور میسور کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو دکن کے لوگ مجھے نظام کے سپاہیوں کی اگلی صف میں دیکھیں گے ۔میں اس کے لیے لڑوں گا میں اپنے سینے پر گولی کھاؤں گا۔لیکن مرتے دم بھی سلطان ٹیپو کی شکست کے لیے دعا نہیں کروں گا۔میری آخری خواہش یہی ہوگی کہ دکن اور میسور کے درمیان ایک دائمی اتحاد کا معاہدہ میرے خون کی روشنائی سے لکھا جائے میں بار بار یہ سوچتا ہوں کہ آج تک جنوبی ہندوستان کی سرزمین پر اس ملک کے باشندوں کا جو خون گرا ہے' وہ صرف فرنگی استبداد کی آبیاری کے کام آیا ہے۔''

www.magfunpk.com

''مراد علی خاموشی سے امتیاز الدولہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی گفتگو سے اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی اور کی بجائے اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔'' شیخ فخر الدین کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ''میرا خیال تھا کہ آپ باہر قوالی سن رہے ہیں۔''

امتیاز الدولہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور جواب دیا۔ ''شیخ صاحب' یہ ایام قوالی سننے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ میں اس نوجوان سے اپنی قوم کے حال اور مستقبل کے متعلق بات کر رہا تھا۔''

شیخ فخر الدین نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ''تو مجھے اس محفل میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے اپنے مستقبل کی منزل بہت قریب نظر آتی ہے اور میں ان دنوں صرف اپنے ماضی کے متعلق سوچا کرتا ہوں۔''

www.magfunpk.com

امتیاز الدولہ نے کہا۔ "نہیں شیخ صاحب تشریف رکھیے۔ شاید ماضی کے متعلق آپ کی باتیں سن کر ہم اپنے حال اور مستقبل کی تلخیوں کو تھوڑی دیر کے لیے بھول جائیں۔"

شیخ فخر الدین ہنستا ہوا امتیاز الدولہ کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا۔ "لیکن اگر میرے ماضی کی تلخیاں آپ کے حال اور مستقبل سے زیادہ ہوئیں تو؟" امتیازلدولہ مسکرایا۔ "تو ہم آپ کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کریں گے۔" شیخ فخر الدین نے کہا۔ "جناب میں تو سمجھتا ہوں کہ میرے پہلو میں دل ہی نہیں ورنہ کیسے ممکن تھا کہ معظم علی جیسے لوگ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں اور میں یہاں بھٹکتا پھروں؟"

"معظم علی کون تھا؟"

www.magfunpk.com

"معظم علی مراد کے والد تھے۔"

"آپ انہیں جانتے تھے؟"

"جی ہاں! اور میرے لیے اپنے مستقبل کے متعلق چند حسین امیدوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر خدا نے مجھے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت دی تو میں کسی دن اس نوجوان کو دیکھوں گا جسے جاننا میری زندگی کی سب سے بڑی سعادت تھی۔"

"آپ انہیں کب ملے تھے؟"

www.magfunpk.com

''ہماری ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب میں اپنی بہن اور بھانجیوں کے ساتھ دہلی سے حیدرآباد آ رہا تھا اور راستے میں ڈاکوؤں نے ہمارے قافلے پر حملہ کر دیا تھا' اس وقت ہمیں چاروں طرف موت دکھائی دے رہی تھی۔ پھر چند آدمی اچانک ہماری مدد کو پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک معظم علی اور دوسرا اکبر خان تھا۔ ڈاکو کئی لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے اور میں معظم علی اور اکبر خان کو دیکھ کر یہ محسوس کر رہا تھا کہ خدا نے ہماری اعانت کے لیے دو فرشتے بھیج دیے ہیں۔''

اب معظم علی اور اکبر خان کی شخصیات شیخ فخر الدین کی گفتگو کا موضوع بن گئی تھیں اور مراد اور امتیاز الدولہ اس کی باتوں میں ایک رنگین کہانی کی دلکشی محسوس کر رہے تھے۔ شہباز خان کمرے میں داخل ہوا اس نے کہا۔ ''جناب مہمان دستر خوان پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں چلیے!''

www.magfunpk.com

وہ اٹھ کر باہر آ گئے۔ مراد علی تذبذب کی حالت میں امتیاز الدولہ اور فخر الدین کے پیچھے آ رہا تھا۔ شہباز خان نے مراد علی کا بازو پکڑتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''مراد میں اپنے طرزِ عمل پر بہت نادم ہوں۔ ابا جان مجھ پر بہت خفا ہوئے تھے۔ میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔'' مراد علی کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا اور اس نے جواب دیا۔ ''آپ کو معذرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس محفل میں آپ کی خاطر مجھے اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہیے تھا۔''

www.magfunpk.com

امتیاز الدولہ سے ملاقات کے بعد مراد علی کی ذہنی الجھن بہت حد تک دور ہو چکی تھی ۔تاہم ادھونی کے باقی مہمانوں کے طرز عمل سے وہ یہ محسوس کرتا تھا کہ ان کے دلوں پر ابھی تک اس کی تقریر کی تلخی باقی ہے ۔فوج کے عہدہ دار خاص طور پر اس کے ساتھ باتیں کرنے سے اجتناب کرتے تھے ۔اسے عام مہمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔لیکن طاہر بیگ اور ہاشم بیگ کی بے اعتنائی اس کے لیے تکلیف دہ تھی ۔اس نے چند بار ان سے ہم کلام ہونے کی کوشش کی ۔لیکن ان کی نگاہیں بہت حوصلہ شکن ثابت ہوئیں ۔طاہر بیگ کے متعلق وہ یہ سوچ سکتا تھا کہ وہ ایک بڑی عمر کا آدمی ہے ۔اس کے علاوہ ادھونی کا ایک بہت بڑا جاگیردار اور فوج کا ایک اعلیٰ افسر ہونے کی وجہ سے بھی اسے ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے ۔لیکن ہاشم کو وہ شہباز خان کی طرح اپنا بھائی سمجھتا تھا اور اسے اس بات کا رنج تھا کہ اسے اکبر خان کی بیٹی کے شوہر کے سامنے اپنی محبت اور

www.magfunpk.com

خلوص کے اظہار کا موقع نہیں ملا۔ وہ بار بار ہاشم بیگ کی طرف دیکھتا اور اپنے دل میں کہتا کہ۔

''میرے بھئی تم اکبر خان کے داماد ہو یہ درست ہے کہ تم ادھونی میں پیدا ہوئے ہو اور میں نے سرنگا پٹم میں آنکھ کھولی ہے لیکن ہم ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہو سکتے۔''

اگلے دن برات رخصت ہو چکی تھی۔ شیخ فخر الدین براتیوں کے ساتھ ادھونی جا چکے تھے۔ مراد علی نے بھی واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن اکبر خان نے اصرار کر کے دو دن اور اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ تیسرے دن وہ رخصت ہوتے وقت یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ مدتوں اکبر خان کے گھر میں رہ چکا ہے' وہ بلقیس کی دعائیں لینے کے بعد گھر سے نکلا۔ اکبر خان' شہباز اور ثمینہ دروازے تک اس کے ساتھ آئے۔ ڈیوڑھی سے باہر گاؤں کے کئی آدمی اسے خدا حافظ کہنے کے لیے کھڑے تھے۔ اکبر خان دونوں جوانوں کو میسور کی سرحد تک مراد علی کا ساتھ دینے کا حکم دے چکا تھا اور وہ اپنے گھوڑوں سمیت دروازے پر کھڑے تھے۔ جب وہ اکبر خان اور شہباز سے بغل گیر ہونے اور گاؤں کے دوسرے آدمیوں سے مصافحہ کرنے کے بعد ثمینہ کی طرف متوجہ ہوا تو ثمینہ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو امڈ آئے۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

www.magfunpk.com

”چچا جان تو یہ کہا کرتے تھے کہ تم کبھی نہیں رویا کرتی۔“ ثمینہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ لیکن جب وہ گھوڑے پر سوار ہوا تو اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی رکاب پکڑتے ہوئے کہا۔ ”میں نے وہ چھوہارے آپ کی خورجین میں ڈال دیے تھے اور مٹھائی بھی۔“

ایک دن جبین فرحت کے اس کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ جس میں اس نے اپنے شوہر اور دو بڑے بیٹوں کی یادگاریں جمع کر رکھی تھیں۔ دیوار کے ساتھ کھونٹی پر ٹنگی ہوئی ایک تلوار کی خوب صورت نیام ذرا گرد آلود تھی۔ جبین برابر کے کمرے سے ایک کپڑا اٹھا لائی۔ اور اس نے تمام چیزوں کی صفائی شروع کر دی۔ تلواروں، بندوقوں اور دوسرے ہتھیاروں کی گرد جھاڑنے کے بعد اس نے ایک الماری کھولی اور کتابوں کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ فرحت نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''بیٹی تم یہاں کیا کر رہی ہو اندر گرمی ہے۔ آؤ باہر بیٹھیں۔''

www.magfunpk.com

جین دو تین لفظ سے زیادہ نہ سمجھ سکی اور اس نے ایک کتاب سے گرد جھاڑ کر الماری میں رکھتے ہوئے فرحت کو فرانسیسی زبان میں کچھ سمجھانے کی کوشش کی۔ فرحت نے کہا۔ ”کاش میں تمہاری زبان سمجھ سکتی۔ یہ دیکھو انور علی کا خط آیا ہے سمجھتی ہو۔ انور علی کا خط!“

فرحت کے ہاتھ میں کاغذ دیکھنے کے اور انور علی کا نام سننے کے بعد جین کے لیے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ وہ خط کے متعلق کچھ کہہ رہی ہے۔ اس نے کاغذ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ ”انور علی......؟“

”انور علی کا خط۔“ فرحت نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔

جین نے ”انور علی......کا......خط......انور علی کا خط کہہ کر ہنس پڑی۔ فرحت نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا کاش میں تمہیں سمجھا سکتی کہ اس میں کیا لکھا ہے! چلو باہر بیٹھیں یہاں بہت گرمی ہے۔“

www.magfunpk.com

جین کچھ سمجھے بغیر باہر نکل آئی اور وہ صحن میں ایک درخت کے نیچے مونڈھوں پر بیٹھ گئی۔ مراد علی دروازے سے نمودار ہوا۔ اور اس نے قریب آ کر کہا۔ ”امی جان میں ایک اہم خبر لایا ہوں۔ ہماری فوج پرسوں یہاں سے روانہ ہو جائے گی ......“ پھر وہ جین کی طرف متوجہ ہو کر فرانسیسی زبان میں بولا۔

”میں نے امی جان کو یہ خبر سنائی ہے کہ ہماری فوج پرسوں یہاں سے روانہ ہو جائے گی۔ اور میں آپ کے لیے بھی ایک خوشخبری لایا ہوں۔ موسیو لیگر انڈ دیوان خانے میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔“

www.magfunpk.com

جین نے حیران ہو کر کہا۔ ''وہ آ گیا ہے......؟ لیکن مجھے اس نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ پچھلے خط میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں تھا کہ وہ سرنگاپٹم آ رہا ہے۔'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''ان کی فوج شمال کی طرف جا رہی ہے اور وہ ایک ہفتے کے لیے رخصت لے کر آئیں ہیں۔ وہ مجھے راستے میں ملے تھے۔''

جین نے انور علی کا خط جو ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ مراد علی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''یہ تمہارے بھائی کا خط ہے۔'' مراد علی نے کاغذ پکڑتے ہوئے اپنی ماں سے پوچھا۔ ''امی جان یہ کب آیا ہے؟''

''ابھی آیا ہے بیٹا۔ میری سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ میں تمہاری عدم موجودگی میں جین سے باتیں نہیں کر سکتی۔ تم اسے خط پڑھ کر

www.magfunpk.com

سنا دو۔‘‘مراد علی نے خط کھول کر دیکھا۔اور جین کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔’’آپ لیگر انڈ سے مل آئیں۔پھر میں آپ کو بھائی جان کا خط پڑھ کر سنا دوں گا۔‘‘

’’نہیں میں ابھی سننا چاہتی ہوں۔‘‘مراد علی نے انور علی کے خط کا فرانسیسی ترجمہ سنانا شروع کیا۔خط کا مضمون یہ تھا:

”امی جان میں بخیریت ہوں۔امید ہے کہ مراد چچا اکبر خان کے گاؤں سے واپس آ گیا ہو گا۔مجھے خوشی ہے کہ جین آپ کے ساتھ خوش رہتی ہے اور اس کی صحت بہتر ہو رہی ہے۔ہم آج اپنے مستقر سے شمالی سرحد کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔جنگ کے خطرات بہت بڑھ گئے ہیں۔اور مجھے ہر لمحہ آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔دلاور خان کی صحت اب خراب رہتی ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اسے گھر بھیج دیا جائے۔اس عمر میں اسے آرام کی ضرورت ہے۔امید ہے کہ وہ اگلے مہینے آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔مجھے گزشتہ دو ماہ سے لیگرانڈ کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔اگر جین کے پاس اس کا کوئی خط آیا ہو تو مجھے ضرور بتادیں کہ وہ کس حال میں ہے......والسلام آپ کی دعاؤں کا طالب

”نور علی“

www.magfunpk.com

فرحت نے جین سے مخاطب ہو کر کہا۔ ’’بیٹی جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔‘‘ مراد علی نے فرانسیسی زبان میں فرحت کی ترجمانی کر دی اور جین اٹھ کر مکان کے مردانہ حصے کی طرف چل دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لیگرانڈ کے سامنے کھڑی یہ کہہ رہی تھی۔ ’’معاف کیجیے گا آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ انور علی کا خط آیا تھا اور میں مراد علی سے اس کا ترجمہ سن رہی تھی۔‘‘

’’وہ ٹھیک ہے نا؟‘‘

"ہاں۔" لیگرانڈ نے کہا۔ "جین بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" وہ بیٹھ گئی۔ لیگرانڈ بولا۔ "میرے ساتھی بنگلور سے شمال کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔ اور مجھے اس شرط پر ایک ہفتے کی چھٹی دی گئی ہے کہ میں سرنگا پٹم سے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ وہ پرسوں تک پہنچ جائیں گے۔ اور تین چار دن تک یہاں قیام کریں گے۔ موسیو لالی نے مجھے کہا تھا کہ جنگ کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ تمہیں دیر تک سرنگا پٹم سے دور رہنا پڑے۔ ان حالات میں اگر تم شادی کرنا چاہو تو یہ موقع ہے۔ جین اگر تم پسند کرو تو چار دن بعد میرے تمام فرانسیسی دوست ہماری شادی میں شریک ہو سکیں گے۔ اور ہمارے دستے کا پادری ہماری شادی کی رسومات ادا کر دے گا۔ مجھے انور علی کی غیر حاضری کا افسوس ہو گا۔ لیکن تم سمجھ سکتی ہو کہ ہم کیسے حالات سے گزر رہے ہیں۔"

www.magfunpk.com

جین چند ثانیے گردن جھکائے سوچتی رہی اور لیگرانڈ اس کے چہرے کے تاثرات سے اس کے دل کی کیفیت کا اندازہ نہ لگا سکا۔ اس نے کہا:

''جین پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اگر تمہیں اعتراض ہو تو ہم کسی بہتر وقت کا انتظار کر سکتے ہیں۔ لیکن میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ میرے متعلق تمہارے خیالات کیا ہیں۔ ہماری رفاقت چند حادثات کا نتیجہ تھی تاہم میں یہ فرض کر چکا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے لیے ہیں۔ اور تمہارے بغیر میرے لیے یہ دنیا کوئی معنی نہیں رکھتی۔ مریش سے روانہ ہوتے وقت میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دوبارہ ملنے کے بعد ہم ایک دن کے لیے بھی ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا پسند کریں گے۔ لیکن اب میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ تمہارے لیے میری رفاقت زندگی کا ایک مسئلہ تو ہو سکتی ہے لیکن زندگی کا اہم ترین مسئلہ نہیں بن سکتی۔''

www.magrunpk.com

جین نے کہا۔ ”لیگرانڈ اگر تمہیں یہ شکایت ہے کہ میں یہاں کیوں ٹھری ہوں تو میں اسی وقت تمہارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں۔“

”نہیں جین تم میرا مطلب نہیں سمجھیں۔ میں ان لوگوں سے متعارف ہونا اپنے لیے قدرت کا سب سے بڑا انعام سمجھتا ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک دریا کے دو مختلف کناروں پر رہتے تھے۔ پھر قدرت نے اٹھا کر ہمیں منجدھار میں پھینک دیا اور ہم نے اضطراری حالت میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب طوفان گزر چکا ہے اور ہم ساحل پر پہنچ چکے ہیں۔ اب تمہیں زندگی کی نئی منازل کی طرف قدم بڑھانے کے لیے میرا ہاتھ پکڑنے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارے لیے سہارا نہیں بن سکتا۔ اب میں تمہیں یہ موقع دینا چاہتا ہوں کہ تم ماضی کے تمام واقعات کو نظر انداز کر کے اپنے مستقبل کے متعلق کوئی فیصلہ کرو۔ اگر تمہارا فیصلہ یہ ہو کہ تم میری رفیقہ حیات بن کر خوش رہ سکتی ہو تو میں

www.magfunpk.com

اس غریب الوطنی میں بھی یہ محسوس کروں گا کہ دنیا میرے قدموں میں ہے لیکن اگر تم یہ محسوس کرو کہ میں اس قابل نہیں تو مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔''

جین نے کہا۔ ’’لیگر انڈ آج تم کیسی باتیں کررہے ہو۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے تمہیں دکھ پہنچا ہو۔‘‘

’’نہیں جین، تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ تم ایسی بات کر ہی نہیں سکتی۔ تم بہت رحم دل ہو لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ تم صرف رحم اور مروت کے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنا مستقبل ایک ایسے آدمی کو سونپ دو جس کی رفاقت سے تمہارے سینے میں زندگی کے تمام ولولے سرد ہو کر رہ جائیں۔‘‘

جین مسکرائی۔ ’’اگر میں یہ کہوں کہ میرے دل میں اب زندگی کی کوئی تڑپ یا ولولہ باقی ہی نہیں رہا تو تم کیا کہو گے؟‘‘

www.magfun.pk.com

لیگر انڈ نے جواب دیا۔ ”جین میری باتوں کو مذاق میں نہ ٹالو۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ شادی کے متعلق تم اپنے کسی سابقہ فیصلے کی پابند نہیں ہو۔ اور تمہیں یہ اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ میں کہاں تک تمہاری توقعات پوری کر سکتا ہوں۔“

جین نے اپنی آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا ”لیگر انڈ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے خدا کے لیے یہ تو سوچو تمہارے سوا دنیا میں میرا ہے کون؟“ لیگر انڈ نے پریشان ہو کر کہا۔ ”مجھے معاف کر دو جین مجھے معلوم نہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں زندگی کی ہر مصیبت برداشت کر سکتا ہوں لیکن تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔“

www.magfunpk.com

جین نے کہا۔ ”دلیگر انڈ اگر میرے طرز عمل سے تمہیں کوئی دکھ ہوا ہے تو میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔ میری پریشانی کی وجہ کچھ اور تھی۔ ابھی مراد علی نے مجھے بتایا ہے کہ وہ بھی پرسوں یہاں سے کوچ کر رہا ہے۔ ان حالات میں کس منہ سے اس کی ماں کو یہ خبر سنا سکتی ہوں کہ ہم نے اچانک شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انور علی، مراد علی اور ان کی والدہ سے زیادہ اس دنیا میں ہمارا کوئی دوست نہیں، کیا یہ بہتر ہوگا کہ ہم شادی کے لیے اس دن کا انتظار کریں جب وہ دونوں بھائی گھر پر موجود ہوں اور ان کی والدہ جنہیں اب میں بھی اپنی ماں سمجھتی ہوں، ہماری خوشی میں حصہ لے سکیں۔“

www.magfunpk.com

لیگرانڈ کے چہرے سے رنج وملال کے بادل چھٹ چکے تھے وہ مسکرایا۔

''جین ..... پیاری جین مجھے معاف کر دو۔ میں قیامت تک ایسے دن کا انتظار کر سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک حالات بہتر پیدا نہیں ہوتے میں اس مسئلہ پر کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔''

۱۷۸۵ء کی گرمیوں میں گنیش پنت کی کمان میں مرہٹوں کا ایک لشکر دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ پیشوا اور نانا فرنویس کی کوششوں سے مرہٹوں میں پھر ایک بار وہ ولولہ بیدار ہو چکا تھا جو پچیس برس قبل انہیں پونا سے پانی پت کے میدان تک لایا تھا۔ ہندوستان کے طول وعرض سے مرہٹہ سردار اپنی اپنی افواج کے ساتھ پیشوا کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے تھے۔ ناگپور سے دھوجی بھونسلے بارہ ہزار آزمودہ کار سپاہیوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کا وعدہ کر چکا تھا۔

اندور سے تکوجی ہلکر اپنے توپ خانے کے علاوہ بیس ہزار پنڈارہ فوج کے ساتھ میسور پر چڑھائی کے لیے تیار تھا۔ پرس رام بھاؤ اور رگوناتھ راؤ کے افواج بھی میسور پر یلغار کرنے کے لیے نانا فرنویس کے حکم کا انتظار کر رہی تھیں۔

www.magfunpk.com

ان عظیم تیاریوں کے بعد نانا فرنویس کے ایلچی میر نظام علی پر ڈورے ڈال رہے تھے۔ میر نظام علی ٹیپو کے بدترین حاسدوں اور بد خواہوں میں سے تھا۔ تاہم میسور کے خلاف جنگ کی صورت میں اپنے نقصانات کا اندازہ کرتے ہوئے اسے سخت الجھن محسوس ہوتی تھی۔ اسے اپنی قوت پر ناز تھا لیکن ماضی کے تجربات اسے یہ سمجھانے کے لیے کافی تھے کہ طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے میسور کی سرزمین موزوں نہیں۔ وہ کچھ عرصہ نانا کے وکیل کو ٹالتا رہا لیکن جب اسے اس بات کا یقین ہوگیا کہ مرہٹے میسور پر حملہ کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اور وہ تنہا اپنی قوت سے سلطنت خداداد پر ضرب کاری لگا سکتے ہیں تو وہ جنگ میں شرکت کے لیے تیار ہوگیا۔ متحدہ افواج کے ابتدائی مستقر کے لیے اودگیر کا مقام منتخب کیا تھا اور اس نے نومبر کے آخر میں پینتیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ وہاں کا رخ کیا۔

نظام کے اودگیر پہنچنے کے چند دن بعد ملک کے طول وعرض سے مرہٹوں کی ایک لاتعداد فوج وہاں جمع ہوچکی تھی۔ مرہٹوں کا پڑاؤ میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ مرہٹہ سپاہیوں کے حوصلے بڑھانے کے لیے وہ پروہت' جوگی اور سادھو بھی وہاں پہنچ چکے تھے' جو سلطان ٹیپو کی شخصیت کو جنوبی ہندوستان میں ہندو غلبہ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے۔ اس فوج میں وہ رہزن اور لٹیرے بھی شامل ہو گئے تھے۔ جنہیں صرف میسور کی دولت کے ساتھ دلچسپی تھی۔

نظام کا اس جنگ میں شریک ہونا خالصتہً ایک سیاسی مسئلہ تھا۔ تاہم درباری گویے' شاعر اور خوشامدی اسے یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہ اپنے دور کا سب سے بڑا غازی ہے۔ فتح کی امید پر جشن شروع ہو چکے تھے۔ میر نظام علی رقص وسرور کی محفلوں میں مرہٹہ راجوں

www.magrunpk.com

اور چیدہ چیدہ سرداروں کے درمیان میر مجلس کی حیثیت سے بیٹھتا تھا۔ شراب کے دور چلتے تھے۔ رقاصاؤں، گویوں اور سازندوں پر سونے کے سکوں کی بارش ہوتی تھی اور پھر جب یہ محفلیں برخواست ہوتی تھیں اور یہ لوگ کسی خیمے میں جمع ہو کر جنگ کی تجاویز پر غور کرتے تھے تو سب سے زیادہ بحث اس بات پر ہوتی تھی کہ فتح کے بعد میسور کی زمین اور خزانے کس طرح تقسیم ہونے چاہئیں۔ قریباً ڈیڑھ ماہ کی بحث و تمحیص کے بعد میر نظام علی اور مرہٹہ حکمرانوں کے مابین جنگ کی تفصیلات اور مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق سمجھوتہ ہو چکا تھا اور پڑاؤ میں ایک نئے جوش و خروش کے ساتھ خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ حیدر آباد اور پونا کے ایک عام سپاہی سے لے کر بڑے سے بڑے افسر تک ہر شخص کی یہ ہی آواز تھی کہ اب ٹیپو سلطان کے لیے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔

www.magfunpk.com

چند دن بعد اودگیر سے مسلح افوج کا یہ سیلاب عظیم جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ مرہٹوں کا لشکر اسّی ہزار سواروں اور چالیس ہزار پیادہ سپاہیوں پر مشتمل تھا اور میر نظام علی کے جھنڈے تلے چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ سپاہیوں پر مشتمل تھا اور میر نظام علی کی طرح انگریزوں کو بھی اس جنگ میں شامل کرنے کی ہر امکانی کوشش کر چکا تھا۔ لیکن انگریزوں کے پرانے زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوئے تھے اور وہ ٹال مٹول سے کام لے رہے تھے۔ تاہم نانا فرنویس اور میر نظام علی کو اس بات کا یقین تھا کہ جب انگریزوں کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ سلطان ٹیپو ان کی لاتعداد فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو وہ میسور کی تقسیم میں حصہ دار بننے کے لیے بلاتوقف میدان میں کود پڑیں گے۔

www.magfunpk.com

پونا اور حیدر آباد میں انگریزوں کے ایجنٹ انہیں اس بات کا یقین دلا چکے تھے کہ کمپنی سلطان ٹیپو کے ساتھ اپنے سابقہ معاہدوں کا صرف اس وقت تک احترام کرے گی جب تک کہ میسور کی دفاعی قوت باقی ہے۔

میر نظام علی خان اپنی فوج کی کمان تہور جنگ کو سونپ کر حیدر آباد واپس چلا گیا۔ نانا فرنویس کو بھی زیادہ عرصے کے لیے پونا سے غیر حاضر رہنا پسند نہ تھا۔ پیشوا کے دربار میں اس کے کئی حریف موجود تھے۔ لیکن مرہٹہ لشکر میں بددلی پھیل جانے کے ڈر سے اس نے کچھ عرصہ کے لیے پونا جانے کا ارادہ بدل دیا۔

www.megafunpk.com

شہباز خان تنویر کو لانے کے لیے ادھونی گیا ہوا تھا اور اس کے والدین گزشتہ آٹھ دس روز سے سخت پریشانی کی حالت میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک دن شہباز خان کا پتہ کرنے کے لیے اکبر خان نے گاؤں سے دو سوار روانہ کیے لیکن چند گھنٹوں کے بعد ایک سوار واپس آ گیا اور اس نے یہ کہا کہ شہباز اور تنویر ہمیں راستے میں مل گئے تھے اور تھوڑی دیر میں گھر پہنچ جائیں گے۔

سہ پہر کے وقت شہباز خان ایک مختصر سے قافلے کے ساتھ پہنچ گیا۔ کہار تنویر کی ڈولی رہائشی مکان کے صحن میں لے گئے۔ جہاں گاؤں کی عورتوں کا ایک ہجوم جمع ہو چکا تھا۔ تنویر لجاتی، شرماتی اور سمٹی ہوئی ڈولی سے اتری اور گاؤں کی عورتیں آگے بڑھ بڑھ کے اس سے گلے ملنے لگیں۔

www.magfunpk.com

شہباز خان کچھ دیر مکان کے مردانہ حصے میں اپنے باپ سے باتیں کرتا رہا اور جب گاؤں کی عورتیں اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں تو وہ اپنی ماں کو سلام کرنے کے لیے رہائشی مکان میں داخل ہوا۔ بلقیس، تنویر اور ثمینہ ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ بلقیس نے اسے دیکھتے ہی شکایت کے لہجے میں کہا۔ ''بیٹا تم نے ہمیں بہت ہی پریشان کیا۔ اگر ادھونی میں تمہارا اتنا ہی دل لگ گیا تھا تو ہمیں کم از کم ایک خط ہی بھیج دیا ہوتا۔''

شہباز نے ماں کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''امی جان تنویر سے پوچھ لیجیے میں بے قصور ہوں۔ یہ ایک مجبوری تھی؟'' ورنہ میرا تین دن سے زیادہ وہاں ٹھہرانے کا ارادہ نہ تھا۔''

www.magfunpk.com

’’کیا مجبوری تھی؟‘‘ ماں نے پوچھا۔شہباز خان نے جواب دینے کی بجائے ثمینہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ ’’ثمینہ تم باہر جاؤ میں امی جان سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔‘‘ ثمینہ سراپا احتجاج بن کر اٹھی اور منہ بسورتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔شہباز خان نے قدرے توقف کے بعد کہا۔’’امی جان آپ یہ وعدہ کریں کہ آپ مجھ سے خفا نہیں ہوں گی۔‘‘ بلقیس نے کہا۔’’بیٹا مجھے یقین ہے کہ تم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہوگی جس سے تمہارے والدین کو شرمسار ہونا پڑے۔تم پریشان کیوں ہو؟‘‘

شہباز نے جواب دیا۔ ''امی جان مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ جب ابا جان کو پتا چلے گا تو وہ بہت خفا ہوں گے۔ میں...... میں ادھونی کی فوج میں شامل ہو چکا ہوں۔''

بلقیس کا چہرہ اچانک زرد پڑ گیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کے حلق میں آواز نہ تھی شہباز خان نے کہا۔ ''امی جان خدا کے لیے میری طرف اس طرح نہ دیکھیے۔ میرے لیے ان کے طعنے ناقابل برداشت تھے۔ میں یہ نہیں سن سکتا تھا کہ میرے ابا جان جنگ سے ڈرتے ہیں۔ میں خالو جان اور ان کے رشتہ داروں کی باتوں سے یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ ہمیں بزدل سمجھتے ہیں۔''

بلقیس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا اور اس نے کہا۔ ''شہباز! حیدرآباد اور ادھونی کی کسی ماں کا لال تمہارے ابا کو بزدلی کا طعنہ نہیں دے سکتا۔ وہ لوگ ابھی تک زندہ ہیں جنہوں نے پانی پت کے میدان میں ان کی جرات اور مردانگی دیکھی ہے۔ بتاؤ تمہارے خالو نے کیا کہا تھا؟''

’’خالو جان نے کچھ نہیں کہا امی جان‘ وہ صرف اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ ابا جان جنہیں کسی بڑی فوج کا سپہ سالار ہونا چاہیے تھا‘ اب صرف ایک کسان کی زندگی پر قناعت کر چکے ہیں۔‘‘

’’تمہارے ابا جان بیس سال کی عمر میں ادھونی کے سپہ سالار سے زیادہ جانتے تھے۔‘‘

’’امی جان‘ جہاں تک میرے فوج میں بھرتی ہونے کا تعلق ہے‘ خالو جان اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ یہ میرا اپنا فیصلہ تھا‘ ان کے خاندان کا ہر نوجوان فوج میں ملازم تھا‘ کئی ایسے تھے جو عمر میں مجھ سے چھوٹے تھے۔ جب میں ان سے ملتا تھا تو ان کا سوال یہ ہی ہوتا تھا کہ تم فوج میں بھرتی کیوں نہیں ہوتے۔ تنویر سے پوچھ لیجئے‘ ان کے خاندان کی لڑکیاں تک مجھ سے مذاق کرتی تھیں۔‘‘

www.magfunpk.com

بلقیس نے کہا۔ ''اور تمہاری غیرت جوش میں آ گئی۔ مگر یہ بھول گئے کہ تمہارے باپ کے لیے تمہاری یہ حرکت کتنی تکلیف دہ ہو گی۔''

تنویر نے کہا۔ ''امی جان' بھائی اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ فوج میں بھرتی ہونے سے پہلے دو تین راتیں وہ سو نہیں سکے۔''

''فوج کی ملازمت کے متعلق تمہاری خالہ جان کو تمہارے ابا کے خیالات معلوم تھے ان کا یہ فرض تھا کہ وہ اسے سمجھاتیں۔''

''امی جان انہوں نے سمجھایا تھا۔ انہوں نے بہت مخالفت کی تھی۔ لیکن ان کے گھر کا ماحول ایسا تھا کہ بھائی جان کی جگہ اگر میں ہوتی تو مجھے بھی یہی فیصلہ کرنا پڑتا۔ ابا جان یہاں ہجرت کر کے آئے تھے تو حالات اور تھے لیکن اب ادھونی کے کسی بڑے خاندان کے لڑکے کے لیے فوجی ملازمت سے انکار کرنا ممکن نہیں۔''

www.magfunpk.com

بلقیس نے کہا۔ ''اب اس مسئلے پر بحث کی ضرورت نہیں۔ شہباز تم ایک غلطی کر چکے ہو اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس غلطی کا کفارہ کیا ہو سکتا ہے۔ تمہارے ابا جان کے لیے یقیناً یہ بات ناقابل برداشت ہو گی۔ وہ تمہیں کسی صورت فوج میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔''

شہباز نے کہا۔ ''امی جان میں بھرتی ہو چکا ہوں۔ اب شامل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ مجھے گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ خدا کے لیے ابا جان کو سمجھانے کی کوشش کیجیے اور اگر آپ یہ محسوس کرتی ہیں کہ آپ اس مسئلے میں کچھ نہیں کر سکتیں تو خاموش رہیے۔ میں ادھونی جا کر ان کی خدمت میں خط لکھ دوں گا۔ پھر جب تک ان کا غصہ فرو نہیں ہو گا' میں گھر نہیں آؤں گا۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ادھونی کا ہر جوان فوج میں شامل ہو چکا ہے۔ خالو جان اور ہاشم بیگ بھی فوج میں ملازم ہیں تو میرے فوج میں شامل ہو جانے سے کون سی

قیامت آ جائے گی۔ابا جان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہم مہابت جنگ کی رعایا ہیں اور انہیں ادھونی کی حفاظت کے لیے فوج کی ضرورت ہے۔''

بلقیس نے جواب دیا۔''شہباز! بیٹا میرے سمجھانے سے کچھ نہیں ہوگا۔مجھے اس مسئلے میں صرف ایک ماں کا فرض ادا کرنا ہے۔میں اب یہ کوشش کروں گی کہ میرے بیٹے اور میرے شوہر کے درمیان کوئی دیوار حائل نہ ہو جائے۔لیکن جب تک میں تمہارے باپ سے بات نہ کر لوں تمہیں یہ بات کسی پر ظاہر نہیں کرنی چاہیے۔''

www.magfunpk.com

اگلے روز صبح کی نماز کے تھوڑی دیر بعد اکبر خان دیوان خانے کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ شہباز خان جھجکتا ہوا اور چند ثانیے تذبذب اور پریشانی کی حالت میں اس کے سامنے کھڑا رہا۔ بالآخر اس نے کہا۔

''ابا جان آپ نے مجھے بلایا ہے؟''

اکبر خان نے اس کی طرف دیکھے بغیر ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''بیٹھ جاؤ'' شہباز بیٹھ گیا۔ باپ کے تیور دیکھ کر وہ دل میں انتہائی ناخوش گوار دھڑکنیں محسوس کرنے لگا۔ اکبر خان نے اچانک گردن اٹھائی اور اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''شہباز! روہیل کھنڈ میں ہمارے قبائل کا یہ رواج تھا کہ جب کسی سردار کا بیٹا اپنی مہم سے کامیاب ہو کر لوٹتا تھا تو اس کے قبیلے کے تمام

www.magfunpk.com

لوگ خوشیاں مناتے تھے۔ تم اپنے خیال کے مطابق ادھونی میں ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہو اور میرے قبیلے کے لوگوں کو خبر تک نہیں ہوئی۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ اپنی غریب الوطنی کے باوجود مجھے اپنا سردار سمجھتے ہیں اور میری خوشی غم میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں جب انہیں یہ پتا چلے گا کہ میرے بیٹے نے انہیں اپنی زندگی کی پہلی کامیابی کی خوشی میں شامل ہونے کے قابل نہیں سمجھا تو انہیں کتنا افسوس ہوگا۔‘‘

www.magfunpk.com

اکبر خان کا یہ انداز گفتگو شہباز کے لیے نیا تھا اور وہ اس تمہید کو ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ سمجھ رہا تھا۔ اکبر خان نے اچانک اپنا لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ تمہیں ادھونی کی فوج کے عہدہ داروں کی قسمت پر رشک آتا ہوگا اور اب شاید تم یہ سمجھتے ہو گے کہ تم شیروں کی صف میں

کھڑے ہو گئے ہو۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ تم ان گیدڑوں کے ساتھ جا ملے ہو جنہیں پیٹ بھرنے کے لیے ہمیشہ کسی لاش کی ضرورت ہوتی ہے۔ روہیل کھنڈ سے ہجرت کرنے کے بعد میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ہمارے قبیلے کے لوگوں کو ایک ایسی جائے پناہ مل جائے جہاں یہ محنت مشقت کر کے اپنا پیٹ پال سکیں۔

معظم علی نے ہمیں میسور میں آباد ہونے کی دعوت دی تھی۔لیکن انگریزوں' مرہٹوں اور میر نظام علی کے جارحانہ عزائم کے باعث میسور کا مستقبل اس وقت مجھے غیر یقینی نظر آتا تھا اور میں روہیل کھنڈ کی تباہی دیکھنے کے بعد ان لوگوں کی جنگ کی آگ سے دور رہنا چاہتا تھا۔میں یہاں اس شرط پر آباد ہوا تھا کہ مجھے حیدر آباد یا دھونی کی فوج کے لیے لڑائے کے سپاہی مہیا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔لیکن تم نے اب بڑھاپے میں بھی مجھے اس بات کا احساس دلایا ہے کہ میرا فیصلہ غلط تھا اور اس ملک میں سلامتی کا راستہ وہی تھا جو معظم علی نے اختیار کیا تھا۔ان کے پاس اتنا کچھ تھا کہ وہ کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر خوش حالی اور فارغ البالی کے دن بسر کر سکتے تھے لیکن وہ میدان میں نکل آئے اور حیدر علی کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔یہ جانتے ہوئے کہ میسور میں آزادی کی ہر سانس کے بدلے انہیں اپنی زندگی کی لاتعداد راحتیں قربان کرنی پڑیں گی۔

www.magfunpk.com

جب میں نے ان کی اور ان کے دو بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تھی تو میں یہی محسوس کرتا تھا کہ کاش وہ سرنگا پٹم جانے کی غلطی نہ کرتے لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جان کنی کے وقت بھی ایسی تکلیف محسوس نہیں کرتے رہیں ہوں گے جو اس وقت مجھے ہو رہی ہے۔ وہ جس موت کی تمنا کرتے تھے وہ میری زندگی سے ہزار گناہ بہتر تھی۔ اس وقت ان کی روح کو یہ تسکین ہو گی کہ ان کے باقی دو بیٹوں نے بھی وہ ہی راستہ اختیار کیا ہے جو انہیں عزیز تھا۔ تم اگر ادھونی کے فوج کے سپہ سالار بن جاؤ تو بھی میں مرتے وقت یہ ہی محسوس کروں گا کہ میں اس دنیا میں قابل فخر یادگار نہیں چھوڑ سکا۔ میں اپنی جمع پونجی خدا کی راہ میں نہیں لٹا سکا‘ وہ مجھ سے چوروں اور ڈاکوؤں نے چھین لی ہے۔ تم اپنے خالو اور ہاشم بیگ کو دیکھ کر سپاہی بننے کے لیے بے تاب تھے اور میری زندگی کی دوسری غلطی یہ تھی کہ میں نے ایک ایسے خاندان میں تنویر کا رشتہ کر دیا جس کا

www.magrunpk.com

اولین فرض اس ملک میں اسلام کے بدترین دشمنوں کے لیے کرائے کے سپاہی مہیا کرنا ہے.........لیکن اب بحث سے کوئی فائدہ نہیں ۔تم جو قدم اٹھا چکے ہو وہ واپس نہیں لے سکتے ۔میں یہ گوارا نہیں کروں گا کہ اب تمہیں لوگ بزدلی کا طعنہ دیں ۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ تم نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس کی آخری منزل کیا ہوگی ۔لیکن کاش تم اس باپ کی بے بسی کا اندازہ لگا سکتے جس کا بیٹا میدان جنگ میں لڑ رہا ہو اور وہ اس کی فتح کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا بھی نہ کر سکتا ہو۔

آج تمہاری ماں میرے پاس سفارش لے کر آئی تھی اور اس نے مجھ سے التجا کی تھی کہ میں تم پر خفا ہونے کے بجائے تمہاری کامیابی کے لیے دعا کروں۔ لیکن جب میں نے اسے یہ جواب دیا کہ شہباز دھونی کی فوج کا ملازم ہے اور دھونی کی فتح ان مقاصد کی شکست ہوگی جن کے لیے معظم علی اور ان کے بیٹوں نے جان دی تھی۔ کیا تم یہ دعا کر سکتی ہو کہ کسی دن تمہارے بیٹے کے ہاتھ انور علی اور مراد علی کے خون میں رنگے جائیں تو اس کے پاس میری بات کا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ صرف یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھی کہ دکن اور میسور میں جنگ نہیں ہوگی۔ میں یہ نہیں سوچ سکتی کہ میر نظام علی مرہٹوں اور انگریزوں کے اکسانے پر میسور پر چڑھائی کر دے گا۔

www.maafunpk.com

شہباز خان کے جسم پر کپکپی طاری ہو چکی تھی۔ اس نے ملتجی آواز میں کہا۔ ”ابا جان جب میں بھرتی ہوا تھا تو میرے ذہن میں اس قسم کے سوالات نہیں تھے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں معظم علی کے بیٹوں کے خلاف ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔“ اکبر خان چلایا۔ ”خدا کے لیے ایسی باتیں نہ کرو۔ تم فوج میں بھرتی ہوتے وقت مہاجت جنگ اور نظام کی وفاداری کا حلف اٹھا چکے ہو۔ اور میں تمہیں غداری کی ترغیب نہیں دے سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے صرف کسی کے طعنوں سے تنگ آ کر فوج میں بھرتی ہونے کا فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ تمہیں ایک مدت سے اس بات کا شوق تھا۔ تم طاہر بیگ کے خاندان کے لوگوں کی نظروں میں اونچا بننے کے لیے کسی لڑائی میں حصہ لینے سے دریغ نہیں کرو گے۔ تم آج سے ادھونی کی فوج کے سپاہی ہو اور میں آئندہ تمہیں کبھی یہ سوچنے کی دعوت نہیں دے سکوں گا کہ تم میرے بیٹے ہو۔ آج سے ہمارے راستے مختلف ہیں۔“

ثمینہ کمرے میں داخل ہوئی۔شہباز خان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس کے لیے صورت حال کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔اس نے آگے بڑھ کر اکبر خان کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔''چلیے ابا جان کھانا تیار ہے۔''جب اکبر خان نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

''ابا جان! بھائی جان نے کیا قصور کیا ہے؟''

''کچھ نہیں جاؤ' تم باہر کھیلو!''

ثمینہ آبدیدہ ہو کر شہباز کی طرف متوجہ ہوئی۔''بھائی جان آپ باہر چلے جائیں۔ابا جان آج بہت خفا ہیں۔''پھر وہ چند ثانیے اکبر

www.magfunpk.com

خان کی طرف دیکھنے کے بعد بولی۔ ’’چلیے ابا جان کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اور امی جان آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔‘‘ اکبر خان نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اپنی گود میں بٹھالیا اور اس نے اپنے ننھی بازو اس کے گلے میں ڈال دیئے۔ شہباز خان اپنے باپ کے چہرے پر ایک ہلکا سا سکون دیکھ کر یہ محسوس کر رہا تھا کہ اب طوفان گزر چکا ہے۔

نظام اور مرہٹوں کی افواج میسور کی طرف بڑھیں اور انہوں نے شمالی سرحد کی بستیوں کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد بادامی کا محاصرہ کرلیا۔ بادامی کی حفاظت کے لیے تین ہزار سپاہی متعین تھے۔ اتحادیوں کی فوج تقریباً تین ہفتے شہر پناہ پر گولہ باری کرتی رہی لیکن اسے فصیل توڑنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر انہوں نے ۲۰ مئی ۱۷۸۶ء کے دن یلغار کر کے فصیل پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب چاروں طرف سے ہزاروں آدمی خندق عبور کر کے سیڑھیوں کی مدد سے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے تو انہیں ایک غیر متوقع صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ میسور کی فوج نے خندق کے آس پاس جگہ جگہ بارود کی سرنگیں بچھا رکھی تھیں۔ اچانک ایک سمت سے بارود کے دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوا اور آن کی آن میں چاروں اطراف سے حملہ آور فوج کو گرد و غبار اور دھوئیں کے بادلوں نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ حملہ آور سینکڑوں لاشوں

www.magrunpk.com

اور زخمیوں کو فصیل کے آس پاس چھوڑ کر سراسیمگی کی حالت میں پیچھے ہٹے۔

لیکن تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ فصیل پر یلغار کر رہے تھے۔ شہر کے محافظوں نے بڑی ہمت سے مقابلہ کیا۔ لیکن حملہ آوروں کے سیلاب کے آگے ان کی پیش نہ گئی۔ وہ اپنی بندوقوں، سنگینوں، تیروں اور تلواروں سے فصیل پر چڑھنے کا راستہ روک رہے تھے۔ لیکن جہاں دشمن کا ایک آدمی زخمی ہو کر گرتا وہاں دس اور اس کی جگہ لے لینے کے لیے موجود تھے۔ تھوڑی دیر میں شہر پناہ کے کئی حصوں پر دشمن کا قبضہ ہو چکا تھا اور میسور کے جانباز گلیوں میں لڑتے ہوئے قلعے کی طرف ہٹ رہے تھے۔ جب یہ لوگ قلعے میں داخل ہو رہے تھے تو دشمن نے پوری شدت کے ساتھ حملہ کر کے دروازے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن قلعے کی فصیل سے شدید گولہ باری کے باعث ان کی پیش نہ گئی۔ حملہ آوروں نے پے در پے یلغار کر کے قلعے کی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن میسور کے جانبازوں نے ان کے حوصلے خاک میں ملا دیے۔

www.magfunpk.com

نظام اور پیشوا کے لشکر کو قریباً سولہ سو لاشیں چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا۔ یہ قلعے کے محافظوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ لیکن دشمن کی تعداد کے پیش نظر ان کے کماندار کو اس بات کا احساس تھا کہ وہ زیادہ دیر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قلعے کی فوج جس تالاب سے پانی حاصل کرتی تھی۔ وہ شہر میں تھا اور دشمن نے شہر پر قبضہ کرتے ہی پانی بند کر دیا تھا۔ جب پانی کی قلت کے باعث کئی آدمی ہلاک ہو گئے اور کماندار کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ آئندہ چند دن میں اسے کوئی کمک نہیں مل سکتی تو اس نے اپنے سپاہیوں کی جان بخشی کی شرط پر قلعہ دشمن کے حوالے کر دیا۔

بادامی کی فتح کے بعد نانا فرنویس نے مرہٹہ افواج کی قیادت ہری پنت کے سپرد کی اور خود پونا چلا گیا۔ ہری پنت نے گجندرہ گڑھ کے قلعے پر حملہ کیا۔ یہ قلعہ کافی مضبوط تھا لیکن میسور کے ایک نمک حرام افسر نے دشمن سے رشوت لے کر قلعے کے دروازے کھول دیے۔ اس سے قبل مرہٹوں کا ایک لشکر گنیش پنت کی قیادت میں کٹھور کے قلعے پر حملہ کر چکا تھا۔ لیکن یہاں اس کا مقابلہ ٹیپو کے نامور سپہ سالار برہان الدین کے ساتھ تھا۔ برہان الدین نے مرہٹوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ پونا کی حکومت نے تکوجی ہلکر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ گنیش پنت کی مدد کے لیے پیش قدمی کا حکم دیا۔ ہلکر نے براہ راست کٹھور کے قلعے پر حملہ کرنے کی بجائے آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ اس اثنا میں شاہنور کا نواب عبدالحکیم خان سلطان کے ساتھ غداری کر کے مرہٹوں کے ساتھ مل گیا اور ہلکر اور گنیش پت کی افواج کٹھور کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے نئے اتحادی کو مدد دینے کی نیت سے شاہنور کی طرف بڑھیں۔

www.maqfunpk.com

براہان الدین نے مرہٹوں کا پیچھا کیا اور شاہنور کے قریب ان پر حملہ کر دیا۔ لیکن نواب شاہ نور اور مرہٹوں کی متحدہ طاقت کے سامنے اس کی نہ چل سکی اور اسے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس کے بعد مرہٹوں نے کٹھور اور لکشیشور کے اضلاع کے چند قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ برہان الدین کے پاس اتنی فوج نہ تھی کہ وہ کھلے میدان دشمن کا مقابلہ کر سکتا۔ وہ کمک پہنچنے تک مدافعانہ طریق جنگ سے دشمن کو مختلف محاذوں پر زیادہ سے زیادہ دیر الجھانے کے لیے کوشاں رہا۔

انھی ایام میں نظام اور مرہٹوں کی شہ پا کر کورگ کے جنگجو نائر دوبارہ بغاوت کر چکے تھے اور سلطان ٹیپو کو شمالی محاذ کی طرف توجہ کرنے سے پہلے ان کی طرف توجہ دینی پڑی۔ کورگ کی بغاوت فرو کرنے کے بعد سلطان بنگلور پہنچا اور وہاں سے اس نے شمال کی طرف پیش قدمی کی

www.magfun.pk.com

بنگلور سے روانہ ہوتے وقت اس کے ساتھ وہ چالیس ہزار جانباز تھے جو کئی میدانوں میں مردانگی کے جوہر دکھا چکے تھے۔ راستے میں مختلف مقامات پر باج گزار سرداروں اور پالیگاروں کے دستے اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے۔

برسات کا موسم شروع ہونے والا تھا اور سلطان ٹیپو مرہٹوں کی رسد اور کمک کے راستے مسدود کرنے کے لیے ندیوں، نالوں اور دریاؤں کی طغیانیوں سے پورا فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔

حیدرآباد اور پونا کی افواج کے سپہ سالاروں کو یہ یقین تھا کہ سلطان کا اولین مقصد برہان الدین کی اعانت ہے لیکن ایک دن پونا اور دکن کے حکمران حیرت و استعجاب کے عالم میں یہ خبر سن رہے تھے کہ شیر میسور کی افواج ادھونی کے دروازے پر دستک دے رہی ہیں ۔ادھونی کا گورنر مہابت جنگ نظام کا بھتیجا بھی تھا اور داماد بھی ۔اور سلطان ٹیپو جیسے جہاں دیدہ سپاہی کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ میر نظام علی تنگھدرہ کے جنوب میں اپنا مضبوط ترین قلعہ بچانے کے لیے فوراً اس طرف متوجہ ہو گا ۔جب سلطان کی افواج ادھونی کے قلعہ پر گولہ باری کر رہی تھیں تو مہابت جنگ کے ایلچی نظام اور پیشوا کے دربار میں یہ فریاد کر رہے تھے کہ ادھونی کی حفاظت کا مسئلہ دکن کے حکمران خاندان کی عزت اور وقار کا مسئلہ ہے ۔

www.magrapk.com

مہابت جنگ نے تباہی سر پر دیکھی تو ایک خطیر رقم پیش کر کے سلطان کو ٹالنے کی کوشش کی لیکن سلطان ٹیپو نے اس کے ایلچی کو جواب دیا کہ اگر مہابت جنگ میری دوستی کا طلب گار ہے تو اسے خود میرے پاس آنا چاہیے۔ اگر وہ مرہٹوں کا ساتھ چھوڑ دے تو میری اس کے ساتھ کوئی عداوت نہیں۔

لیکن مہابت جنگ کو نظام اور مرہٹوں سے اعانت کی پوری امید تھی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ سلطان کو چند دن کے لیے جنگ ملتوی کرنے پر آمادہ کیا جائے سلطان ٹیپو کو بھی اس بات کا پورا یقین تھا کہ نظام اور مرہٹے ادھونی کو خطرے میں دیکھ کر خاموش بیٹھیں نہیں گے اس لیے وہ مہابت جنگ کو کمک پہنچنے سے پہلے پہلے ادھونی پر قبضہ کر لینا چاہتا تھا۔

www.magfunpk.com

طاہر بیگ کی بیوی عطیہ اور اس کی بہو تنویر اپنے عالیشان مکان کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں دریچے کے سامنے کھڑی تھیں ۔شہر میں چاروں اطراف سے توپوں اور بندوقوں کے دھماکے سنائی دے رہے تھے اور فضا میں دھوئیں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ زینے پر کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی اور وہ دم بخود ہو کر دروازے کی طرف دیکھنے لگیں۔ ہاشم بیگ ہانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔

آپ میرے ساتھ چلیں نوکر سامان لے کر آ جائیں گے۔"

عطیہ نے کہا۔ "تمہارے ابا جان تو کہتے تھے کہ شہر کو چند ہفتوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں؟"

www.magfunpk.com

ہاشم بیگ نے کہا۔ ''امی جان آپ جلدی کریں۔ آپ کا وہاں جانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ شہباز خان زخمی ہو گیا ہے۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے کسی طبیب کی ضرورت تھی۔ اس لیے ہم نے اسے گھر لانے کی بجائے قلعے کے اندر پہنچا دیا ہے۔''

عطیہ اور تنویر سکتے کے عالم میں ہاشم کی طرف دیکھتی رہیں۔ بالآخر تنویر چلائی، ''خالہ جان آپ کیا سوچ رہی ہیں خدا کے لیے جلدی کیجیے!'' پھر اس نے ہاشم بیگ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ ''بھائی جان کب زخمی ہوئے؟...... ان کی حالت اب کیسی ہے؟...... خدا کے لیے سچ سچ بتائیے وہ زندہ ہیں نا؟''

www.magfunpk.com

ہاشم نے جواب دیا۔ ''ابھی دشمن کی گولہ باری کے باعث شہر کی فصیل کا ایک برج گر پڑا تھا اور وہ نیچے آ گئے تھے۔ ہم نے انہیں اینٹوں کے ڈھیر سے نکالا تو ان کے سر اور ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ اب وہ ہوش میں ہیں۔ جراح کا خیال ہے کہ ان کے زخم زیادہ شدید نہیں ہیں اور وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔'' تھوڑی دیر بعد عطیہ اور تنویر قلعے کے ایک کمرے میں شہباز کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ شہباز خان بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ خون بند نہ ہونے کے باعث اس کے ماتھے پر پٹی کا کچھ حصہ سرخ ہو چکا تھا۔ شہباز کا چہرہ ایک ناقابل برداشت جسمانی اذیت کا آئینہ دار تھا۔ تاہم وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا۔

''تنویر میں ٹھیک ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔'' تھوڑی دیر بعد اس نے پانی مانگا۔ تنویر جلدی سے اٹھ

www.magrunpk.com

کر پانی کا کٹورہ لے آئی۔عطیہ نے جلدی سے اسے اٹھنے کے لیے سہارا دیا۔شہباز نے ہاتھ بڑھا کر کٹورہ پکڑنے کی کوشش کی لیکن اس کا ہاتھ سیدھا کٹورہ پکڑنے کی بجائے ادھر ادھر بھٹک رہا تھا۔تنویر نے اپنی خالہ کی طرف دیکھا اور بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے پانی اس کے منہ سے لگا دیا۔پانی پلانے کے بعد عطیہ نے اس کا سر تکیے پر رکھ دیا۔تنویر اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے لے آئی اور پھر اپنے بھائی کے سینے پر سر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔شہباز نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے بعد مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”خالہ جان اسے سمجھائیے۔دیکھیے میں بالکل ٹھیک ہوں۔“ تنویر نے کہا۔”بھائی جان آپ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کریں میں آپ کی بہن ہوں۔مجھے اسی وقت معلوم ہو گیا تھا جب میں کمرے میں داخل ہوئی تھی۔“

www.magrumpk.com

"کیا معلوم ہو گیا تھا؟" شہباز نے برہم ہو کر کہا۔ "بھائی جان آپ کی آنکھیں!" شہباز نے چند ثانیے کوئی بات نہ کی۔ بالآخر اس نے کہا۔ "تنویر سر کے زخم کے باعث کبھی کبھی میری آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا جاتی ہے۔ لیکن طبیب کہتا تھا کہ یہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔ دیکھو اب میں کمرے کی ہر چیز دیکھ سکتا ہوں۔ اٹھ کر میرے سامنے بیٹھو اور میرا امتحان لے لو۔"

عطیہ نے کہا۔ "بیٹی سر پر زخم آنے سے کبھی کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ تمہیں حوصلے سے کام لینا چاہیے۔" شہباز نے کہا۔ "تنویر مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ابا جان کو میرے زخمی ہونے کی خبر نہیں دو گی۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے اس حالت میں دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں بہت جلد ٹھیک ہو جاؤں گا۔ طبیب نے مجھے بہت تسلی دی ہے۔"

www.magfunpk.com

شام کے قریب طاہر اور ہاشم بیگ کمرے میں داخل ہوئے۔ شہباز نے ان کے قدموں کی آہٹ پا کر آنکھیں کھولیں اور کہا۔ ”خالہ جان اب میری آنکھیں ٹھیک ہو گئی ہیں۔ دیکھئے میں خالو جان اور ہاشم بیگ کو دیکھ سکتا ہوں۔“

طاہر بیگ نے آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔شہباز میں تمہارے لیے بہت اچھی خبر لایا ہوں۔تہور جنگ اور ہری پنت چالیس ہزار سواروں کے ساتھ یہاں پہنچنے والے ہیں۔اس کے علاوہ حضور نظام نے حیدر آباد سے مغل علی خان کو پچیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کر دیا ہے۔میسور کی فوج بہت جلد محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو جائے گی۔“

لیکن شہباز کے لیے اس خبر کی کوئی اہمیت نہ تھی۔اس نے سراپا احتجاج بن کر کہا۔”خالو جان طبیب کو بلائیے میری آنکھوں کے سامنے پھر اندھیرا چھا رہا ہے۔“

www.magfunpk.com

سلطان ٹیپو نے تہور جنگ، ہری پنت اور مغل علی خان کی افواج کی آمد کی خبر سنی تو اس نے ادھونی پر فوراً قبضہ کرنے کے لیے چند شدید حملے کیے لیکن ادھونی کے دفاعی استحکامات کے باعث اسے کامیابی نہ ہوئی۔ پھر جب پینسٹھ ہزار سواروں کا لشکر ادھونی کے قریب پہنچ گیا تو سلطان نے شہر پر قبضہ کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔

نظام اور مرہٹوں کی فوری مداخلت نے اگرچہ سلطان ٹیپو کو ادھونی کے قلعے پر فیصلہ کن ضرب لگانے کا موقع نہ دیا لیکن اس کی ایک بہت بڑی چال کامیاب ہو چکی تھی۔ اس نے دشمن کے لیے ایک نیا محاذ کھول کر اس کی بیشتر افواج کو عین اس وقت دریائے تنگبھدرہ عبور کر کے آگے بڑھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب کہ برسات ہونے کو تھی۔ اتحادی اگر اپنے جنگی پلان پر عمل کرتے تو وہ دریائے تنگبھدرہ کے پار رسد اور بارود کے ذخیرہ جمع کرتے اور اپنے فوجی اڈے قائم کرنے سے پہلے جنوب کی طرف نہ بڑھتے۔ لیکن اب وہ ضروری انتظامات کیے بغیر آگے آ چکے تھے۔

www.magfunpk.com

برسات کی بھی آمد آمد تھی اور تنگبھدرہ اور کرشنا کے درمیان بیشتر علاقہ جہاں سے انہیں طغیانی کے دنوں میں رسد ملنے کی امید ہوسکتی تھی ابھی تک سلطان کی افواج کے قبضہ میں تھا۔ ہری پنت اور مغل علی خان نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ برسات کی طغیانیوں کے باعث ان کے لیے رسد اور کمک کے راستے بالکل مسدود ہو جائیں گے مہابت جنگ کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو ادھونی سے نکال کر رائچور پہنچ جائے۔ مہابت جنگ نے ادھونی کے اُمرا سے مشورہ کرنے کے بعد ہری پنت کی ہدایت پر عمل کیا۔ چنانچہ ایک دن ادھونی کے قلعے کے دروازے پر ہاتھیوں، گھوڑوں، پالکیوں اور بیل گاڑیوں کی قطاریں کھڑی تھیں۔

www.magfunpk.com

مہاجت جنگ اور دوسرے رؤسا اپنے بال بچوں سمیت ان پر سوار ہو رہے تھے بعض خواتین ڈولیوں میں سوار ہو کر قلعے سے باہر نکل رہی تھیں۔ قلعے کے اندر ایک مکان کے کشادہ کمرے میں طاہر بیگ کے خاندان کے چند افراد جمع تھے۔ شہباز خان بستر پر لیٹا ہوا تھا اور تنویر سراپا التجا بن کر طاہر بیگ عطیہ اور خاندان کی دوسری عورتوں سے کہہ رہی تھی۔

''خدا کے لیے بھائی جان کو سفر پر مجبور نہ کیجیے۔ طبیب نے آپ کے سامنے کہا تھا اگر انہوں نے چند ہفتے چلنے پھرنے سے پرہیز نہ کیا تو یہ ہمیشہ کے لیے بینائی سے محروم ہو جائیں گے۔''

www.magfunpk.com

طاہر بیگ نے کہا۔ ''بیٹی فکر نہ کرو۔ اس بات کی پوری احتیاط کی جائے گی کہ انہیں راستے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ میرے نوکر انہیں بستر سمیت یہاں سے اٹھالے جائیں گے۔''

تنویر نے کہا۔ ''خالو جان خدا کے لیے اس بات پر اصرار نہ کیجیے۔ مجھے معلوم ہے کہ راستے میں دشمن ضرور حملہ کرے گا اور آپ کے لیے ان کی حفاظت ایک مسئلہ بن جائے گی۔ انہیں یہیں رہنے دیجیے۔'' طاہر نے کہا۔ ''لیکن جب میسور کی فوج شہر میں داخل ہو جائے گی تو ان کا کیا حال ہوگا؟'' ''میں میسور کے سپاہیوں کو جانتی ہوں وہ ایک زخمی اور بے بس انسان پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔''

www.magfunpk.com

ایک عمر رسیدہ عورت نے کہا۔ ''مرزا صاحب آپ کی بہو کا خیال درست ہے۔ شہباز کے لیے اس حالت میں سفر کرنا یقیناً تکلیف دہ ہوگا اور اگر ان کی بینائی چھن جانے کا خطرہ ہے تو آپ اصرار نہ کیجیے۔ پھر اگر آپ یہاں ہیں تو ان کے ٹھہرنے میں حرج کیا ہے؟''

طاہر بیگ نے کہا۔ ''اچھا بیٹی اگر تمہارا یہ ہی خیال ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن تم جلدی کرو۔ قافلہ تیار کھڑا ہے۔ تنویر نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔ ''آپ خالہ جان کو بھیج دیجیے۔ میں یہیں رہوں گی۔ میں بھائی جان کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتی۔ انہیں میری ضرورت ہے۔'' شہباز جو انتہائی سکون کے ساتھ یہ بحث سن رہا تھا' اٹھ کر بیٹھ گیا اور چلایا۔ ''تنویر! مجھے تمہاری قطعاً ضرورت نہیں۔ خدا کے لیے تم فوراً خالہ جان کے ساتھ چلی جاؤ۔''

www.magfun.pk.com

اس کے ساتھ ہی شہباز نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دبا لیا۔ تنویر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے بستر پر لٹاتے ہوئے کہا۔ ''بھائی جان خدا کے لیے آپ لیٹے رہیے!'' شہباز خان نے کہا۔ ''تنویر اگر تم پانچ منٹ کے اندر اندر یہاں سے نہ نکل گئیں تو میں پیدل قافلے کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جاؤں گا۔ خالہ جان اسے لے جائیے ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔''

عطیہ نے کہا۔ ''بیٹی تنویر اب ضد نہ کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ جب دشمن شہر پر قبضہ کرے گا تو تمہارا یہاں ٹھہرنا تمہارے بھائی کے لیے کتنا تکلیف دہ ہو گا لیکن اگر تم نہیں مانتیں تو میں بھی یہیں رہوں گی۔'' خاندان کی عمر رسیدہ عورتوں کے سمجھانے اور شہباز سے مزید ڈانٹ ڈپٹ سننے کے بعد تنویر بادل ناخواستہ اپنی خالہ اور باقی عورتوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ لیکن کمرے سے باہر نکلتے وقت اس کی آنکھوں کا سیلاب چھوٹ پڑا۔

www.magfun.pk.com

قافلے کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد طاہر اور ہاشم بیگ اپنے اپنے مورچے سنبھال چکے تھے شہباز نیم خوابی کی حالت میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور ایک نوکر جسے طاہر بیگ اس کی تیمارداری کے لیے چھوڑ گیا تھا۔اس کے بستر سے چند قدم دور فرش پر لیٹا خراٹے لے رہا تھا۔دوپہر کے وقت شہباز کو پیاس محسوس ہوئی اور اس نے نوکر کو آواز دی۔لیکن جواب میں اسے نوکر کے خراٹے بے حد ناگوار محسوس ہوئے۔پانی کی صراحی اس کے بستر سے چند قدم دور پڑی ہوئی تھی۔وہ بستر سے اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا صراحی کی طرف بڑھا۔لیکن تین چار قدم اٹھانے کے بعد اس نے سر میں درد کی ٹیسیں محسوس کیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا گئی۔تاہم اس نے اس بے بسی کی حالت میں نوکر کو دوبارہ آواز دینا گوارا نہ کیا۔قدرے توقف کے بعد وہ سنبھل کر قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر فرش پر بیٹھ کر اپنے ہاتھوں سے صراحی ٹٹولنے لگا۔اچانک اسے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

www.magfunpk.com

”کون ہے؟“ اس نے کرب انگیز لہجے میں سوال کیا۔

اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ کوئی دبے پاؤں اس کے قریب آرہا ہے۔ اس کے بعد اسے صراحی سے پانی نکالنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر کسی نے بھرا ہوا پیالہ اس کے منہ سے لگا دیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے پیالہ اور دوسرے ہاتھ سے پانی پلانے والے کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ”خدا کے لیے بتاؤ، تم کون ہو؟“

جواب میں اسے دبی دبی سسکیاں سنائی دیں اور وہ پانی کا پیالہ فرش پر رکھ کر بلند آواز سے چلایا۔

www.magfunpk.com

''تنویر' تنویر' تم!...... تم یہاں کیسے آ گئیں؟ تمہیں اس وقت یہاں سے کوسوں دور ہونا چاہیے تھا!'' تنویر نے دوبارہ پیالہ اس کے منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''بھائی جان' آپ پہلے پانی پی لیں۔''

شہباز پانی کے چند گھونٹ پینے کے بعد اٹھ کھڑا ہو گیا اور تنویر اسے بازو سے پکڑ کر بستر پر لے گئی۔ شہباز بار بار یہ پوچھ رہا تھا۔ ''خدا کے لیے بتاؤ تم کہاں چھپ گئی تھیں۔ تم گئی کیوں نہیں۔ اگر خدانخواستہ دشمن کے سپاہی یہاں آ گئے ہوتے تو کیا ہوتا؟'' تنویر نے سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا۔ بھائی جان آپ نے مجھے قافلے کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن یہ حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے قافلے کو راستے میں چھوڑ کر واپس نہیں آنا چاہیے۔ میں شہر سے نکلتے ہی پالکی سے اتر کر ایک گھوڑے پر سوار ہو گئی تھی۔ شہر سے چند میل دور جا کر میں نے خالہ جان سے کہہ دیا تھا کہ میں واپس جا رہی ہوں۔ دو نوکروں نے تھوڑی دور میرا پیچھا کیا تھا۔ لیکن میں نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر واپس بھیج دیا۔''

www.magfunpk.com

شہباز نے کہا۔ ''تنویر مجھے معلوم نہیں تمہاری اس غلطی کا انجام کیا ہو گا لیکن میرا یہ کہنا غلط تھا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ کاش تم یہاں ہوتیں۔ میں اپنی جرات اور مردانگی کا ثبوت دینے کے لیے ادھونی کی فوج میں بھرتی ہوا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ میں بہادر نہیں ہوں۔ ابھی تمہارے آنے سے چند ثانیے قبل میں ایک بچے کی طرح چلا چلا کر رونا چاہتا تھا۔ طبیب نے مجھے بالکل جھوٹی تسلیاں دی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ میں بہت جلد ہمیشہ کے لیے بینائی سے محروم ہو جاؤں گا۔''

''بھائی جان! مجھے یقین ہے کہ آپ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ مجھے ڈر تھا کہ آپ مجھے دیکھ کر خفا ہوں گے۔''

''میں تم سے خفا نہیں ہوں لیکن خالو جان اور ہاشم کیا کہیں گے۔''

www.magfunpk.com

”مجھے ان کے متعلق کوئی پریشانی نہیں۔ میں انہیں یہ جواب دے سکوں گی کہ میں شہباز کی بہن ہوں۔“

مہابت جنگ کے ادھونی سے نکلنے کے بعد مغل علی خان اور تہور جنگ نے دریائے تنگبھدرہ کے جنوب میں سلطان ٹیپو کے ساتھ جنگ کا خطرہ مول لینا غیر ضروری خیال کیا۔ چنانچہ شہزادہ مغل علی خان واپس حیدرآباد چلا گیا اور تہور جنگ کے تحت مغل اور مرہٹہ افواج نے کنچن گڑھ کا رخ کیا۔ جہاں ہری پنت کا بیشتر لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔

سلطان ٹیپو نے کسی تاخیر کے بغیر دوبارہ ادھونی کا رخ کیا۔ ادھونی کی فوج کے افسر اور سپاہی مہابت جنگ کے فرار ہو جانے اور مغل علی خان اور تہور جنگ کے لشکر کی پسپائی کے باعث بد دل ہو چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کسی قابل ذکر مزاحمت کے بغیر ہتھیار ڈال دیے۔ اس صورت حال کو ادھونی کا حکمران طبقہ اپنی تاریخ کا بدترین سانحہ سمجھتا تھا لیکن عوام کے جذبات ان سے مختلف تھے۔ وہ اگر کوئی خطرہ محسوس کرتے تھے تو وہ میسور کے لشکر کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ ان مرہٹہ اور حیدر آبادی سپاہیوں کی طرف سے تھا جنہیں ادھونی کی حفاظت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ جب شہزادہ مغل علی خان اور تہور جنگ کی فوج کے ساتھ ہزاروں مرہٹے ادھونی میں داخل ہوں گے تو ادھونی کے حکمران طبقے سے تعلق رکھنے والے چند خاندانوں کے سوا کسی کی جان و مال اور عزت محفوظ نہیں رہے گی۔

www.magrupk.com

سلطان کی فتح ان کے نزدیک انسانیت کی فتح تھی اور جب سلطان کا لشکر شہر میں داخل ہوا تو وہ اپنے گھروں کوٹھڑیوں اور تہ خانوں میں چھپنے کی بجائے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر اس کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ میسور کے کسی سپاہی کی تلوار نیام سے باہر نہ تھی۔ کسی کے چہرے پر فتح کا غرور نہ تھا۔ خوشی کے نعروں اور مسرت کے قہقہوں کی بجائے اس کی زبانوں پر دعائیں تھیں۔ جو لوگ آئے دن دکن کے امرا کی خود پسندی اور رعونت کے مظاہرے دیکھنے کے عادی تھے۔ ان کے لیے میسور کے حکمران کی سادگی اور انکساری کی ایک نئی بات تھی۔ رعب وجلال کا یہ پیکر مجسم ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار تھا۔ لیکن اس کی نگاہیں تماشائیوں کے لیے ایک فاتحانہ غرور سے دیکھنے کی بجائے زمین میں گڑھی جا رہی تھیں۔ مسلمان اسے ایک درویش، ایک ولی اور ایک ایک بزرگ سمجھتے تھے۔ ہندوؤں کی نگاہ میں وہ ایک دیوتا تھا اور دھونی کی تمام بیٹیاں اسے اپنی عزت کا محافظ سمجھتی تھیں۔

www.magfunpk.com

شہباز گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے اپنے بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ تنویر ایک دریچے کے سامنے کھڑی قلعے کے کشادہ صحن کی طرف جھانک رہی تھی جہاں میسور کے سپاہی جمع ہو رہے تھے۔

شہباز نے کہا۔ ''تنویر آؤ بیٹھ جاؤ۔ پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔'' تنویر آگے بڑھ کر اس کے قریب ایک مونڈھے پر بیٹھ گئی اور قدرے توقف کے بعد بولی۔ ''بھائی جان وہ ابھی تک نہیں آئے بہت دیر ہو گئی۔ خالو جان کہتے تھے کہ اگر ہمیں قیدی بنا لیا گیا تو بھی میں کوشش کروں گا کہ ہمیں اسی مکان میں رہنے دیا جائے۔'' شہباز نے جواب دیا۔ ''فاتح لشکر اپنے قیدیوں سے مشورہ نہیں لیتا کہ تم کہاں رہنا چاہتے ہو اور ابھی تو انہیں قیدیوں کی چھان بین کرنے میں بھی کافی وقت لگے گا۔ تنویر، میں بہت شرمسار ہوں، تم پر یہ مصیبت میری

وجہ سے آئی ہے اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جب تک تمہارے لے یہاں سے بھاگ جانے کا موقع تھا میرے لیے بستر سے سر اٹھانا محال تھا اور آج میں دو گھنٹوں سے اسی طرح بیٹھا ہوا ہوں اور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آج مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری بینائی کبھی خراب نہیں تھی۔ اگر تم اجازت دو تو میں باہر جا کر ان کا پتا کروں؟‘‘

تنویر نے کہا۔ ’’نہیں نہیں بھائی جان میں آپ کو بستر سے نہیں اٹھنے دوں گی۔ طبیب بار بار یہ تاکید کر چکا ہے کہ آپ کو صرف مکمل آرام خطرے سے بچا سکتا ہے۔‘‘ باہر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ تنویر کا دل دھڑکنے لگا اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ ہاشم بیگ کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ’’دشمن نے عام سپاہیوں کو آزاد کر دیا ہے۔ لیکن افسروں کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ انہیں جنگ کے زمانے میں قید رکھا جائے گا

www.magfunpk.com

میرے ساتھ دو سپاہی آئے ہیں اور وہ دروازے پر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آپ کے ساتھ وہ کیا سلوک کریں گے۔ صرف یہ پتا چلا ہے کہ جو عورتیں اور بچے اس قلعے میں ہیں انہیں سر دست شہر کے مکان میں منتقل کر دیا جائے گا۔ مجھے قلعہ خالی کروانے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ بظاہر اس بات کے کوئی آثار نظر نہیں آتے کہ دشمن اسے اپنی فوج کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ سلطان ٹیپو قلعے کا معائنہ کرنے کے فوراً بعد اپنے پڑاؤ میں چلے گئے ہیں۔ وہ یہاں سے فوج کے صرف چند دستے لے گئے ہیں۔ دشمن قلعے کی بھاری توپیں بھی یہاں سے اٹھوا کر باہر لے جا رہا ہے۔ ابا جان کو یقین ہے کہ سلطان کی فوج آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گی اور اگر انہیں سلطان یا ان کی فوج کے کسی بڑے افسر کی

ہمیں اس وقت قلعے کے باہر کسی کیمپ میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ مجھے صرف دو منٹ کے لیے آپ کے پاس آنے کی اجازت ملی ہے۔

www.magfunpk.com

خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو وہ ان سے یہ درخواست کریں گے کہ جب تک آپ تندرست نہیں ہوتے آپ کو یہیں رہنے کا موقع دیا جائے۔ میں آپ کو ایک اور خبر سناتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے ابھی مراد علی کو دیکھا ہے۔''

شہباز نے چونک کر کہا۔ ''مراد علی...... سر نگا پٹم والا مراد علی؟ آپ نے اس کے ساتھ کوئی بات کی ہے؟''

''نہیں' اس کا دھیان دوسری طرف تھا اور مجھے اس حالت میں اس سے ملاقات کرنا گوارا بھی نہ تھا۔''

تنویر نے پوچھا۔ ''آپ کو یقین ہے کہ وہ کوئی اور نہیں تھا؟''

''ہاں' میں نے اسے پانچ چھ قدم کے فاصلے سے دیکھا تھا اور میری آنکھیں مجھے دھوکہ نہیں دے سکتیں۔''

www.magfunpk.com

باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی اور ہاشم بیگ نے کہا۔ ''بپا جی مجھے بلا رہے ہیں۔''
تنویر کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ ہاشم بیگ ایک ثانیہ توقف کے بعد دروازے کی طرف بڑھا اور تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔ شہباز اور تنویر دیر تک پریشانی اور اضطراب کی حالت میں بیٹھے رہے۔

کوئی ایک گھنٹہ بعد نوکر پریشان صورت بنائے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے شہباز سے کہا۔ ''حضور میسور کی فوج کا ایک افسر اور تین سپاہی دروازے پر کھڑے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دس منٹ کے اندر اندر یہ مکان خالی کر دینا چاہیے۔ قلعے کے تمام مکان خالی ہو رہے ہیں۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا کہ اس مکان میں ایک پردہ نشین بی بی اپنے بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ جن کے لیے دو قدم چلنا بھی مشکل ہے لیکن وہ افسر کہتا ہے کہ یہ مکان ہر حالت میں خالی کرنا پڑے گا۔ اگر اس میں کوئی ایسا آدمی ہے جو چل پھر نہیں سکتا تو میرے سپاہی اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔''

''میں خود ان سے بات کرتی ہوں۔''

www.magicpk.com

تنویر یہ کہہ کر اپنا دوپٹہ درست کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔ ”تنویر! تنویر!! ٹھہرو، تم باہر مت جاؤ!“ شہباز یہ کہہ کر بستر سے اٹھا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک مڑا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبا کر فرش پر بیٹھ گیا۔ نوکر جو تذبذب کی حالت میں دروازے کے سامنے کھڑا تھا آگے بڑھا اس نے شہباز کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک موڑھے پر بٹھا دیا۔ مکان سے باہر میسور کی فوج کا ایک افسر تنویر سے کہہ رہا تھا۔

”محترمہ میں آپ کو یہ نہیں بتا سکتا کہ اس قلعے کو خالی کرنا کیوں ضروری ہے۔ میں صرف اپنے سپہ سالار کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ آپ کا بھائی اگر چلنے پھرنے کے قابل نہیں تو اسے اٹھا کر لے جانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے پاس اب گفتگو کے لیے زیادہ وقت نہیں۔“

تنویر نے کہا۔ ”آپ مراد علی کو جانتے ہیں وہ آپ کی فوج میں ہے؟“

''ہماری فوج میں اس نام کے کئی آدمی ہو سکتے ہیں۔ آپ کس مراد علی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟''

''وہ سرنگاپٹم کے رہنے والے ہیں۔ ان کے بڑے بھائی کا نام انور علی ہے۔ ان کے والد کا نام معظم علی تھا جو میسور کی فوج کے بہت بڑے افسر تھے۔ ان کے دو بھائی صدیق علی اور مسعود علی چند سال قبل انگریزوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔''

''وہ مراد علی اس وقت یہیں ہیں اور ان کے بھائی انور علی ہمارے افسر ہیں۔ لیکن آپ کا ان کے ساتھ کیا تعلق؟''

وہ میرے بھائی ہیں۔ افسر نے پریشان ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''اگر آپ مراد علی اور انور علی کی بہن ہیں تو مجھے بھی اپنا بھائی سمجھیں۔''

www.magrupk.com

آپ مراد علی کو میرا پیغام پہنچا دیں۔ انہیں یہ کہیں کہ اکبر خان کی بیٹی تنویر آپ کو بلاتی ہے۔ شہباز خان بستر پر پڑا ہوا ہے اور طبیب نے اسے چلنے پھرنے سے منع کیا ہے۔'' افسر نے کہا۔ ''میں آپ کا پیغام لے جاتا ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ آپ کو ہر صورت میں یہ مکان خالی کرنا پڑے گا۔''

نوجوان افسر اور سپاہی چلے گئے اور تنویر واپس آ کر اپنے بھائی کے کمرے میں داخل ہوئی۔ شہباز اپنا سر ہاتھوں میں دبائے مونڈھے پر بیٹھا تھا۔ تنویر نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''بھائی جان آپ بستر پر لیٹ جائیں۔ ابھی آپ کو بیٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ شہباز اس کا سہارا لے کر آگے بڑھا اور بستر پر لیٹ گیا۔ تنویر نے اس کے چہرے سے اس کی تکلیف کا اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا۔

''کیا بات ہے بھائی جان آپ پھر درد محسوس کر رہے ہیں؟''

www.magfunpk.com

"میں ٹھیک ہوں۔" شہباز نے شکایت کے لہجے میں کہا "تنویر تمہیں باہر نہیں جانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ وہ کیا کہتے تھے؟"

"وہ کہتے تھے کہ ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔"

"اور تم نے مراد علی سے رحم کی درخواست کی ہو گی؟"

"بھائی جان آپ کو اس بات پر رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے۔ مراد اور انور میسور کی فوج کے سپاہی ہونے کے باوجود میرے بھائی ہیں اور میں ان سے ایک بہن کا حق مانگ سکتی ہوں۔"

www.magfunpk.com

شہباز نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا ''تنویر اب ان کے ساتھ ہمارے تمام رشتے ٹوٹ چکے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے زخمی ہونے سے پہلے میسور کے چار سپاہیوں کو گولی کا نشانہ بنایا تھا۔ یہ محض اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی مرا دیا انور نہ تھا۔ ورنہ میں بندوق چلاتے وقت یہ سوچنے کی ضرورت محسوس نہ کرتا کہ میرا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اب اگر تم نے انہیں کوئی پیغام بھیجا ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ فوراً یہاں آئیں گے۔ ممکن ہے کہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر وہ بھول جائیں گے کہ میں ان کے خلاف لڑ چکا ہوں۔ لیکن میں کس منہ سے یہ کہہ سکوں گا کہ میں ان کی طرف سے کسی انسانی سلوک کا حقدار ہوں۔ تنویر میں یہ برداشت نہیں کروں گا کہ تم ان سے میرے لیے رحم کی درخواست کرو۔ اگر تم ان حالات میں بھی انہیں اپنا بھائی سمجھتی ہو تو ان سے یہ کہو کہ وہ تمہیں ابا جان کے پاس پہنچا دیں لیکن میرے لیے رحم کی بھیک مانگ

کر مجھے ان کے سامنے شرمسار مت کرنا۔ کاش تم واپس نہ آتیں!...... کاش وہ مجھے ملبے کے ڈھیر سے نہ نکالتے اور آج میں اپنی بہن کی بے بسی دیکھنے کے لیے زندہ نہ ہوتا...... مجھ پر قدرت کا شاید آخری احسان یہ ہے کہ اب مجھے مراد علی کے سامنے شرم وندامت سے آنکھیں جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اب اگر وہ آئے بھی تو میں تاریکی میں صرف ان کی بات سن سکوں گا۔ میں آج صبح سے اس بات پر خوش ہو رہا تھا کہ میری آنکھیں ٹھیک ہو رہی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ میں اپنے پاؤں سے چل کر قلعے کے باہر جا سکوں گا' لیکن میرے سر کے درد کا یہ دورہ معمول سے زیادہ طویل ہو گیا ہے اور اب مجھے وہ دھندلی سی روشنی بھی دکھائی نہیں دیتی۔''

تنویر نے کہا۔ ''بھائی جان آپ تھوڑی دیر لیٹے رہیں' مجھے یقین ہے کہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔''

www.magrunpk.com

شہباز چند منٹ آنکھیں بند کیے خاموش پڑا رہا۔ بالآخر اس نے آنکھیں کھولیں اور کہا ''تنویر اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے سے تاریکی کے بادل آہستہ آہستہ چھٹ رہے ہیں۔ مجھے دریچے سے ہلکی ہلکی روشنی نظر آ رہی ہے۔ میں تمہارا دھندلا سا عکس دیکھ سکتا ہوں لیکن مراد علی یہاں آ جائے تو خدا کے لیے اسے میری آنکھوں کے متعلق کچھ نہ بتانا۔''

تنویر نے آبدیدہ ہو کر کہا۔ ''بھائی جان اگر آپ کو طبی امداد کی ضرورت نہ ہوتی تو میں ابا جان کے دوست کے بیٹوں کو اپنی بے بسی کا تماشا دیکھنے کی دعوت نہ دیتی۔ میں بے غیرت نہیں ہوں۔ ہماری رگوں میں ایک ہی باپ کا خون ہے۔ ہم نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے۔ لیکن آپ مجھے ایک بہن کا فرض ادا کرنے سے منع نہ کریں اور میں آپ کے متعلق ہی نہیں بلکہ امی جان، ابا جان اور ثمینہ کے متعلق بھی سوچتی ہوں۔''

www.magrupk.com

”ثمینہ...... میری ننھی ثمینہ!“ شہباز نے کرب انگیز لہجے میں کہا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔ وہ تصور میں کوسوں دور اپنی بستی کے گھنے درختوں کی چھاؤں میں ثمینہ کے قہقہے سن رہا تھا۔

نوکر نے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا۔ ''حضور! میسور کی فوج کے دو افسر اندر آنا چاہتے ہیں ایک نے اپنا نام مراد علی بتایا ہے۔''

تنویر نے کہا۔ ''انہیں بلا لاؤ!''

نوکر باہر نکل گیا۔ تنویر نے کرسی سے اٹھ کر کہا۔ ''بھائی جان میں دوسرے کمرے میں جاتی ہوں۔ لیکن آپ ان کے آنے پر اٹھنے کی کوشش نہ کریں!'' شہباز نے کوئی جواب نہ دیا۔ تنویر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی برابر کے کمرے میں چلی گئی اور نیم وا دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہوگئی۔ مراد اور انور کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ ''السلام علیکم'' کہہ کر آگے بڑھے۔ شہباز صرف ان کے دھندلے سے نقوش دیکھ سکتا تھا۔ اس نے بستر پر لیٹے لیٹے اپنا دایاں ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

www.magfunpk.com

”وعلیکم السلام……معاف کیجیے میں سر میں تکلیف کے باعث اٹھ نہیں سکتا۔“

مراد علی نے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ بھائی جان انور علی ہیں۔“ انور علی نے شہباز کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ ”آپ کو دیکھنا میری زندگی کی ایک بڑی خواہش تھی۔ لیکن مجھے یہ امید نہ تھی کہ ہماری ملاقات ان حالات میں ہو گی۔“

”آپ تشریف رکھیے۔“ شہباز نے کہا۔ وہ بستر کے قریب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مراد علی نے کہا۔ ”مجھے بہن تنویر کا پیغام سن کر بہت پریشانی ہوئی تھی۔ آپ کی حالت کیسی ہے۔ آپ یہاں کب آئے تھے اور آپ نے سر پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ ہاشم اور اس کے والد کہاں ہیں؟“ ہاشم اور اس کے والد آپ کی قید میں ہیں۔ میرے سر پر ایک معمولی سا زخم آ گیا تھا۔ زخم قریباً مندمل ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے سر پر اکثر

www.magfunpk.com

تکلیف رہتی ہے۔ طبیب کا حکم ہے کہ میں سر تکیے سے اٹھانے کی کوشش نہ کروں۔"

انور علی نے کہا۔ ''سر کا زخم مندمل ہونے کے باوجود اگر آپ تکلیف محسوس کرتے ہیں تو آپ کو احتیاط کرنے چاہیے۔ آپ کے علاج کے لیے ہم اپنی فوج کے بہترین طبیبوں کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔''

شہباز نے کہا۔ ''لیکن اس سے قبل کہ آپ میرے لیے کوئی تکلیف اٹھائیں میں اپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ادھونی کی فوج کا سپاہی ہوں اور آپ کی فوج کے ساتھ لڑائی میں زخمی ہوا تھا۔''

انور علی نے جواب دیا۔ ''میسور کے طبیب علاج کرتے وقت دوست اور دشمن کے درمیان امتیاز نہیں کرتے۔ ادھونی کی فتح کے بعد آپ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ہمارے سامنے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو کسی محفوظ جگہ منتقل کیا جائے۔ ہاشم اور اس کے والد گرفتار ہو چکے

www.magfun.pk.com

ہیں تو وہ دوسری قیدیوں کے ساتھ شہر سے باہر ایک کیمپ میں بھیجے جا چکے ہیں۔ وہاں آپ کے لیے ایک علیحدہ خیمہ نصب کیا جا سکتا ہے اور علاج کے لیے بھی اپ کو تمام سہولتیں مہیا ہوں گی۔''

شہباز نے پوچھا۔ ''قیدیوں کا کیمپ یہاں سے کتنی دور ہے؟''

''کیمپ یہاں سے صرف پانچ میل دور ہے۔ لیکن آپ کے لیے بیل گاڑی کا انتظام ہو سکتا ہے اور اگر آپ بیل گاری پر سفر کرنا پسند نہ کریں تو ہمارے آدمی آپ کو گھاٹ پر اُٹھا کر وہاں لے جائیں گے۔''

www.magfunpk.com

شہباز نے پوچھا۔ ''آپ ہمیں یہ مکان خالی کرنے کے لیے کتنا وقت دیں گے؟'' انور علی نے جواب دیا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ ہم آپ کو پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں دے سکتے۔'' برابر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور تنویر اپنے سر پر ایک سفید چادر لیے نمودار ہوئی۔ آنکھوں کے سوا اس کا تمام چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ انور اور مراد احتراماً کھڑے ہو گئے تنویر نے کہا۔ ''بھائی جان نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ ان کے لیے یہ سفر بہت خطرناک ہے۔''

شہباز نے مضطرب ہو کر کہا۔ ''تنویر خدا کے لیے تم خاموش رہو۔'' لیکن تنویر پر اس کی خفگی کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے کہا۔ ''مجھے معلوم نہیں کہ قلعہ خالی کروانے میں آپ کی کیا مصلحت ہے لیکن اگر یہ سلطان کا حکم ہے تو آپ ان سے کہیں کہ یہاں ایک بے بس زخمی آپ کی فوج

www.magfun.pk.com

کے لیے کسی خطرے کا باعث نہیں ہوسکتا۔'' انور علی نے پریشان سا ہو کر کہا۔ ''میری جانب سے آپ کو یہ اطمینان ہونا چاہیے کہ ہم انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔''

اگر کسی معمولی تکلیف کا سوال ہوتا تو میں آپ سے التجا نہ کرتی۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں ہمیشہ کے لیے بینائی سے محروم نہ ہو جائیں ۔ بھائی جان اس وقت بھی آپ کو اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتے۔'' انور اور مراد چند ثانیے سکتے کے عالم میں کھڑے رہے۔ بالآخر انور علی نے کہا۔

تنویر نے کہا۔ ''اگر یہ ضروری ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہمیں قیدیوں کے کیمپ میں بھیجنے کی بجائے شہر میں اپنے مکان کے اندر ٹھہرنے کی اجازت دے دیں؟'' انور علی نے جواب دیا۔ ''اگر شہر میں آپ کا مکان تھا تو اس میں اتنی پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ فوراً تیار ہو

www.magfunpk.com

جائیں میں ابھی چند آدمی بلواتا ہوں۔''

شہباز نے کہا۔''میں آپ کو ایک بات بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر اکبر خان کے بیٹے کی حیثیت سے میرا آپ پر کوئی حق تھا تو وہ اسی دن ختم ہو گیا تھا جس دن میں ادھونی کی فوج میں بھرتی ہوا تھا۔ میں کسی بھی حالت میں گوارا نہیں کروں گا کہ آپ میری خاطر اپنی ذات کے لیے کوئی خطرہ مول لیں۔ میں عام جنگی قیدیوں سے بہتر سلوک کا حقدار نہیں ہوں۔ اس لیے اگر یہ قلعہ خالی کروانا اتنا ہی ضروری ہے تو میری پروا نہ کیجیے۔ میں قیدیوں کے کیمپ میں جانے کے لیے تیار ہوں۔''

www.magfunpk.com

انور علی نے جواب دیا۔ ”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو صرف اتنی ہی رعایت دی جا رہی ہے جو ہر زخمی کے ساتھ برتی جاتی ہے۔ اگر آپ شہر میں رہ سکتے ہیں تو آپ کو قیدیوں کے کیمپ میں بھیجنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ سلطان معظم آپ کی خاطر ہاشم اور ان کے والد کو بھی شہر میں رہنے کی اجازت دے دیں۔ انہیں صرف اس بات کی ضمانت دینا ہو گی کہ وہ جنگ کے دوران میں فرار ہو کر دوبارہ دکن کی فوج میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کریں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ میسور اور دکن کی حکومتوں کے درمیان مفاہمت کی کوئی صورت نکل آئے اور سلطان معظم تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم صادر فرما دیں۔ لیکن اب باتوں کا وقت نہیں، مراد تم چند آدمی بلاؤ اور انہیں ان کے گھر پہنچانے کا انتظام کرو میں ان کے علاج کے لیے کسی قابل طبیب کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔“

www.magfunpk.com

ایک گھنٹہ بعد شہباز اور تنویر شہر کے ایک خوبصورت مکان میں منتقل ہو چکے تھے۔ شہباز کو کھاٹ پر ڈال کرلایا گیا تھا اور میسور کی فوج کا ایک قابل ترین طبیب اس کی آنکھوں کا معائنہ کر رہا تھا۔ مراد علی اور انور اس کے بستر کے پیچھے کھڑے تھے اور تنویر برابر کے کمرے میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ جب طبیب انور علی سے سرگوشی کے انداز میں چند باتیں کرنے کے بعد باہر نکلا تو تنویر نے نیم دروازے کی آڑ سے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا: ''بھائی جان! طبیب کیا کہتا تھا؟''

انور علی نے تذبذب سا ہو کر جواب دیا۔ ''وہ کہتا تھا کہ انہیں چند ہفتوں کے لیے مکمل آرام کی ضرورت ہے۔'' ''بھائی جان کی آنکھیں ٹھیک تو ہو جائیں گی نا؟'' انور علی نے قدرے توقف کے بعد مغموم لہجے میں جواب دیا۔ ''بہن طبیب کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔''

www.magfun.pk.com

"آپ کو یہ اطمینان ہے کہ یہ اس کے علاج سے جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔" انور اور مراد کچھ دیر شہباز کے پاس بیٹھے رہے۔ بالآخر انہوں نے اگلے دن آنے کا وعدہ کر کے رخصت لی اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ چند منٹ بعد تنویر اپنے بھائی کے پاس بیٹھی قلعے کی سمت سے مہیب دھماکے سن رہی تھی۔ شہباز نے کہا۔ "تنویر! جنگ شروع ہونے سے پہلے میں ادھونی کی فوج میں ایک سپاہی کی حیثیت سے اپنے مستقبل کے متعلق کئی سپنے دیکھا کرتا تھا۔ میرے ذہن میں اس قسم کے خیالات بھی آیا کرتے تھے کہ کسی میدان میں زخمی ہونے کے بعد میری لاش دشمن کے گھوڑوں کے سموں تلے روندی جا رہی ہے۔ یا مجھے کسی جنگ میں گرفتار کر لیا گیا ہے اور میں ایک طویل عرصہ دشمن کی قید میں رہنے کے بعد رہا ہو کر اپنے گھر جاتا ہوں اور ابا جان کو میری بے بسی پر رحم آ جاتا ہے اور وہ ماضی کی تمام تلخیوں کو بھول کر مجھے اپنے گلے سے لگا لیتے ہیں۔ لیکن میں

www.magfunpk.com

نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ مجھے اس بے بسی کی حالت میں مراد اور اس کے بھائی کا احسان مند ہونا پڑے گا اور میری وجہ سے تمہیں بھی یہ تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ قدرت کا مجھ پر آخری انعام یہ تھا کہ بینائی سے محروم ہونے کے بعد میں انور اور مراد کے چہروں پر فاتحانہ مسکراہٹیں نہیں دیکھ سکا اور مجھے ان کے سامنے شرم و خجالت سے سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔''

تنویر نے کہا۔ ”بھائی جان! میں نے ان کے چہروں پر فتح اور کامرانی کی مسکراہٹیں نہیں دیکھیں بلکہ ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھیں ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جب سلطان ٹیپو نے شہر میں داخل ہوتے وقت اپنے راستے میں ادھونی کے سپاہیوں کی لاشیں دیکھی ہوں گی تو ان کی بھی یہی حالت ہوئی ہوگی۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ نظام نے ایک ایسے آدمی کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے جو صرف میسور ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے مستقبل کی امیدوں کا آخری سہارا ہے۔ موجودہ حالات میں ہم صرف یہ ہی دعا کر سکتے ہیں کہ خدا نظام الملک کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دے یا ہمیں اتنی جرات اور ہمت دے کہ ہم ایک غلط راستے پر اس کا ساتھ دینے سے انکار کرسکیں۔“

www.magfunpk.com

شہباز نے کہا۔ ''تنویر میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے زخمی ہونے سے پہلے میسور کے چار سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ وہ یقیناً مجھ سے بہتر مسلمان تھے اور اب اگر میں میسور کی فوج کے کسی آدمی کا احسان مند ہوتے وقت ندامت محسوس نہ کروں تو تم مجھے قابل نفرت سمجھو گی؟''

تنویر نے آبدیدہ ہو کر کہا۔ ''میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ آپ میرے بھائی ہیں۔''

''میں تمہارا بھائی ہوں اور تم میری وجہ سے یہاں ٹھہرنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔ میری بہن ہونے کے باعث تم میری کسی غلطی یا کوتاہی کو قابل سزا نہیں سمجھو گی۔ میرے متعلق تمہیں اب یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ ایک سپاہی کی حیثیت میں میری زندگی ختم ہو چکی ہے۔ قدرت اب مجھے

www.magfunpk.com

سلطان ٹیپو کے خلاف تلوار اُٹھانے کا موقع نہیں دے گی لیکن ہاشم تمہارا شوہر ہے اور تمہیں اس کے ساتھ ساری زندگی گزارنی ہے۔اس کا خاندان ادھونی کی شکست کا انتقام لینے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرے گا۔میں ہاشم کو اچھی طرح جانتا ہوں‘ سلطان ٹیپو کا حسن سلوک اس کی ذہنیت نہیں بدل سکے گا۔تمہارا ضمیر بار بار یہ احتجاج کرے گا کہ وہ ایک غلط محاذ پر لڑ رہا ہے لیکن ایک بیوی کی حیثیت میں اس کی کوتاہیاں تمہیں برداشت کرنی پڑیں گی۔تمہیں اپنی سسرال کے خاندان کی عزت اور وقار کا خیال آئے گا تو تم نظام اور اس کے اتحادیوں کی فتح کے لیے دعائیں مانگو گی لیکن جب تمہیں یہ خیال آئے گا کہ سلطان ٹیپو اسلام اور انسانیت کا بول بالا جاتا ہے اور اس کے دائیں بائیں انور اور مراد جیسے لوگ کھڑے ہیں تو تمہارے لیے اس قسم کی دعائیں کتنی تکلیف دہ ہوں گی؟‘‘

www.magrunpk.com

تنویر نے کہا۔ ''بھائی جان میں نے شادی سے پہلے کبھی اپنے مستقبل کے متعلق نہیں سوچا تھا۔ میں تو صرف یہ جانتی تھی کہ میں اپنی خالہ کے گھر جا رہی ہوں۔ جب آپ ابا جان کی مرضی کے خلاف ادھونی کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے تو میں یہ ہی سمجھتی تھی کہ آپ کو خالو جان کے خاندان کے لوگوں کے طعنوں نے متاثر کیا ہے اور میں یہ دعا کیا کرتی تھی کہ آپ ایک اچھے سپاہی کی حیثیت میں اتنا نام پیدا کریں کہ ادھونی کا بڑے سے بڑا آدمی آپ پر رشک کرے۔ لیکن یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ جب سپاہیانہ جوہر دکھانے کا وقت آئے گا تو میرے بھائی اور میرے خاوند کو ایک غلط محاذ پر لڑنا پڑے گا۔ اب میرے پاس دعاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور میری دعائیں صرف یہ ہی ہوں گی کہ خدا میرے شوہر کو باطل کی بجائے حق کا ساتھ دینے کی جرات دے۔''

www.magrupak.com

مراد اور انور بلاناغہ شہباز کی تیمارداری کے لیے آتے تھے۔ شہباز ان کی محبت اور خلوص سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ بے چارگی اور ندامت کے احساس کی تلخی کی جگہ وہ تشکر اور احسان مندی کے جذبات سے مغلوب ہو رہا تھا۔ میسور کی فوج کے قابل ترین طبیبوں کے علاج سے اس کے سر کے درد کی شدت میں کچھ کمی آ چکی تھی لیکن اپنی بینائی میں وہ صرف یہ فرق محسوس کرتا تھا کہ تاریکی اور روشنی کی وہ آنکھ مچولی جو اسے کبھی انتہائی پرامید اور کبھی انتہائی مایوس بنا دیا کرتی تھی ختم ہو چکی تھی اور اب اس کی نگاہوں کے سامنے قریباً مستقل طور پر ایک دھندلکا چھایا رہتا تھا اور اس دھندلکے میں وہ صرف چند قدم تک اپنے گردوپیش کا ایک مبہم سا منظر دیکھ سکتا تھا۔

www.magfunpk.com

انور اور مراد کبھی چند منٹ کے لیے آتے تھے اور کبھی دو دو گھنٹے اس کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ تنویر جو پہلی ملاقات کے وقت اضطراری حالت میں سامنے آ گئی تھی اب ساتھ والے کمرے کے دروازے کی آڑ میں بیٹھ کر ان کی باتیں سنا کرتی تھی۔ جب مراد علی تنہا آتا تھا تو وہ کافی آزادی سے اس کے ساتھ باتیں کر لیا کرتی تھی۔ لیکن انور علی کی موجودگی میں اسے ایک آدھ فقرے سے زیادہ بولنے کی جرات نہ ہوتی ان کی باتیں عام طور پر جنگی یا سیاسی حالات کے بجائے اپنے گھریلو معاملات کے متعلق ہوتیں۔ شہباز انہیں کبھی اپنے سیر و تفریح کے واقعات سناتا اور کبھی ثمینہ کی معصوم شرارتوں کا ذکر چھیڑ دیتا۔ انور اور مراد اسے اپنے بچپن کے واقعات سناتے۔ ایک دن جبین کا ذکر آ گیا اور انور علی کے استفسار پر اس کی سرگزشت بیان کر دی گئی۔ ہر ملاقات کے اختتام پر انور اور مراد شہباز اور اس کی بہن پر یہ تاثر چھوڑ جاتے کہ معظم علی اکبر خان کی اولاد کے تعلقات پر زمانے کے انقلاب اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

www.magfunpk.com

ایک دن انور اور مراد خلاف معمول شہباز کی عیادت کو نہ آئے۔ لیکن عشاء کی نماز کے بعد نوکر نے اطلاع دی کہ انور علی چند منٹ کے لیے حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ تنویر اپنے بستر سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی اور شہباز نے انور علی کو اندر بلا لیا۔ انور نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کسی تمہید کے بغیر کہا۔

''بھائی میں آج بہت مصروف تھا۔ اس لیے آپ کی عیادت کو نہ آ سکا۔ مراد علی علا الصباح ایک مہم پر روانہ ہو گیا ہے۔ اور میں بھی رات کے پچھلے پہر یہاں سے جا رہا ہوں۔ ہمارے سپہ سالار نے ادھونی کے قلعہ دار کو بڑی سختی کے ساتھ ہدایت کی ہے کہ وہ ہر طرح سے آپ کا خیال رکھے۔ آج آپ کے خالو اور ہاشم بیگ کو قیدیوں کے کیمپ سے یہاں منتقل کرنے کے احکامات بھیج دیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کے ساتھ

www.magfunpk.com

کوئی خاص رعایت نہیں کی گئی ہے۔قلعہ دار نے ان تمام قیدیوں کو جن کے بال بچے یہاں ہیں شہر میں منتقل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔باقی قیدیوں کو کسی اور قلعے میں بھیج دیا جائے گا۔اگر آپ چاہیں تو اپنی خالہ جان اور دوسرے رشتہ داروں کو یہاں بلا سکتے ہیں۔میں نے آپ سے مشورہ کیے بغیر آپ کے ابا جان کو خط لکھ دیا ہے۔اور شہر کے ایک تاجر نے یہ خط ان کے پاس پہنچانے کا ذمہ لے لیا ہے۔اگر آپ سفر کرنے کے قابل ہونے کے بعد ان کے پاس جانا چاہیں تو قلعہ دار کی طرف سے آپ کو اجازت مل جائے گی۔"

شہباز نے کہا۔"لیکن میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ ابھی ابا جان کو میرے متعلق کوئی خبر نہ دیں!"

انور علی نے جواب دیا۔"آپ کے ابا جان سے میرا بھی کوئی تعلق ہے۔میں نے بہت سوچ بچار کے بعد انہیں یہ خط لکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔"

www.magreanpk.com

تنویر نے دروازے کی آڑ سے کہا۔ ''آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے۔''

''جنگ ختم نہیں ہوئی لیکن نظام کے متعلق ہمیں یہ اطمینان ہو چکا ہے کہ اب وہ ہمارے لیے کسی پریشانی کا باعث نہیں بنے گا۔ اب صرف مرہٹوں کو ایک عبرتناک شکست دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد نظام علی خان کو ہماری مصالحانہ باتیں اس قدر ناگوار محسوس نہیں ہوں گی۔''

پھر وہ شہباز کی طرف متوجہ ہوا۔ ''بھائی مجھے اب دیر ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ بہت جلد اپنے گھر پہنچ جائیں گے۔ چچا جان اور چچی صاحبہ کو میرا سلام کہیے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات نہیں ہوگی۔''

شہباز بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور انور علی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ ''خدا حافظ! کاش میں آپ کو اچھی طرح دیکھ سکتا۔''

www.magfurpk.com

’’خدا حافظ!‘‘ انور نے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ دروازے کی طرف دو تین قدم اٹھانے کے بعد وہ کچھ سوچ کر رُکا اور بولا تنویر بہن خدا حافظ! مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو ان حالات میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔‘‘

’’خدا حافظ‘ بھائی جان!............خدا آپ کو............‘‘ تنویر اپنا فقرہ پورا نہ کر سکی اور انور علی کمرے سے باہر نکل گیا۔ شہباز نے کہا ’’تنویر تم رک کیوں گئیں‘ تمہیں بلند آواز سے یہ کہنا چاہئے تھا کہ خدا آپ کو فتح دے۔‘‘

ادھونی کی حفاظت اپنے ایک تجربہ کار سالار قطب الدین کو سونپ کر سلطان نے پڑوس کے ان پالیگاروں کی طرف توجہ کی جو جنگ میں نظام اور مرہٹوں کی فوج کی کامیابی یقینی سمجھ کر غداری کر چکے تھے۔ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد چند دنوں میں سلطان کی افواج دریائے تنگبھدرہ کے قریب پہنچ گئیں۔ یہ اگست کا مہینہ تھا اور دریا کی طغیانی اپنے پورے شباب پر تھی۔ اتحادی افواج برسات کے موسم میں جنوب کی طرف پیش قدمی کا ارادہ ترک کر کے تنگبھدرہ اور کرشنا کے درمیان جمع ہو رہی تھیں۔ ہری پنت کو یقین تھا کہ سلطان برسات میں تنگبھدرہ عبور کرنے کا خطرہ مول نہیں لے گا اور اس کی ساری توجہ دھاڑواڑ کے تمام علاقوں کو مسخر کرنے پر مبذول تھی۔ لیکن جب وہ بہادر بندہ کے قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اُسے یہ ناقابلِ یقین اطلاع موصول ہوئی کہ سلطان کے ہراول دستے دریا عبور کر چکے ہیں۔ اس خبر سے اتحادیوں میں سراسیمگی

www.magfunpk.com

پھیل گئی اور ہر ہری پنت نے سلطان کا راستہ روکنے کیلئے باجی پنت کی قیادت میں تیس ہزار تیز رفتار سواروں کی فوج روانہ کر دی۔ لیکن اس لشکر کے پہنچنے سے پہلے سلطان کی پوری فوج دریا کے پار اتر چکی تھی۔

ہرپنت نے سلطان ٹیپو کے کیمپ سے آٹھ میل دور پڑاؤ ڈال دیا۔ چند دن فریقین کے درمیان معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ اس عرصہ میں تکوجی ہلکر اور گھوناتھ راؤ پٹوردھن کی افواج ہری پنت سے آملیں اور اس کے جھنڈے تلے ایک لاکھ مرہٹہ فوج جمع ہوگئی۔ برسات کے موسم میں اتنی بڑی فوج کیلئے رسد کا سامان مہیا کرنا ایک پریشان کن مسئلہ تھا' دریائے تنگبھدرہ اور ایک ناقابل عبور برساتی نالے کے درمیان سلطان ٹیپو کا کیمپ دشمن کے پڑاؤ کی نسبت کہیں زیادہ محفوظ تھا۔ جنوب میں اس کی رسد اور کمک کے راستے کھلے تھے اور اس کی پنڈارا فوج کے سوار مرہٹوں سے باقاعدہ جنگ لڑنے کی بجائے ان کے رسد و کمک کا نظام درہم برہم کرنے میں مصروف تھے۔ مرہٹے سلطان کے پڑاؤ پر ایک فیصلہ کن حملہ کر کے یہ صورت حال بدل سکتے تھے۔ لیکن برساتی نالہ عبور کرتے وقت انہیں میسور کے توپ خانے کی گولہ باری کا سامنا کرنا پڑتا۔

www.magfunpk.com

ہری پنت نے اپنے کیمپ میں قحط اور بیماری کے آثار دیکھ کر شاہنور کارخ کیا۔ سلطان نے اس کا پیچھا کیا اور شاہنور سے پانچ میل دور پڑاؤ ڈال دیے۔ یہاں پر سلطان کے ساتھ برہان الدین اور بدرالزماں خان کی افواج شامل ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی بڈنور سے سلطان کے لشکر کے لیے سامان رسد کے لیے سینکڑوں بیل گاڑیاں پہنچ گئیں۔ مرہٹے شاہنور کے پاس پڑاؤ ڈالے میسور کی افواج کی پیش قدمی کا انتظار کر رہے تھے۔ تہور جنگ اور نواب شاہنور کی افواج ان کے ساتھ شامل ہو چکی تھیں اور ان کی تعداد اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ وہ میسور کے ہر سپاہی کے بدلے پانچ آدمی میدان میں لا سکتے تھے۔ لیکن اپنی عددی برتری کے باوجود یہ عظیم لشکر میسور کی منظم، متحد اور تربیت یافتہ فوج کے سامنے ایک میلے کی بھیڑ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان میں فکر و عمل کی وحدت مفقود تھی۔ مرہٹے نظام کی افواج کو جنگ کے میدان میں آگے دیکھنا چاہتے تھے

www.magfunpk.com

اور نظام کا لشکر ہر آزمائش میں مرہٹوں سے چند قدم پیچھے رہنا پسند کرتا تھا' پھر مرہٹہ فوج کی اپنی حالت یہ تھی کہ ان کا کوئی راجہ یا سردار اپنے باقی ساتھیوں کی نسبت زیادہ نقصان اٹھانے کیلئے تیار نہ تھا۔

اس کے علاوہ اپنی سرحد کے قریب ہونے کے باعث رسد اور کمک حاصل کرنے میں میسور کی افواج کو جو سہولتیں حاصل تھیں وہ نظام اور مرہٹوں کی افواج کو حاصل نہ تھیں۔ سلطان ٹیپو اپنے توپ خانے اور اپنی پیادہ فوج کو جنگ کیلئے ایک فیصلہ کن عنصر سمجھتا تھا اور وہ اپنے سواروں کو میدان میں لانے کی بجائے ان سے دشمن کی ناکہ بندی کا کام لینا زیادہ فائدہ مند سمجھتا تھا۔ اس کے برعکس نظام اور مرہٹوں کی بیشتر فوج سواروں پر مشتمل تھی اور انہیں اپنی فوج کا ایک بڑا حصہ دور دراز کے علاقوں سے غلہ اور چارا مہیا کرنے میں مصروف رکھنا پڑتا تھا۔ پھر

توپوں اور بندوقوں کی جنگ میں ایسے سواروں کے مقابلے میں جو صرف بھاگتے ہوئے دشمن پر یلغار کے حاوی تھے' ڈٹ کر لڑنے والے پیادہ سپاہیوں کا پلہ ہمیشہ بھاری رہتا تھا۔ پونا اور حیدر آباد کی افواج حسب معمول خدمت گاروں' خیمہ برداروں' سازندوں' رقاصوں اور گویوں کی ایک بڑی تعداد اپنے ساتھ لائی تھیں۔ بڑے بڑے راجاؤں اور سرداروں کی بیویاں ان کے ساتھ تھیں۔ شاہ نور میں غلے اور چارے کے گودام خالی ہو چکے تھے۔ آس پاس کسانوں کی کھیتیاں تباہ ہو چکی تھیں۔ یہ تمام حالات سلطان ٹیپو کے حق میں انتہائی سازگار تھے۔

ایک رات شدید بارش ہو رہی تھی۔ دکن اور مہاراشٹر کے روسا کے خیموں میں رقص و سرور کی محفلیں گرم تھیں۔ سلطان ٹیپو نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد دشمن کے پڑاؤ کی طرف پیش قدمی کی۔ لیکن رات کی تاریکی اور بارش کی شدت کے باعث برہان الدین، مہا مرزا خاں اور میر معین الدین کی قیادت میں اس کی فوج کے تین دستوں راستہ بھول کر ادھر اُدھر نکل گئے سلطان نے دشمن کے پڑاؤ کے قریب پہنچ کر اپنے سالاروں کو سگنل دینے کے لیے ایک فائر کیا۔ لیکن اسے معلوم ہوا کہ اس کی اپنی کمان کے دستوں کے سوا باقی تمام فوج پیچھے رہ گئی ہے۔ سلطان نے کچھ دیر انتظار کیا اور پھر طلوع سحر کے ساتھ دشمن کے پڑاو پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس عرصہ میں مرہٹے فرار ہو کر آس پاس کے ٹیلوں اور پہاڑوں پر پناہ لے چکے تھے۔

صبح کی روشنی میں جب مرہٹوں نے سلطان کے ساتھ مٹھی بھر آدمی دیکھے تو انہوں نے پلٹ کر پوری شدت کے ساتھ حملہ کیا لیکن تھوڑی دیر بعد سلطان کا باقی لشکر بھی پہنچ گیا اور انہوں نے چند گھنٹوں کی شدید لڑائی کے بعد دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ چار دن بعد سلطان نے ایک اور حملہ کیا اور دشمن کے سینکڑوں سپاہی موت کے گھاٹ اتار دیے۔ ہری پنت نے ایک طرف میسور کی فوج کے پے در پے حملوں سے شدید نقصان اٹھانے اور دوسری طرف رسد اور چارے کی مشکلات کے باعث شاہنور کو خیر باد کہہ کر مشرق کا رخ کیا۔

اس کے میدان سے بھاگتے ہی نواب عبدالحکیم خان' شاہنور کو اپنے بیٹے کے حوالے کر کے فرار ہو گیا اور اپنے لشکر سمیت اتحادیوں سے جا ملا۔ جب سلطان کی فوجیں شہر میں داخل ہوئیں تو عوام جو مرہٹوں کی لوٹ مار سے تنگ آ چکے تھے مسرت کے نعروں سے ان کا استقبال کر

www.magfunpk.com

رہے تھے۔ شاہنور کی فتح کے بعد جنگ کا پانسہ پلٹ چکا تھا اور سلطان کی افواج مرہٹوں کے لیے نئے نئے محاذ کھول رہی تھیں۔ ایک قشون میر معین الدین کی قیادت میں حیدرآباد کے سرحدی علاقوں کا رخ کر رہا تھا۔ دوسرا قشون جس کی کمان سلطان کے بہترین جرنیل برہان الدین کے ہاتھ میں تھی بنکاپور اور مصری کوٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایک اور لشکر مہا مرزا خان کی قیادت میں رائچور اور کٹھور کا رخ کر رہا تھا اور حسین علی خان کی رہنمائی میں ایک لشکر پٹن کے گردونواح کے اضلاع میں پیشوا اور نظام کے پالیگاروں کی سرکوبی پر مامور تھا اور باقی لشکر سلطان کی قیادت میں مرہٹوں کے نئے پڑاؤ کی طرف یلغار کر رہا تھا۔

www.magfunpk.com

ہری پنت نے سلطان کی آمد کی اطلاع ملتے ہی تہور جنگ' بھونسلے اور حیدر آباد اور پونا کی افواج کے چیدہ چیدہ سرداروں کا اجلاس طلب کیا اور ان سے مشورہ کرنے کے بعد کالکیری کی طرف ہٹنے کا فیصلہ کیا۔ سلطان کی فوج ابھی کوسوں دور تھی اور اتحادی بڑے اطمینان سے کالکیری کے راستے کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ اچانک انہیں یہ اطلاع ملی کی سلطان کے ہراول دستے غیر معمولی رفتار سے ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی لشکر کے ساتھ سفر کرنے والے گویوں' سازندوں' بھانڈوں اور رقاصاؤں میں سراسیمگی پھیل گئی اور انہوں نے اپنے سرپرستوں کو خیر باد کہہ کر اپنے اپنے گھروں کا راستہ لیا۔

ہری پنت نے مرہٹہ راجوں اور سرداروں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو بھی واپس بھیج دیں۔ بعض لوگوں نے اس کی نصیحت پر عمل

www.magfunpk.com

کیا۔لیکن چند راجے اور سردار اپنی بیویوں سے جدا ہونے کے لیے تیار نہ تھے۔ہری پنت کو اس بات پر بھی اعتراض تھا کہ فوج کے اعلیٰ افسروں کے ساتھ بیکار نوکروں اور خدمتگاروں کی ایک بہت بڑی تعداد عیش و آرام کے غیر ضروری سامانوں سے لدے ہوئے اونٹ اور گاڑیاں اس کی رفتار میں زبردست رکاوٹ پیدا کر رہی ہیں۔لیکن یہ لوگ جنگ کو ایک تفریح سمجھتے تھے اور ان میں سے کوئی اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ایک طرف میسور کے سپاہیوں کی یہ حالت تھی کہ جب انہیں بھوک پیاس محسوس ہوتی تھی تو وہ گھوڑوں پر بیٹھے بیٹھے اپنے تھیلوں سے خشک روٹی یا ابلے ہوئے چاول کے چند نوالے نکال کر کھا لیتے تھے اور دوسری طرف پونا اور حیدر آباد کے امراء کی حالت یہ تھی کہ وہ صرف حجامت بنوانے میں کئی کئی گھنٹے ضائع کر دیتے تھے۔

www.magfunpk.com

ایک دن موسلا دھار بارش ہو رہی تھی انور علی میسور کے پندرہ سپاہیوں کے ساتھ ایک ٹیلے کی چوٹی پر اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔ ایک سپاہی نے نیچے وادی کے گنجان جنگل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''لیجئے وہ آ گئے۔''! انور علی نے وادی کی طرف دیکھا اور اسے ہراول فوج کے چند دستے دکھائی دیے اس نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ ٹیلے سے نیچے اترتے وقت گھوڑوں کی سست رفتار اور ان کی جھکی ہوئی گردنیں یہ ظاہر کر رہی تھیں کہ ان سے بہت زیادہ کام لیا جا چکا ہے۔ ہراول فوج کے دستے انور علی اور اس کے سپاہیوں کو دیکھ کر وادی کے درمیان رک گئے۔

تھوڑی دیر بعد انور علی ہراول فوج کے سالار سید غفار کے سامنے کھڑا تھا اور فوج کے چیدہ چیدہ افسر اس کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ سید غفار نے کہا ''کہو کیا خبر لائے ہو؟'' انور علی نے اپنے ہاتھ سے ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

www.magfunpk.com

''اس ٹیلے سے آگے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی ہے اور اس پہاڑی سے چار میل دور ایک کھلے میدان میں دشمن کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ کل انہوں نے خلاف معمول دو منزلیں طے کی تھیں لیکن آج وہ آرام کر رہے ہیں۔''

سید غفار نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ ''پھر ہمیں آگے جانے کی ضرورت نہیں ہم یہیں قیام کریں گے' سلطان معظم رات تک یہاں پہنچ جائیں گے اور اگر ہماری توپیں بروقت پہنچ گئیں تو ہم پچھلے پہر حملہ کرسکیں گے اب مجھے ایک نہایت خطرناک مہم کیلئے تین نہایت ہوشیار اور بہادر آدمیوں کی ضرورت ہے یہ مہم جس قدر اہم ہے اسی قدر خطرناک ہے اور اس کی نوعیت ایسی ہے کہ میں اپنے کسی سپاہی کو حکم نہیں دے سکتا۔ مجھے صرف رضا کار چاہئیں۔ انور علی کسی توقف کے بغیر ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ ''میں اپنا نام پیش کرتا ہوں۔''

www.magfunpk.com

اور اس کے بعد تمام افسروں نے اپنے ہاتھ بلند کر دیے۔ سید غفار نے کہا۔ ''انور علی میں شکریے کے ساتھ تمہاری پیش کش قبول کرتا ہوں اور باقی دو آدمیوں کا انتخاب تم پر چھوڑتا ہوں۔ جن رضا کاروں نے ہاتھ بلند کیے ہیں وہ ایک صف میں کھڑے ہو جائیں۔ تمام افسر جو وہاں موجود تھے ایک صف میں کھڑے ہو گئے۔ انور علی نے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک نظر دوڑائی اور اچانک اس کی نگاہ ایک نوجوان پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ یہ اس کا اپنا بھائی مراد علی تھا۔ انور علی چند ثانیے تذبذب اور پریشانی کی حالت میں کھڑا رہا۔ بالآخر اس نے کہا

''مراد تم کہاں تھے؟ میں نے تمہیں ہاتھ کھڑا کرتے نہیں دیکھا۔''

www.magfunpk.com

مراد علی نے جواب دیا ''میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا اور آپ ان سب سے اس بات کی گواہی لے سکتے ہیں کہ آپ کے بعد دوسرا ہاتھ میرا تھا۔'' انور علی نے صف کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چکر لگانے کے بعد دوبارہ واپس مڑتے ہوئے ایک نوجوان کو اشارہ کیا اور وہ صف سے نکل کر الگ کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد انور علی کچھ دیر باقی رضا کاروں کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اپنے دل پر ایک ناقابل برداشت بوجھ محسوس کرتے ہوئے بولا ''مراد تم بھی آ جاؤ''

”مراد مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے رضا کار کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہو گیا۔ سید غفار نے آگے بڑھ کر کہا ”نہیں انور علی تم زیادتی کر رہے ہو۔ میں دو بھائیوں کو ایک خطرناک مہم پر جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“ سید غفار نے ایک اور افسر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔” شمشیر خان تم آجاؤ“ پھر اس نے مراد علی کی طرف متوجہ ہو کر کہا ”مراد! معظم علی کے بیٹوں کو میرے سامنے اس بات کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ بہادر ہیں‘ تم فوراً سلطان معظم کے پاس جاؤ اور ان کی خدمت میں یہ عرض کرو کہ ہم اس جگہ ان کے احکامات کا انتظار کریں گے۔ اگر وہ رات کے وقت چند ہلکی توپیں یہاں پہنچا سکیں تو ہم پچھلے پہر دشمن پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اپنے دستے کے پانچ سوار ساتھ لے جاؤ۔!“

مراد علی تذبذب کی حالت میں سید غفار کی طرف دیکھتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا ”جناب اگر آپ اسے گستاخی نہ سمجھیں تو میں روانہ ہونے سے پہلے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ بھائی جان کسی مہم پر جا رہے ہیں؟“

www.magfunpk.com

سید غفار نے جواب دیا یہ ایک مرہٹہ سپاہی کے بھیس میں دشمن کے پڑاؤ کا جائزہ لینے جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انور علی اور اس کے ساتھی مرہٹہ سپاہیوں کے لباس میں سید غفار کے سامنے کھڑے تھے اور سید غفار ان سے کہہ رہا تھا ''ہم رات ہوتے ہی اس ٹیلے سے اگلی پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر تمہاری ہدایات کا انتظار کریں گے۔ آدھی رات تک تمہارا واپس پہنچ جانا ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت تک سلطان المعظم بھی پہنچ جائیں گے۔ تمہیں شام ہوتے ہی دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دشمن کافی چوکس ہوگا اور تمہیں پوری احتیاط سے کام لینا چاہئے لیکن ایک بار دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہونے کے بعد تمہاری لیے تمام ضروری معلومات حاصل کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ پڑاؤ میں دشمن کی توپوں اور بارود کے متعلق تمہاری معلومات جس قدر مکمل ہوں گی۔ اسی قدر ہمارا کام آسان ہوگا۔ میں تمہیں یہ نہیں بتا

سکتا کہ تمہارے لیے دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہونے کی آسان ترین صورت کیا ہوگی۔لیکن میرا خیال ہے کہ پڑاؤ سے باہر پہرے داروں کی ٹولیاں گشت کر رہی ہوں گی اور تمہارے لیے ان کے ساتھ شامل ہونا مشکل نہیں ہوگا۔اگر یہ تم محسوس کرو کہ تمہارے لیے رات کے وقت دشمن کے پڑاؤ سے باہر نکلنا مشکل ہے تو تمہیں رات کے اڑھائی بجے بندوق چلا کر ہمیں خبردار کرنے کی کوشش کرنی ہوگی اس وقت ہماری فوج کا ایک حصہ پڑاؤ کے قریب تمہارے اشارے کا انتظار کر رہا ہوگا۔“

انور علی نے جواب دیا۔”ایسی صورت میں صرف بندوق چلانے پر اکتفا نہیں کروں گا۔بلکہ میں بارود کے کسی ذخیرے کو آگ لگانے کی کوشش کروں گا۔“سید غفار نے کہا”لیکن میں تم سے وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ تم بلاوجہ اپنی جان خطرے میں ڈالنے کی کوشش نہیں کرو گے۔اگر تم

www.magfunpk.com

آدھی رات تک واپس آکر سلطان کی خدمت میں پڑاؤ کا صحیح نقشہ پیش کر سکو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم آدھی جنگ جیت چکے ہیں۔'' انور علی مسکرایا ''تو میں پورے گیارہ بجے آپ کی خدمت حاضر ہو جاؤں گا۔''

رات کے گیارہ بجے تھے سید غفار، غازی خان، ولی محمد، سید حمید، رضا خان اور چند اور بڑے بڑے افسر ایک خیمے کے اندر جمع ہو کر انور علی اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک پہریدار خیمے میں داخل ہوا اور اس نے کہا "جوق دار انور علی پہنچ گئے ہیں۔ غازی خان نے کہا" اسے فوراً حاضر کرو!" پہریدار چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد انور علی پانی اور کیچڑ سے لت پت خیمے میں داخل ہوا۔ سید غفار نے پوچھا۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟" انور علی نے جواب دیا "میں انہیں دشمن کے پڑاؤ میں چھوڑ آیا ہوں۔ وہ اس وقت پڑاؤ کے عین درمیان بارود کے ایک بہت بڑے ذخیرے کے اردگرد چکر لگا رہے ہوں گے اور ٹھیک تین بجے وہ بارود کو آگ لگانے کی کوشش کریں گے۔"

غازی خان نے کہا "انور علی تمہیں سلطان معظم کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہئے۔ وہ پہنچنے ہی والے ہیں۔"

www.magfunpk.com

انور علی نے کہا ''جناب میں دس منٹ کے اندر اندر دشمن کے پڑاؤ کا پورا نقشہ تیار کر سکتا ہوں۔'' غازی خان کے اشارے پر ایک افسر نے خیمے کے کونے میں پڑا ہوا لکڑی کا ایک صندوق کھولا اور ایک کاغذ اور مختلف رنگوں کی کئی ڈلیاں نکال کر انور علی کو پیش کر دیں اور انور علی وہیں فرش پر بیٹھ کر نقشہ بنانے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد خیمے سے باہر گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور فوج کے افسروں کی نگاہیں خیمے کے دروازے پر مرکوز ہو گئیں۔ سلطان ٹیپو، موسیو لالی اور اپنی فوج کے دوسرے افسروں کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا اور اس نے کسی توقف کے بغیر پوچھا۔ ''دشمن کے پڑاؤ کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے؟''

www.magfunpk.com

سید غفار نے جواب دیا ’’حضور! انور علی آ گیا ہے۔‘‘ اور انور علی جو انتہائی انہماک سے نقشہ بنانے میں مصروف تھا چونک کر اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر سلطان کو نقشہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ ’’عالیجاہ میں یہ نقشہ مکمل نہیں کر سکا۔‘‘ سلطان مشعل کے قریب فرش پر بیٹھ گیا اور ایک منٹ نقشہ پر نظر دوڑانے کے بعد بولا۔ ’’تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور میرے سوالات کا جواب دو۔‘‘

انور علی سلطان کے سامنے بیٹھ گیا اور سلطان نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے ایک سرخ نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ’’یہاں کیا ہے؟‘‘ انور علی نے جواب دیا ’’عالیجاہ‘ یہاں ہری پنت کی فوج ہے۔‘‘ ’’حیدر علی کی فوج کہاں ہے؟‘‘ انور علی نے جلدی سے نقشے پر چند نشان لگانے کے بعد کہا ’’عالیجاہ! ان کی فوج یہاں ہے۔ اس جگہ ان کا توپ خانہ ہے۔ یہاں تہور جنگ کا خیمہ ہے۔ اس جگہ ان کی رسد اور بارود کی

www.magfunpk.com

گاڑیاں کھڑی ہیں۔ اس جگہ ان کے سوار ہیں اور اس جگہ ان کے پیادہ دستے ہیں۔ اگر مجھے چند منٹ اور مل جاتے تو میں آپ کی خدمت میں مکمل نقشہ پیش کر سکتا تھا۔'' سلطان نے کہا۔ ''نقشہ مکمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب تم صرف میرے سوالات کا جواب دیتے جاؤ...... ہلکر کی فوج کہاں ہے؟''

''عالیجاہ! وہ اس جگہ ہے............ پڑاؤ کے بالکل درمیان۔ اس کے دائیں جانب اس جگہ بھونسلے کی فوج ہے......اس جگہ نواب شاہنور کے چند دستے ہیں یہ سیاہ رنگ کے تمام نشان دشمن کے توپ خانے ہیں یہ پیلے نشانات دوسرے مرہٹہ سرداروں اور راجوں کی افواج ہیں۔ باہر کے نشانات پڑاؤ کے محافظ دستوں کی بیرونی چوکیاں ہیں۔''

سلطان نے کہا ''جہاں تک مجھے یاد ہے اس پڑاؤ کے آس پاس ایک برساتی نالہ ہونا چاہئے۔''

''انور علی نے جلدی سے ایک نیلے رنگ کی ڈلی کے ساتھ ایک لکیر کھینچتے ہوئے کہا۔ ''عالیجاہ وہ نالہ یہ ہے؟''

''اور ہری پنت کی فوج اس نالے کے پار ہے؟'' ''جی ہاں!''

www.magfunpk.com

''ہری پنت یقیناً ان سب سے ہوشیار ہے کم از کم اتنا علم ضرور رکھتا ہے کہ اگر رات کی تاریکی میں بھاگنا پڑا تو اسے کون سا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔'' انور علی نے نقشے پر ایک نشان لگاتے ہوئے کہا۔ ''عالیجاہ! اگر ہم اپنی چند توپیں اس جگہ پہنچا سکیں تو ہری پنت کی فوج کو بھی کافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔''

''توپوں کی ہمیں دوسرے مقامات پر زیادہ ضرورت ہے اور ہری پنت کو روکنے کی بجائے اسے بھاگنے کا موقع دینا ہمارے لیے زیادہ سودمند ہوگا...... مجھے فوج کے کسی اور افسر سے اس کارگزاری کی امید نہ تھی۔ آج سے کئی سال قبل جب میری عمل بہت چھوٹی تھی تو ایک نامور مجاہد جو پانی پت کی جنگ میں حصہ لے چکا تھا سرنگاپٹم آیا تھا اور میں نے اس سے پانی پت کے میدان کا نقشہ تیار کرنے کا مطالبہ کیا تھا وہ

اولوالعزم مجاہد تمہارا باپ تھا اور اس نے جو نقشہ بنایا تھا وہ آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔''

یہ کہہ کر سلطان اٹھا اور فوج کے افسروں کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ انور علی یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے نقشے کی ہر تفصیل سلطان کے دماغ میں نقش ہو چکی ہے۔ سوار اور پیادہ فوج کے افسروں کو ضروری ہدایات دینے کے بعد سلطان 'موسیو لالی کی طرف متوجہ ہوا''

رات کے ٹھیک اڑھائی بجے دشمن کے دائیں بازو پر تمہارے توپ خانے کی گولہ باری شروع ہو جانی چاہیے۔ انور علی تمہاری رہنمائی کرے گا۔ بائیں بازو سے سید حمید کی توپیں گولہ باری کریں گی۔''

انور علی نے کہا ''عالیجاہ! گستاخی معاف لیکن ہم تین بجے سے پہلے حملہ نہیں کر سکتے۔''

''اور وہ کیوں؟''

''عالیجاہ! میرے دو ساتھی دشمن کے پڑاؤ میں ہیں اور وہ ٹھیک تین بجے دشمن کے سب سے بڑے بارودی ذخیرے کو آگ لگانے کی کوشش کریں گے۔''

سلطان مسکرایا ''تم انعام کے مستحق ہو' جاؤ اپنے کپڑے تبدیل کرو' مرہٹہ سپاہی کا لباس تمہیں زیب نہیں دیتا۔'' پھر سلطان نے موسیو لالی اور توپ خانے کے دوسرے افسروں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''اب میں اپنے احکام میں ایک تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ توپخانوں کی گولہ باری بارود کے ذخیرے کے دھماکے سے پندرہ منٹ بعد شروع ہو جانی چاہئے اگر ہمارے آدمی ذخیرے کو آگ لگانے میں کامیاب نہ ہوں تو بھی ہمیں سوا تین بجے حملہ کر دینا چاہئے۔''

www.mingfunpk.com

چند منٹ بعد انور علی ایک چھوٹے سے خیمے میں اپنا لباس تبدیل کر رہا تھا۔ باہر سے مراد علی نے آواز دی ''بھائی جان میں اندر آ سکتا ہوں؟''

''آ جاؤ!'' مراد علی اور لیگر انڈ خیمے میں داخل ہوئے۔ انور علی نے اپنی تلوار کمر سے باندھتے ہوئے کہا۔ ''مراد میں جانتا ہوں کہ تم میرے متعلق پریشان تھے لیکن اب باتوں کا وقت نہیں مجھے دشمن کے پڑاؤ میں کوئی خطرہ نہیں پیش آیا۔ وہاں کسی نے یہ پوچھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی کہ تم کس راجے یا مہاراجے یا سردار کی فوج سے تعلق رکھتے ہو لوگ صرف بارش کے متعلق باتیں کر رہے تھے میرا سفر بہت دلچسپ تھا ایک خیمے کے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے طبلے اور سارنگی کے ساتھ رقاصہ کی پائل کی جھنکار سنائی دی اور وہ ایک دلچسپ گیت گا رہی تھی لیکن مجھے صرف چند الفاظ یاد رہ گئے ہیں۔''

www.magrunpk.com

مراد علی نے ہنستے ہوئے کہا، بھائی جان وہ ضرور سنائیے!''

''وہ گا رہی تھی۔ ''آئی ہے برسات، بالم آئی ہے برسات''..........اور آگے مجھے یاد نہیں رہا۔ اب چلو!'' انور علی نے لیگرانڈ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرانسیسی زبان میں کہا۔ ''ہمیں راستے میں باتیں کرنے کے لیے کافی وقت ملے گا۔''

اڑھائی بجے کے قریب بارش کی شدت میں کچھ کمی آ چکی تھی اور انور علی فرانسیسی توپخانے کے کمانڈر موسیو لالی سے کہہ رہا تھا اب دشمن کے پڑاؤ کی بیرونی چوکیاں یہاں سے بہت قریب ہیں ہمیں اور آگے بڑھنے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہئے۔ آپ کی توپوں کا رخ میرے دائیں طرف ہونا چاہئے۔ تین بجے تک آپ کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ دشمن آپ کے متعلق خبردار نہ ہو۔ اگر پڑاؤ آپ کی توپوں کی زد سے باہر ہو تو بھی آپ کو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ کا اولین مقصد پڑاؤ میں سراسیمگی پھیلانا ہے۔ توپ خانے کو اس جگہ سے آگے لے جانے کے لیے آپ کو مناسب وقت کا انتظار کرنا چاہئے۔ اب مجھے اجازت دیجئے' میں حملہ شروع ہونے سے پہلے اپنے رسالے کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہوں۔''

www.magfunpk.com

موسیو لالی نے کہا ’’بہت اچھا آپ جا سکتے ہیں۔ چند سپاہی جو انور علی کے ساتھ آئے تھے تھوڑی دور گھوڑوں کی باگیں تھامے کھڑے تھے۔ انور علی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔ اچانک ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اور آہستہ سے کہا ’’موسیو انور علی ٹھہریے میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

’’کون..........لیگر انڈ؟‘‘ انور علی نے رکتے ہوئے کہا۔ لیگر انڈ نے کہا ’’مجھے راستے میں آپ سے باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا۔‘‘

’’لیکن یہ باتوں کا وقت نہیں۔‘‘

www.magfunpk.com

''میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔'' ''بہت اچھا کہیے؟'' لیگرانڈ نے کہا ''میں آپ سے وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے اس جنگ میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ جین کو یہ محسوس نہیں ہونے دیں گے کہ وہ اس دنیا میں بے سہارا ہے۔'' چند ثانیے انور علی کے منہ سے کوئی بات نہ نکل سکی۔ بالآخر اس نے لیگرانڈ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ''میرے دوست تمہیں جین کے متعلق پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں اس لڑائی میں آنچ بھی نہیں آئے گی اور تم بہت جلد سرنگاپٹم جاسکو گے۔''

لیگرانڈ نے کہا ''مجھے اپنی زندگی اور موت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اگر مجھے اس بات کا اطمینان ہوجائے کہ آپ اسے سہارا دے سکیں گے تو موت کا چہرہ میرے لیے اس قدر بھیانک نہیں ہوگا۔ انور علی نے کہا۔'' یہ وقت اور یہ مقام اس قسم کی شاعری کے لیے موزوں نہیں تمہاری

ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ گزشتہ حادثات نے تمہیں اذیت پسند بنا دیا۔ اب میں اس بات کی پوری کوشش کروں گا کہ تم جنگ ختم ہوتے ہی شادی کر لو۔‘‘

لیگرانڈ نے کہا ’’انور علی مجھے یہ معلوم نہیں کہ میرے متعلق جین کے خیالات کیا ہیں لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو آپ اس کے لیے زندگی کا آخری سہارا بن سکتے ہیں اور آپ اسے وہ سب کچھ دے سکتا ہیں جو میں نہیں دے سکا میں آپ کی زبان سے صرف یہ سننا چاہتا ہوں کہ اگر مستقبل کے حالات یہ ثابت کر دیں کہ جین کو میری نسبت آپ کی زیادہ ضرورت ہے تو آپ اس کو مایوس نہیں کریں گے۔‘‘

www.magfunpk.com

"ڈلیگر انڈ تمہیں ایک دوست کے منہ پر تھپڑ مارنے کی جرأت نہیں کرنی چاہیے میں جس جبین کو جانتا ہوں وہ تمہاری ہے اور صرف تمہاری رہ کر ہی وہ میری نگاہوں میں کوئی عزت حاصل کر سکتی ہے میں اس موضوع پر مزید گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا۔" یہ کہہ کر انور علی آگے بڑھا اور اپنے ایک ساتھی کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑ کر سوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اور اس کے ساتھی رات کی تاریکی میں غائب ہو چکے تھے اور لیگر انڈ اپنے دل میں کہہ رہا تھا "جبین مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہمیں صرف حوادث کے سیلاب کی موجوں نے ایک دوسرے کا سہارا لینے پر مجبور کر دیا تھا ورنہ ہمارے راستے مختلف تھے' یہ میری خود فریبی ہے کہ میں نے تمہیں اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا لیا ہے لیکن اگر تم اپنے مستقبل کے متعلق انور علی سے کوئی توقع وابستہ کر چکی ہو تو مجھ سے زیادہ نادان ہو۔"

www.magfunpk.com

رات کے تین بجے دشمن کے پڑاؤ کے درمیان آگ کا ایک مہیب شعلہ بلند ہوا اور سپاہی ایک خوفناک دھماکے کی آواز سن کر افراتفری کی حالت میں اپنے خیموں سے باہر نکلنے لگے پھر چند منٹ بعد ایک طرف سے لاتعداد گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور میسور کے برق رفتار دستے مار دھاڑ کرتے ہوئے آن کی آن میں پڑاؤ کے عقب میں جا پہنچے۔ اس کے بعد دو اطراف سے توپوں کی دھنا دھن اور تیسری سمت سے بندوقوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ہری پنت جو اپنے ساتھیوں کی نسبت زیادہ چوکس تھا معمولی نقصان اٹھانے کے بعد راہ فرار اختیار کر چکا تھا۔ لیکن باقی لشکر کی یہ حالت تھی کہ سپاہی اپنے افسروں اور افسر اپنے سپاہیوں سے بے خبر تھے۔ ہر نواب، ہر راجہ اور ہر سردار اپنے کیمپ کی بجائے اپنے ساتھیوں کے کیمپ زیادہ محفوظ سمجھتا تھا۔

www.magfunpk.com

جو افواج مشرق کی طرف تھیں وہ مغرب کا رخ کر رہی تھیں اور جو مغرب کی طرف تھیں وہ مشرق کو اپنے لیے زیادہ محفوظ سمجھتی تھیں۔ ایک لشکر شمال سے جنوب کی طرف بھاگ رہا تھا تو دوسرا جنوب سے شمال کا رخ کر رہا تھا۔ اس افراتفری کے عالم میں دوست دشمن کی کوئی تمیز نہ تھی۔ ایک مرہٹہ فوج دوسری مرہٹہ فوج کے ساتھ اور ایک حیدر آبادی دستہ دوسرے حیدر آبادی دستے کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہا تھا۔ جو سپاہی ذرا ہوش و حواس اور ہمت سے کام لے کر اپنے مورچوں میں بیٹھ گئے تھے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان کی توپوں اور بندوقوں کا رخ کس طرف ہونا چاہئے۔ پو پھٹنے تک سینکڑوں مرہٹہ اور حیدر آبادی سپاہی زخمی اور ہلاک ہو چکے تھے۔ دائیں اور بائیں بازو سے میسور کے توپ خانے اس قدر قریب آ چکے تھے کہ پڑاؤ کا کوئی حصہ ان کی گولہ باری سے محفوظ نہ تھا اور پڑاؤ کے باہر میلوں تک اتحادی لشکر کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ تہور

www.magfunpk.com

جنگ، بھونسلے، ہلکر اور دوسرے مرہٹہ اور مغل سردار جو انتہائی بے سر و سامانی کی حالت میں رات کی تاریکی میں فرار ہوئے تھے، دن کی روشنی میں چند کوس دور دریا کے کنارے اپنے پریشان حال ساتھیوں کو جمع کر رہے تھے۔ انہیں جس قدر اپنی شکست اور تباہی کا افسوس تھا اسی قدر اس بات کا افسوس تھا کہ ہری پنت اپنی بیشتر فوج اور سامان جنگ بچا کر میدان سے نکل چکا ہے۔

صبح کے آٹھ بجے تک پڑاؤ کے اندر مرہٹہ اور حیدرآبادی سپاہیوں کی رہی سہی مزاحمت بھی ختم ہو چکی تھی اور فاتح لشکر دشمن کے خالی گھوڑوں اور رسد اور بارود سے لدی ہوئی بیل گاڑیوں اور اونٹوں کو جمع کر رہا تھا۔ سلطان کے طوفانی رستے کئی میل تک بھاگتے ہوئے دشمن کا پیچھا کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے۔ میسور کے سپاہیوں کے لیے جو ایام جنگ میں زمین کے فرش پر سونے کے عادی تھے، دشمن کے کشادہ اور بیش قیمت ساز و سامان سے آراستہ خیمے عجائب گھروں سے کم نہ تھے۔

دن کے دس بجے کے قریب سلطان ٹیپو مغل علی خان کے خالی خیمے میں رونق افروز تھا یہ خیمہ مخمل کے پردوں اور بیش قیمت قالینوں سے آراستہ تھا۔ سلطان کے سامنے میز پر ایک کشادہ نقشہ کھلا ہوا تھا اور چند آزمودہ کار جرنیل اس کے گرد کھڑے تھے۔ سلطان اپنے قلم سے نقشے پر چند نشان لگانے اور چند لکیریں کھینچنے کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

''اب ہمیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں کہ دشمن کا نیا پڑاؤ کہاں ہو گا۔ اب وہ کسی میدان میں ہمارے سامنے آنا پسند نہیں کرے گا۔ ہماری اگلی منزل کوپال اور بہادر بندہ کے قلعے ہیں اور انہیں کھو بیٹھنے کے بعد دشمن کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ جائے گی۔'' انور علی خیمے میں داخل ہوا اور اس نے ادب سے سلام کرنے کے بعد کہا ''عالیجاہ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ قیدی عورتوں میں ہلکر کی اہلیہ بھی اور عورتیں بھی بڑے بڑے

www.magrunpk.com

خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔'' سلطان نے کہا ''ایسی اطلاع مجھے فوراً ملنی چاہئے تھی اور میں نے یہ حکم دیا تھا کہ خواتین کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ تم نے ان کے آرام کے لیے کیا بندوبست کیا ہے؟''

انور علی نے جواب دیا ''عالیجاہ میں نے انہیں اس پڑاؤ کے بہترین خیموں میں ٹھہرانے کی کوشش کر چکا ہوں۔ لیکن وہ کہتی ہیں کہ جب تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا ہم باقی قیدیوں کے ساتھ رہنا پسند کریں گی۔ سلطان نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ''تم میرے ساتھ آؤ!'' تھوڑی دیر بعد سلطان اپنے چند افسروں کے ساتھ قیدی عورتوں کے سامنے کھڑا تھا۔ مرہٹہ عورتیں اپنے سروں کے بال کھولے اپنے بچھڑے ہوئے شوہروں اور رشتہ داروں کا ماتم کر رہی تھیں۔ سلطان کے رعب و جلال نے ان پر

www.magfunpk.com

تھوڑی دیر کے لیے سکوت طاری کر دیا۔ سلطان نے کہا "آپ میں سے ہلکر کی اہلیہ کون ہے؟"

قیدی عورتیں چند ثانیے ایک دوسرے کی طرف دیکھتی رہیں۔ لیکن کسی نے جواب نہ دیا' بالآخر ایک ادھیڑ عمر کی باوقار عورت آگے بڑھی اور اس نے کہا "میں ہلکر کی بیوی ہوں اور اگر آپ سلطان ٹیپو ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے ہمارے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟

سلطان نے جواب دیا "ایک بھائی اپنی بہنوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ آپ ہماری قید میں ہیں۔ آپ خیموں کے اندر آرام کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو بہت جلد آپ کے ورثا کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔"

سلطان نے اپنی کمر سے سبز رنگ کا ریشمی پٹکا کھولا اور ہلکر کی بیوی کے سر پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہلکر کی بیوی کو میرے سامنے ننگے سر

www.maqrunpk.com

نہیں کھڑے ہونا چاہئے میں اس ملک کی کسی عورت کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔'' پھر سلطان نے مڑ کر انور علی طرف دیکھا اور کہا '' انور علی تم ایک قابل عزت باپ کے بیٹے ہو اور میں تمہیں ایک نہایت اہم ذمہ داری سونپ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم ان کے آرام کا پورا خیال رکھو گے۔'' انور علی جواب دیا '' عالیجاہ! میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔'' سلطان کچھ اور کہے بغیر اپنے خیمے کی طرف چل دیا' ہلکر کی بیوی کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو چھلک رہے تھے اس نے ایک مرہٹہ سردار کی بیوی کی طرف دیکھا اور کہا '' مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایک سپنا دیکھا ہے۔ وہ انسان نہیں ایک دیوتا ہے اور اس کے ساتھ جنگ کرنا پاپ ہے۔'' تھوڑی دیر بعد فوج کا ایک افسر سلطان کی طرف سے ہر قیدی عورت کو ایک ایک چادر اور دو دو مہریں تقسیم کر رہا تھا۔

www.magfunpk.com

اگلے دن سلطان ٹیپو اپنے گورنروں اور مختلف محاذوں پر پھیلی ہوئی افواج کے سپہ سالاروں کے خطوط پڑھنے اور ان کے جواب لکھوانے میں مصروف تھا دو کاتب قالین پر بیٹھے اس سے ہدایات لے رہے تھے سلطان کرسی پر بیٹھنے کی بجائے خیمے کے اندر آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا۔ میر منشی ایک کشادہ میز کے قریب اور سلطان ٹیپو کے باڈی گارڈ دستے کا ایک افسر خیمے کے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

سلطان ٹہلتے ٹہلتے ایک خط کا جواب لکھوانے کے بعد میر منشی کی طرف متوجہ ہوتا اور وہ میز سے دوسرا خط اٹھا کر پیش کر دیتا۔ ان خطوط میں حکومت کے ہر محکمے کے بڑے اور چھوٹے مسائل زیر بحث آتے تھے' سلطان ہر خط کو صرف ایک نظر دیکھتا اور کسی توقف کے بغیر جواب لکھوانا شروع کر دیتا۔ لیکن اس کے خیال اور الفاظ کے تسلسل کا یہ عالم تھا کہ کاتب بڑی مشکل سے اس کی رفتار کا ساتھ دے رہے تھے۔ وہ بھی

www.magfunpk.com

اپنے کسی سالار کو کسی اہم چوکی یا قلعے پر حملہ کرنے کی ہدایت لکھواتا' کبھی کسی مظلوم آدمی کی درخواست پڑھ کر مقامی حاکم کو اس کی دادرسی کی ہدایت کرتا۔ کبھی کسی عدالت کے غلط فیصلے پر اسے سرزنش کرتا اور کبھی کسی نئے صنعتی یا زرعی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے احکامات صادر کرتا۔

سلطان ٹہلتے ٹہلتے خیمے کے ایک دریچے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ باہر سے انور علی خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ لیکن سلطان کے باڈی گارڈ کا اشارہ پا کر رک گیا۔ سلطان چند جملے لکھوانے کے بعد اپنے پیر منشی کی طرف متوجہ ہوا تو باڈی گارڈ نے کہا ''عالی جاہ! جوق دار انور علی حاضر ہے۔'' سلطان نے دروازے کی طرف دیکھا اور انور علی نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ سلطان نے اپنے ہونٹوں پر ایک شفقت آمیز مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔'' انور علی جوق دار نہیں رسالدار ہے۔ انور علی نے اپنے دل میں خوشگوار دھڑکنیں محسوس کیں اور تشکر اور احسان

www.magfunpk.com

مندی کے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنی نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ ''عالیجاہ! اگر اجازت ہو تو میں اپنے دو ساتھیوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔'' سلطان نے کہا ''مجھے ان کی کارگزاریوں کا اعتراف ہے اور میں نے انہیں ترقی دے دی ہے سید غفار نے جن افسروں کے متعلق سفارش کی تھی ان میں تمہارا بھائی بھی ہے اور اسے تمہاری جگہ مل گئی ہے اب میں تمہیں ایک اہم مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں۔ قیدی عورتوں کو دشمن کے پڑاؤ میں پہنچانے کے لیے کسی ہوشیار اور فرض شناس آدمی کی ضرورت تھی اور میں نے تمہیں اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ تم کل علی الصباح ان کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ اپنے ساتھ بیس سوار لیتے جاؤ۔ ان کے لیے پالکیاں مہیا کی جا رہی ہیں اور پالکیاں اٹھانے کے لیے دشمن کے چند قیدیوں کو رہا کر دو۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ راستے میں انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔''

www.magrunpk.com

"عالیجاہ! میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔"

"بہت اچھا تم جا سکتے ہو۔" انور علی نے سلام کیا اور خیمے سے باہر نکل آیا۔

پونا اور دکن کی شکست خوردہ افواج تنگبھدرہ کے آس پاس تمام علاقے اپنے لیے غیر محفوظ سمجھتے ہوئے دریائے کرشنا کے قریب جمع ہو رہی تھیں۔ ایک دن لشکر کے سردار ایک خیمے میں جمع ہو کر تازہ صورت حال پر بحث کر رہے تھے تہور جنگ، ہلکر، پھونسلے اور دوسرے سارے راجے اور سردار کیلئے بعد دیگرے متحدہ افواج کے سپہ سالار ہری پنت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے تھے اس بحث میں وہ لوگ زیادہ تلخی کا مظاہرہ کر رہے تھے جو اپنی بیویاں میدان جنگ میں چھوڑ آئے تھے۔ ہری پنت غصے سے کانپتا ہوا اٹھا اور بلند آواز میں چلایا۔

آپ میں کوئی ایسا نہیں جو مجھے بزدلی کا طعنہ دے سکے۔ میں نے بارہا آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ ہم سیر و تفریح کے لیے نہیں آئے بلکہ جنگ کے لیے آئے ہیں اور ہماری جنگ ایک ایسے دشمن کے ساتھ ہے جو کئی میدانوں میں انگریزی فوج کے بہترین جرنیلوں کے

دانت کھٹے کر چکا ہے' اس لیے ہمیں عورتوں کو ساتھ نہیں رکھنا چاہئے۔ میں نے آپ کو بارہا خبردار کیا تھا کہ عیش و آرام کے لیے جو لوازمات آپ لوگ ساتھ لائے ہیں' اس کے باعث ہمارے لیے نقل و حرکت میں بہت سی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ آپ کے لیے نوکروں اور خدمت گاروں کی دیکھ بھال اور حفاظت ایک مسئلہ بن چکی تھی۔ ہمارا مقابلہ ایک ایسے شخص کے ساتھ تھا جس کے سپاہی جنگ کے ایام میں اپنے تھیلیوں میں پڑی ہوئی وہ سوکھی روٹیوں یا مٹھی بھر ابلے ہوئے چاولوں کو دو وقت کی ضرورت کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ کے ہمراہ ہزاروں اونٹ اور سینکڑوں بیل گاڑیاں غیر ضروری ساز و سامان سے لدی ہوئی تھیں۔ ہم انتہائی ضرورت کے وقت جتنا سفر ہفتوں میں کرتے ہیں میسور کے سپاہی اتنا سفر دنوں میں کر لیتے تھے۔ میں نے دشمن کے حملے سے دو دن قبل آپ کو یہ ہدایت کی تھی کہ غیر ضروری سامان سے لدی ہوئی بیل

www.magfunpk.com

گاڑیاں اور لاتعداد اور خدمت گاروں کو واپس بھیج دیا جائے۔ لیکن آپ اپنی عورتوں کو بھی ساتھ رکھنے پر مصر تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں سست رفتاری سے سفر کرنا پڑا اور اس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے دشمن اپنے بھاری توپ خانے سمیت آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر میں نے کالکیری کی طرف پیش قدمی کرتے وقت یہ کوشش کی تھی کہ ہمارا پورا لشکر ایک ساتھ آگے بڑھنے کی بجائے چھ حصوں میں تقسیم ہو کر سفر کرے لیکن آپ کے لیے میرا یہ مشورہ قابل قبول نہ تھا۔ رات کے وقت جب بارش ہو رہی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ دشمن صرف چند میل دور ہے اور ہمیں آرام کرنے کی بجائے اس کے مقابلے کے لیے تیار رہنا چاہیے لیکن آپ لمبی تان کر سو گئے اور جن سپاہیوں کو آپ نے پڑاؤ کی حفاظت سونپی تھی وہ نمک حرام ثابت ہوئے۔ میرا قصور صرف یہ ہے کہ دشمن کے اچانک حملے کے وقت میں بیدار تھا اور میرے سپاہی آپ کے سپاہیوں کی نسبت زیادہ چوکس تھے

www.magfunpk.com

اس لیے مجھے اپنی فوج کو بچا کر نکلنے کا موقع مل گیا۔ اگر آپ میں سے کوئی ڈٹ کر مقابلہ کرتا تو وہ مجھے طعنہ دے سکتا تھا لیکن آپ میں کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ میدان میں ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس وقت ہم سب کے سامنے صرف اپنی جانیں بچانے کا مسئلہ تھا۔ فرق صرف یہ ہوا کہ میں نے اپنی فوج اس وقت نکال لی تھی جب کہ پڑاؤ کے گرد دشمن کا گھیرا ابھی مکمل نہیں ہوا تھا اور آپ اس وقت اپنے بستروں سے اٹھے جب دشمن پوری شدت کے ساتھ چاروں اطراف سے حملہ کر چکا تھا۔ دن کے وقت دشمن کا حملہ کتنا ہی اچانک کیوں نہ ہوتا ہمارے لیے یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی۔ ہم پڑاؤ سے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کرتے۔ لیکن رات کی تاریکی میں اس قدر غیر متوقع حملے کے بعد فوج کو منظم کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اب ہمیں ماضی کے متعلق سوچنے اور آپس میں جھگڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ

ہمیں شکست ہوئی ہے لیکن اس وقت ہم یہ سوچنے کے لیے جمع ہوئے ہیں کہ ہم نے اس شکست سے کیا سبق حاصل کیا ہے۔

میرے دوستو! ہم نے ایک لڑائی میں شکست کھائی ہے لیکن جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے ہمارے پاس اب بھی اتنی فوج ہے کہ اگر ہم ہمت سے کام لیں تو چند ہفتوں میں سرنگا پٹم پہنچ سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ چند دنوں تک ہمیں پونا اور حیدر آباد سے مزید کمک پہنچ جائے گی اور ہم اس شکست کا بدلہ لے سکیں گے۔ ایک مرہٹہ سردار نے اٹھ کر کہا۔ ''میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے ہماری ان عورتوں کے متعلق کیا سوچا ہے جو اس وقت دشمن کی قید میں ہیں؟ ہری پنت نے جواب دیا ''میرے دوست یہ صرف آپ کی عزت کا مسئلہ نہیں ہم سب کی عزت کا مسئلہ ہے۔ اپنی عورتوں کو قید سے چھڑانے کے لیے ہم دشمن کو شکست دیں گے۔''

www.magfunpk.com

سردار نے کہا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم دشمن کو شکست نہ دے سکیں تو ہماری عورتیں ان کے قبضے میں رہیں گی؟'' ایک اور سردار نے اٹھ کر کہا۔ ''اس وقت یہ بحث فضول ہے مجھے یقین ہے کہ اگر ہم سلطان ٹیپو کے ساتھ مصالحانہ گفتگو سے ان عورتوں کو آزاد کرا لیں تو بھی کوئی باغیرت مرہٹہ انھیں دوبارہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گا۔ ہلکر نے اٹھ کر غصے سے کانپتے ہوئے کہا ''اگر تم میں سے کسی نے ان عورتوں کے متعلق کوئی بدکلامی کی تو میں اس کی زبان کھینچ لوں گا۔ میری بیوی بھی مسلمانوں کی قید میں ہے اور میں تم سب کے سامنے یہ اطلاع کرتا ہوں کہ کوئی مرہٹہ عورت اس سے زیادہ قابل عزت نہیں'' اس پر چند مرہٹہ راجوں اور سرداروں کو طیش آ گیا اور وہ ہلکر کے سامنے بدکلامی پر اتر آئے۔ اچانک ایک مرہٹہ نوجوان خیمہ کے اندر داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر ہلکر کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔

www.magfunpk.com

”مہاراج! رانی صاحبہ دوسری قیدی عورتوں کے ساتھ پچھلی چوکی پر پہنچ گئی ہیں۔ میسور کی فوج کا ایک افسر اور بیس مسلح سپاہی ان کے ساتھ ہیں رانی صاحبہ ہماری چوکی پر رک گئی ہیں اور ان کے ساتھ آنے والی تمام عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جب تک ہمارے آدمی ہمیں لینے کے لیے یہاں نہیں آئیں گے، ہم آگے نہیں بڑھیں گی۔“

ایک مرہٹہ سردار نے کہا ’’جاؤ انہیں یہ کہہ دو یہاں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔‘‘ ہلکر نے تلملا کر کہا۔ ’’تم ان کے متعلق کچھ کہنے والے کون ہو؟‘‘ سردار نے جواب دیا ’’آپ مجھے اپنی بیوی کے متعلق کچھ کہنے سے منع نہیں کر سکتے۔‘‘ ہلکر نے لاجواب ہو کر حاضرین مجلس کی طرف دیکھا اور کہا ’’میں ان کے استقبال کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ میں سے کون ہے جو میرے ساتھ آنا چاہتا ہے؟‘‘ خیمے کے اندر تھوڑی دیر کے لیے سکوت طاری ہو گیا۔ پھر چھ مرہٹہ سردار یکے بعد دیگرے اٹھ کر آگے بڑھے اور ہلکر کے ساتھ خیمے سے باہر نکل آئے۔ نوجوان ایلچی جو عورتوں کے متعلق پیغام لایا تھا‘ کچھ دیر تذبذب کی حالت میں کھڑا رہا۔ بالآخر اس نے کہا ’’دشمن نے تمام عورتوں کو بھیج دیا ہے۔‘‘ بھونسلے نے اس کی طرف قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا ’’بھاگ جاؤ یہاں سے تمام مرہٹے بے غیرت نہیں ہو سکتے۔‘‘

نوجوان بددل سا ہو کر خیمے سے باہر نکل آیا اور بھاگتا ہوا ہلکر اور اس کے ساتھیوں سے جا ملا۔ خیمے سے تھوڑی دور ہلکر نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا۔ ”عورتیں پیدل آئی ہیں؟“

”نہیں مہاراج، دشمن نے انہیں پالکیوں پر سوار کرا کے بھیجا ہے اور وہ لوگ جوان کی پالکیاں اٹھا کر لائے ہیں ہماری اپنی فوج کے آدمی ہیں جنہیں دشمن نے رہا کر دیا۔“

مرہٹہ عورتیں پالکیوں سے نکل کر درختوں کی چھاؤں میں بیٹھی اپنے آدمیوں کا انتظار کر رہی تھیں میسور کے سوار اور وہ مرہٹہ قیدی جوان کے ساتھ آئے تھے' ان سے چند قدم دور ان سے علیحدہ کھڑے تھے۔ کوئی ڈیڑھ سو سوار شمال کی طرف سے نمودار ہوئے اور تھوڑی دیر میں چوکی کے قریب پہنچ گئے۔ چوکی کے ایک سپاہی نے بلند آواز میں کہا ''مہاراج ہلکر خود تشریف لا رہے ہیں۔''

میسور کے سپاہی اپنے نوجوان سالار کے حکم سے آگے بڑھ کر ایک صف میں کھڑے ہو گئے۔ ہلکر نے اپنے ساتھیوں کو جن میں سے اکثر اس کی فوج کے بڑے بڑے افسر تھے چند قدم دور ہاتھ کے اشارے سے رکنے کا حکم دیا۔ پھر وہ اور چھ اور سوار اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور سیدھے عورتوں کی طرف بڑھے اور چند ثانیہ بعد یہ لوگ مجرموں کی طرح اپنی بیویوں کے سامنے کھڑے تھے۔ ہلکر کے ہونٹ بھینچے ہوئے

تھے اور وہ بڑی مشکل سے اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے کرب انگیز لہجے میں کہا۔ ''رانی میں شرمندہ ہوں میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ رسوائی کی زندگی میرے لیے موت سے زیادہ تکلیف دہ ہے تھی۔''

ہلکر کی بیوی نے فوراً گفتگو کا رخ بدلنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس نے پوچھا باقی لوگ کیوں نہیں آئے؟ ''ہلکر نے اصلی وجہ ظاہر کرنے کی بجائے جواب دیا۔'' ہم ان کا انتظار نہیں کر سکے۔ میں آپ کی سواری کے لیے ہاتھی لانا چاہتا تھا لیکن پھر خیال ہوا کہ ہاتھی تیار کرنے میں دیر ہو جائے گی۔ وہ بولی ''آپ کو ہم سے پہلے میسور کے سپاہیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تھا۔ وہ اگر کسی بڑے انعام کے مستحق نہیں تو آپ کی طرف سے شکریہ کے حقدار ضرور ہیں۔ ہلکر لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا سپاہیوں کی طرف بڑھا۔ میسور کے سپاہیوں نے اسے سلامی دی اور اس کے بعد ان کا افسر آگے بڑھ کر ہلکر کے سامنے مودب کھڑا ہو گیا۔ ہلکر نے پوچھا تم ان کے افسر ہو؟''

www.magfunpk.com

”جی ہاں!“

”تمہارا نام؟“

”انور علی“

”میسور کی فوج میں تمہارا عہدہ کیا ہے؟“

”جی میں رسالدار ہوں“

”میرا نام بلکر ہے اور میں آپ کا شکر گزار ہوں۔“

انور علی نے کہا ''جی ہم نے صرف اپنا فرض پورا کیا ہے اور اب اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہیں سے واپس جانا چاہتے ہیں۔'' ''تمہیں کم از کم ایک دن میرے پاس ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ ہمارا پڑاؤ زیادہ دور نہیں۔'' انور علی نے جواب دیا ''جناب ہمیں فوراً واپس لوٹنے کا حکم ہے۔ ہمارا کام ختم ہو چکا ہے اور ہم صرف مہارانی صاحبہ کے حکم پر تھوڑی دیر کے لیے یہاں رک گئے تھے۔'' ہلکر نے اپنے گلے سے موتیوں کی ایک مالا اور سونے کی کنٹھی میں بیش قیمت ہیرے جڑے ہوئے اتارے اور انور علی کو پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''میں آپ کو ٹھہرنے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا۔ لیجیے یہ مالا آپ کے سپاہیوں اور یہ کنٹھی آپ کا انعام ہے۔''

www.magfunpk.com

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.